www.Paksociety.com

# وہ اک ایسا شجر ہو

پاک سوسائٹی

از

ڈاٹ کام

فرحت اشتیاق

www.Paksociety.com

## ناول کا آغاز

سناٹے کو چیرتی ایک فائر کی آواز گونجی تھی اور ساتھ ہی کسی جانور کی خوفناک سی چنگھاڑ بھی سنائی دی تھی۔ ۔ وہ جو پہلے ہی حواس باختہ سی ڈری سہمی نظروں سے اردگرد کا جائزہ لے رہی تھی اس اچانک افتاد پر بے اختیار بوکھلا کر ایک طویل وعریض چیخ اس کے منہ سے برآمد ہوئی۔ پھر اس چیخ کا گلا بڑی ہی بے دردی سے کسی نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر گھونٹ دیا اور ساتھ ہی انگریزی میں نہایت سفاک لہجے میں اس سے کہا گیا۔

خبردار کوئی حرکت کی یا آواز نکالی، جان سے ماردوں گا۔ اور وہ بیچاری تو پہلے ہی اتنی سہمی ہوئی تھی مزید کسر اس کے سفاک لہجے نے نکال دی اس سے تو خوف کے مارے گردن موڑ کر یہ تک نہ دیکھا گیا کہ اسے دھمکانے والا جلاد آخر ہے کون۔ وہ بدستور اس کے منہ پر ہاتھ رکھے اسے گھسیٹتا دو چار قدم پیچھے ہٹا اور پھر اسے کچھ دور لا کر زمین پر پٹختا ہوا بولا۔

بغیر کوئی آواز نکالے یہاں بیٹھی رہو۔ پہلے ہی میرا سارا پلان چوپٹ کر دیا ہے اگر ذرا سی بھی آواز نکالی تو چھوڑوں گا نہیں۔ آیلہ بے چاری تو اتنی سخت اور کھردری زمین پر اپنے پٹخے جانے پر بازوؤں سے نکلتا خون ہی دیکھتی رہی اور وہ دوبارہ آگے بڑھ گیا۔ اس کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہہ نکلے۔

یا اللہ یہ کس جرم کی سزا ہے۔ اتنے ویران خوفناک جنگل میں اتنے ہی خوفناک آدمی سے پالا پڑا ہے۔ یا اللہ مدد فرما۔ وہ خاموشی سے اپنی چوٹیں سہلاتی ہوئی آنسو بہا رہی تھی۔ کب وہ واپس آتا دکھائی دیا

آیلہ نے اسے دور سیاپنی طرف آتے دیکھا تو نئے سرے سے سہم گئی اس کی خوفناک قسم کی دھمکی اسے بری طرح خوف زدہ کر گئی تھی۔

تمہاری وجہ سے میری اتنے دنوں کی محنت برباد ہوگئی تم اسٹوپڈ لڑکی۔ میرا دل چاہ رہا ہے تمہارا گلا دبا دوں۔ تمہیں اتنی بے تکی قسم کی چیخ مارنے کی ضرورت کیا تھی۔ اگر اتنی ہی ڈرپوک ہو تو یہاں اس جنگل میں کیا کر رہی ہو۔ جا کر اپنے گھر بیٹھو آرام سے وہ اس کے اوپر کھڑا اسے گھورتا ہوا بول رہا تھا انداز ایسا تھا جیسے اسے کچا چبانا چاہتا ہو۔

تین دن سے اس کی تاک میں تھا آج کہیں جا کر یہ سنہری موقع ہاتھ آیا تھا مگر تم پتہ نہیں کہاں سے نازل ہو گئیں۔ نہ یوں فضول طریقے سے چیختیں نہ وہ چونکتا۔ صرف تمہاری وجہ سے میرا نشانہ چوک گیا اور گولی اس کی ٹانگ پر لگ گئی وہ بری طرح اس پر برس رہا تھا اور وہ سر جھکائے اشک بہانے میں مصروف تھی۔

پتا نہیں وہ جھاڑیوں میں کہاں چھپ گیا ہے۔ زخمی شیر کو تو یوں چھوڑا بھی نہیں جا سکتا، اور اب تو میرے بجائے وہ میری تاک میں ہوگا۔ آخر اسے اپنے زخمی کیئے جانے کا انتقام بھی تو لینا ہے۔ وہ خودکلامی کرنے میں مصروف تھا۔ کچھ سوچتا ہوا اپنے آپ سے باتیں کر رہا تھا اور وہ رونا دھونا بھول کر بس زخمی شیر پر بری طرح دہل گئی تھی۔ اس کی خوف سے پھٹی آنکھوں پر

www.Paksociety.com

اس کی نظر پڑی تو بڑے طنزیہ مسکراہٹ چہرے پر سجاتا ہوا بولا۔

تم بھی اپنی خیر مناؤ۔ ہوسکتا ہے میرے بجائے تم ہی اس کے ہتھے چڑھ جاؤ۔ بڑا عیار اور چالاک ہے تین دن سے مجھے نچا کر رکھا ہوا ہے۔ کچھ تمہیں بھی سزا ملے یوں بے موقع چیخنے کی ۔پھر اس کے جواب کا انتظار کیئے بغیر وہ آگے بڑھ گیا۔

یہ تا شاید واپس جا رہا ہے۔ اوہ مجھے تو اسی سے ہیلپ مانگنی چاہیئے۔ جیسا بھی سہی آخر ہے تو ایک انسان ہی نا ہے جلاد نما ہی سہی۔ کم از کم اس زخمی شیر سے تو یہی بہتر ہے۔ اگر یہ بھی چلا گیا تو میرا کیا بنے گا۔ اس سوچ کا ذہن میں آنا تھا کہ وہ جو اتنی دیر سے مستقل زمین پر ایک ہی اینگل میں بیٹھی تھی بے اختیار اس کے پیچھے بھاگی۔ چیخ کر اسے آواز قصداً نہیں دی کہ وہ پہلے ہی اس کے چیخنے پر چڑا ہوا تھا۔ وہ بڑی سست روی سے چل رہا تھا اس لیئے آیلہ نے دو چار سیکنڈ میں ہی اسے جا لیا۔ اور پھولی ہوئی سانسوں کے ساتھ اس سے مخاطب ہوئی۔

دیکھیں میں یہاں راستہ بھٹک کر آ گئی ہوں۔ آپ کی بڑی مہربانی ہو گی اگر آپ میری مدد فرما دیں پلیز۔ وہ جو اس کے بھاگ کر اپنے پیچھے آنے پر حیران تھا اس کی بات پر بڑی بے نیازی سے اسے دیکھتا ہوا بولا۔

اول تو مجھے خدمت خلق کا کچھ زیادہ شوق نہیں۔ دوئم یہ کہ اگر ہوتا بھی تو تمہاری تو میں ہرگز مدد نہ کرتا لہٰذا میری طرف سے معذرت۔ اس پر ایک سخت ، غصے سے بھرپور نگاہ ڈال کر وہ جیسے ہی آگے بڑھا آیلہ اس کے سامنے آ گئی اور ہاتھ جوڑتے ہوئے بولی۔

پلیز آپ میری مدد کریں۔ آپ کو انسانیت کا واسطہ۔ دیکھیں میں جان بوجھ کر نہیں چیخی تھی۔ آپ مجھے معاف کر دیں میں یہاں اس خوفناک جنگل میں خوف اور دہشت سے ہی مر جاؤں گی۔ اس کے سامنے وہ ہاتھ جوڑے کھڑی تھی آنکھوں میں التجا لیئے۔ وہ دو چار منٹ اسے گھورتا رہا پھر آگے بڑھتا ہوا بولا۔

آؤ۔ تو وہ جو اتنی دیر سے امید و بیم کی کیفیت کا شکار تھی ایک دم ہی پرسکون ہو کر اس کے پیچھے چل پڑی۔ جبکہ وہ اس بات سے قطعاً بے نیاز نظر آ رہا تھا کہ وہ اس کے پیچھے آ بھی رہی ہے یا نہیں۔ آیلہ تقریباً دوڑ رہی تھی جب بھی اس سے کافی پیچھے تھی۔ بھاگتے بھاگتے اس کی ٹانگیں بری طرح شل ہو گئی تھیں۔ سانس پھول گیا تھا۔ لیکن وہ مسلسل بھاگ رہی تھی یوں جیسے اسے کوف تھا کہ وہ اسے چھوڑ کر نہ چلا جائے۔ اسے شیاو اس طرح دوڑتے بھاگتے آدھا گھنٹہ ہو گیا تھا جب وہ ایک جیپ کے پاس جا کر رکا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے اس نے برابر والی سیٹ کا دروازہ کھول دیا۔ آیلہ کے بیٹھتے ہی اس نے جیپ اسپیڈ میں دوڑانی شروع کر دی۔ اسے شاید ہر کام تیز رفتار کرنا پسند تھا۔ تیز چلنا ، تیز گاڑی چلانا ، اور تیز آواز میں بول کر سامنے والے کو ہلانا۔

اس کی طرف تو اس نے سرسری نظر سے بھی نہ دیکھا تھا جبکہ وہ چوری چوری کتنی مرتبہ اس کی طرف دیکھ چکی تھی۔ بلیک جینز ، بلیک ہی جیکٹ ، لانگ شوز ، کندھے سے لٹکتی ہوئی رائفل ، جیکٹ کی جیب میں ٹھونسا ہوا ریوالور اور جینز میں اڑسا ہوا خنجر۔ وہ شاہ کوئی پروفیشنل شکاری تھا

www.Paksociety.com

اس لیئے اس کی جیپ چلانے کا انداز اور چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ اس جگہ اور یہاں کے حالات سے مکمل آگاہی رکھتا ہے۔ آئلہ کے دل کو کچھ اطمینان ہوا۔

شکر ہے میں درست بندے کے پاس خود بخود پہنچ گئی۔ ورنہ اگر یہ بھی میری طرح کوئی انجان آدمی ہوتا تو میں تو گئی تھی کام سے۔ وہ اس کا مکمل جائزہ لینے کے بعد سوچ رہی تھی۔ اس وقت جیپ ایک جھٹکے سے رکی۔ اس سے کچھ بھی کہے بغیر وہ ایک جھٹکے سے اتر گیا اور سامنے موجود خیمے کا پردہ اٹھا کر اندر داخل ہو گیا۔ وہ اس کی بدتمیزی پر کھول کر رہ گئی۔

انتہائی بے ہودہ اور بد تہذیب انسان ہے۔ اگر مدد کر ہی دی تھی تو کچھ انسانیت کا ثبوت بھی تو دے۔ وہ وہیں جیپ میں بیٹھی جل رہی تھی۔ جب یونہی بیٹھے بیٹھے دس پندرہ منٹ گزر گئے اور وہ دوبارہ باہر نہ نکلا تو مجبوراً وہ جیپ سے اتری اور بن بلائے مہمان کی طرح اس کے خیمے کا پردہ اٹھا کر اندر داخل ہو گئی۔ اپنی اس بے شرمی پر اسے خود سخت تاؤ آ رہا تھا مگر حالات کا تقاضا یہی تھا کہ گدھے کو باپ بنا لیا جائے۔ اس لیئے چہرے کے تاثرات بھی دوستانہ ہی رکھے۔ اس کا خیمہ کیا تھا پورا ایک لگژری قسم کا بیڈ روم تھا۔ کم از کم اس نے اب تک کی زندگی میں جتنے خیمے دیکھے تھے ان سب سے مختلف تھا۔ پورا خیمہ وال تو وال کارپیٹڈ تھا۔ میرون کلر کا دبیز اور آرام دہ قالین جس پر سبز اور سنہری پرنٹ تھا۔ سنگل فولڈنگ بیڈ جس پر ہلکے نیلے رنگ کی چادر بچھی ہوئی تھی۔ سائیڈ میں طے کیا ہوا موٹا کمبل جس پر ٹائیگر پرنٹ بنا ہوا تھا۔ بیڈ کے پاس ہی فولڈنگ چیئر رکھی تھی۔ زرا آگے ایک میز رکھی تھی۔ جس پر ٹائم پیس، ٹیپ ریکارڈر، دو چار کتابیں اور سگریٹ کی ڈبیا رکھی ہوئی تھی۔ بیڈ کے سامنے یعنی خیمے کی دوسری دیوار پر قالین پر دو عدد فلور کشن رکھے تھے۔ ایک عدد ڈسٹ بن بھی تھا اور پھر سب سے آخر میں میز پر ایک چولہا رکھا تھا۔ اسی میز پر دو چار برتن اور کچھ کھانے پینے کا سامان بھی نظر آ رہا تھا۔

یا الہی یہ کوئی نواب صاحب ہیں یا شکاری۔ اتنے شاہانہ انداز میں تو آج تک کسی کو شکار کرتے نہیں دیکھا۔ یہ تو ایسا لگ رہا ہے جیسے یہ حضرت مستقل یہیں قیام فرماتے ہیں۔

وہ اس کی آمد کا کوئی نوٹس لیئے بغیر اپنے لیئے چائے بنانے میں مصروف تھا۔ چائے بن گئی تو بڑے آرام سے کپ ہاتھ میں لیئے آرام سے ٹانگیں پھیلا کر فلور کشن پر بیٹھ گیا اور سپ لینے لگا۔ اپنی اتنی انسلٹ پر اسے سخت غصہ آ رہا تھا مگر کوئی اور جائے پناہ بھی نہیں تھی۔ اس لیئے مجبوراً خود کو گھسیٹتی وہیں قالین پر سمٹ سمٹا کر بیٹھ گئی۔ وہ بڑی مشکلوں سے خود اپنے آپ کو سمجھا بجھا رہی تھی اور اپنی انا کو اور اونچی ناک کو تھپک تھپک کر سلا رہی تھی۔

زرا سوچو اگر اس وقت مجھے یہ نہ ملتا تو میرا کیا حشر ہوتا۔ وہ زخمی شیر کب کا مجھے چیر پھاڑ چکا ہوتا۔ ان حالات میں اس کا ملنا بھی بہت غنیمت ہے۔ وہ اپنے آپ کو سمجھا رہی تھی۔ جبکہ وہ بڑی خاموشی سے اسے خود سے جنگ کرتے دیکھ رہا تھا۔ پھر جب وہ چائے پی چکا تو وہیں قالین پر ہی فلور کشن پر سر رکھ کر لیٹ گیا۔ آئلہ نے دو چار بار سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اس کی بند آنکھوں سے پتا نہیں چل رہا تھا کہ وہ جاگ رہا ہے یا سو رہا ہے۔ کتنی ہی دیر گزر گئی۔ جس وقت وہ اس کے ساتھ آئی تھی شام کے چار بج رہے تھے جبکہ اب ساڑھے چھ ہو رہے تھے۔ صبح

www.Paksociety.com
urdunovels.net

سے وہ جتنے پریشان کن حالات کا سامنا کر رہی تھی اب تھک کر نڈھال سی ہو گئی تھی اور کچھ کچھ غنودگی بھی طاری ہو رہی تھی۔ وہ نیند کو بھگانے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔ مگر اس خیمے کا پرسکون اور آرام دہ ماحول اس کو ان کوششوں میں کامیاب نہیں ہونے دے رہا تھا۔ اس کا دل چاہا کہ وہ ایک کپ چائے کا بنا کر پی لے نیند بھاگ جائے گی۔ مگر ایسا کرنا اس کے لیئے جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔ اس لیئے خود پر ضبط کرتی بیٹھی رہی۔ پھر پتہ نہیں کب وہ بیٹھے بیٹھے ہی سو گئی۔ گھٹنوں میں منہ دیئے وہ گہری نیند سو رہی تھی جب کسی چیز کے گرنے کی آواز سے اس کی آنکھ کھل گئی۔ ایک دم ہڑبڑا کر سر اوپر اٹھایا اور نیند سے بوجھل آنکھیں کھول کر دیکھا تو وہ چولہے کے پاس کھڑا نظر آیا۔ شاید اس کے ہاتھ سے کوئی برتن گرا تھا۔ آیلہ نے گھڑی کی طرف دیکھا تو وہ نو بجا رہی تھی۔

وہ جب سے آئی تھی اسی زاویے سے بیٹھی تھی ٹانگیں بری طرح اکڑ گئی تھیں۔ ہاتھ پاؤں ٹھنڈے برف ہو رہے تھے۔ اچانک اسے محسوس ہوا کہ اسے شدید قسم کا چکر آ رہا ہے۔ وہ جو ٹانگیں سیدھی کرنا چاہ رہی تھی شدید قسم کی کمزوری کے باعث ایسا بھی نہ کر سکی۔ اسے خیال آیا کہ اس نے آج دن بھر ایک قطرہ پانی نہیں پیا۔ اور یہ کہ اگر ابھی کچھ دیر اور اس نے کچھ کھایا پیا نہیں تو وہ کمزوری سے بے ہوش ہو جائے گی۔ اتنی سخت بھاگ دوڑ اس نے اپنی تمام زندگی میں کب کی تھی وہ بھی بھوکے پیاسے لہٰذا اس کا نڈھال ہو جانا ایک فطری عمل تھا۔ وہ اوپنر سے ٹن ڈبہ کھول رہا تھا۔ پھر اس میں سے شاید اس نے خشک مچھلی کے ٹکڑے نکالے اور فرائی کرنے لگا۔ بھوکے پیٹ کو کھانے کی خوشبو نے پاگل کر دیا اور وہ ندیدوں کی طرح اس کی طرف دیکھتی رہی۔

وہ تو یوں لگ رہا تھا اس وقت یہاں بالکل اکیلا ہے۔ اسے اس کے وجود سے کوئی سروکار نہ تھا۔ شاید اپنے خیال میں وہ اسے اپنے ساتھ لا کر کافی سے زیادہ احسان کر چکا تھا لہٰذا مزید کسی مروت اور مہمان داری کی ضرورت نہ تھی۔ اس لیئے اس کی طرف ایک دوستانہ سی مسکراہٹ بھی اس نے نہیں پھینکی۔ اور اپنے کام میں مصروف رہا۔ مچھلی فرائی ہو گئی تو اس نے ڈبل روٹی کے ایک سلائس پر مچھلی اور دوسرے پر چیز سلائس رکھ کر تین سینڈوچز تیار کیئے۔ انہیں بڑے پیار سے پلیٹ میں رکھا اور اپنے لیئے کپ میں کافی گھولنے لگا۔ کافی بھی تیار ہو گئی تو ہو دونوں چیزیں ہاتھ میں اٹھائے وہیں اس کے پاس فلور کشن پر آ بیٹھا اور بولا۔

تم کھاؤ گی۔ اس کا تو یہ حال تھا کہ اس سے چھین کر کھا جاتی، خالی پیٹ ساری انا و نا بھی بھول گئی تھی۔ اج اس نے جانا تھا کہ بھوک کتنی بری بلا ہے۔ شاید اسی لیئے پیٹ کی خاطر انسان کوئی بھی کام کرنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ بمشکل اپنے چکراتے اور لڑکھڑاتے وجود کو سنبھال کر آگے بڑھی اور اس کی آفر کے جواب میں بغیر کسی تکلف کے ایک سینڈوچ اٹھا لیا اور جلدی سے یوں کھانا شروع کر دیا جیسے اس کے چھن جانے کا خطرہ ہو۔ وہ اپنا کھانا بھول کر بڑے غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔ جو ایتھوپیا کے قحط زدگان میں سے کوئی لگ رہی تھی۔ دو تین نوالوں میں اس نے سینڈوچ ختم کر لیا مگر ایک سینڈوچ سے تو ابھی آدھا پیٹ بھی نہیں بھرا تھا۔ اس نے

پلیٹ اس کے آگے کی تو اس نے فوراً ہی دوسرا بھی اٹھا کر کھانا شروع کر دیا۔ اس وقت اسے سوائے بھوک کے اور کوئی بات یاد نہ رہی۔ وہ بے چارہ جو اپنے سینڈوچ کا ایک نوالہ لے چکا تھا وہ بھی اس کے سامنے رکھی پلیٹ میں رکھ دیا۔ اور اٹھ کر اپنے بیگ میں سے ایک بسکٹوں کا پیکٹ بھی نکال لایا۔ جب تک اس نے پیکٹ کھولا وہ بڑے اطمینان سے تینوں سینڈوچز کھا چکی تھی۔ اس نے بسکٹ اس کے آگے رکھے تو وہ ایک دم شرمندہ سی ہو گئی۔ پیٹ میں اناج گیا تو ساری شرم بھی یاد آ گئی۔ اور اپنی بیاختیاری اور ندیدے پن پر سخت افسوس بھی ہونے لگا۔ بسکٹوں کی طرف ہاتھ بڑھائے بغیر وہ یونہی چپ چاپ سر جھکائے بیٹھی رہی تو وہ بولا۔

اگر کافی پینی ہے تو اٹھ کر خود اپنے لیئے بنا لو مجھ سے یہ امید مت رکھنا کہ میں تمہاری مہمان داری کروں گا۔ لہجہ اچھا خاصا روڈ اور بے مروت قسم کا تھا مگر وہ اس کے لہجے پر ناراض ہونے کے بجائے اس کی ابت پر حیران رہ گئی کہ وہ اس سے اردو میں بات کر رہا تھا۔

آپ پاکستانی ہیں؟ وہ کچھ جوش اور خوشی سے بھرپور لہجے میں بولی۔ تو وہ اپنے مخصوص اکھڑ انداز میں بولا۔۔

کیوں تمہیں جاپانی نظر آتا ہوں۔ فضول اور احمقانہ سوالات سے مجھے سخت چڑ ہوتی ہے ۔ وہ بسکٹ کھاتا ہوا بڑی بدتمیزی سے بولا تو وہ کھول کر رہ گئی۔

اس جنگلی کو تو بات کرنے کی بھی تمیز نہیں ہے۔ اسے تو یہ بھی نہیں معلوم کہ خواتین کا احترام بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔

وہ سوچتی رہی جبکہ وہ کافی پیتا ہوا اس سے دوبارہ لاتعلق ہو چکا تھا۔ اس نے تو اس سے یہ تک نہ پوچھا تھا کہ وہ کون ہے اور اتنے خوفناک جنگل میں اکیلی کیا کر رہی ہے۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے قطعاً کوئی پرواہ نہیں۔ وہ اگر ہے تو ٹھیک ہے اور اگر نہیں ہے تو بہت ہی اچھی بات ہے۔ پھر وہ اٹھا کافی کا کپ اور پلیٹ وہیں چولہے کے پاس جا کر رکھ دی اور خود خیمے سے باہر چلا گیا۔ کافی دیر ہو گئی وہ واپس نہ آیا تو آئلہ کو گھبراہٹ ہونا شروع ہو گئی۔ وہ بے اختیار باہر نکل آئی۔ ارد گرد پھیلا اندھیرا اور سناٹا خوف کو دوچند کر گیا۔ سوائے دور دراز سے آتی عجیب و غریب چیخوں کے کچھ سنائی نہ دے رہا تھا۔ عجیب و غریب آوازیں شاید جانوروں کی تھیں یا پتہ نہیں کس چیز کی۔ وہ خوف و دہشت سے سن سی کھڑی تھی۔ چاروں طرف پھیلی تاریکی اور گھنا جنگل جس میں اس وقت وہ بالکل اکیلی تھی، اس نے خوف زدہ ہو کر رونا شروع کر دیا۔

اچانک اسے اپنے قریب قدموں کی چاپ سنائی دی تو اس کے منہ سے چیخ سی نکل گئی۔

کیا مصیبت ہے؟ تمہیں چیخنے چلانے کے سوا اور کچھ آتا ہے یا نہیں عجیب اجڈ قسمکی لڑکی ہو؟ وہ اسے بری طرح ڈانٹتا چلاتا خیمے میں گھس گیا تو وہ بھی آنسو پونچھتی اس کے پیچھے چلی آئی ۔ اس کی تمام تر بدتمیزی کے باوجود اس کے ہونے سے ایک عجیب سے تحفظ کا احساس ہو رہا تھا ۔ ایک دم سارا ڈر خوف زائل ہو گیا تھا۔ اس نے اندر آ کر ٹیبل پر رکھی ایمرجنسی لائٹ آف کر دی اور کمبل تان کر بیڈ پر لیٹ گیا۔ وہ کچھ دیر تو کھڑی اسے دیکھتی رہی پھر وہیں قالین پر دونوں فلور کشن ملا کر ان کے اوپر لیٹ گئی اور دوپٹہ پورا کھول کر اپنے اوپر ڈال لیا۔ بھلا ہو اس فیشن کا:

www.Paksociety.com

اس نے خود سے کہا۔ ورنہ اتنی ٹھنڈ میں ٹھٹھر کر ہی مر جاتی۔ لیٹے ہوئے دو چار منٹ ہی ہوئے ہوں گے کہ وہ آس پاس سے آتی جانوروں کی آوازوں سے کچھ خوفزدہ سی ہو گئی۔ ایسا لگ رہا تھا کہ تمام جنگلی جانور اور درندے مل کر کورس میں رو رہے ہوں۔ ماحول اتنا ہیبت ناک تھا کہ وہ کانپ کر رہ گئی۔ گھپ اندھیرا اور ویران جنگل۔ اس کے ذہن میں عجیب عجیب سے وسوسے آنے لگے۔

سنیں آپ سو گئے ہیں کیا؟ اپنے خوف کو زائل کرنے کے لیے وہ بے اختیار پوچھ بیٹھی۔

اور وہ جو منہ دوسری طرف کیئے نیم غنودگی کی کیفیت میں تھا جھنجھلا گیا۔

آپ سونے دیں گے تو سوؤں گا نا فرمایئے اب کیا تکلیف ہے؟ منہ بدستور دوسری طرف کیئے وہ جل کر بولا۔ وہ اس کا لہجہ نظر انداز کر کے اپنی پریشانی بیان کرنے لگی۔

ہم لوگ یہاں محفوظ تو ہیں نا۔ کہیں ایسا تو نہیں ہوگا کہ ہم بے خبر سو رہے ہوں اور کوئی جانور اندر گھس آئے یا پھر کوئی سانپ، بچھو ہی اندر آ جائے۔ جواب میں وہ بڑی استہزائیہ مسکراہٹ چہرے پر لاتا ہوا اس کی طرف رخ کر کے بولا۔

جانور اندر کیوں آئیں گے۔ انہیں کیا اپنی زندگی عزیز نہیں آخر کو ملکہ عالیہ یہاں خواب خرگوش کے مزے لے رہی ہیں اور وہ یہاں آ کر ان کے آرام میں خلل ڈال دیں میڈم آپ کے اس عالی شان محل کو جو چاروں طرف سے مسلح دستوں کی نگرانی میں ہے کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ لہٰذا آپ آرام فرمایئے۔ اس کے اتنے طنزیہ لہجے پر وہ بری طرح تپ گئی جبکہ وہ اپنا منہ دوبارہ دوسری طرف کر چکا تھا۔ اس نے آنکھیں بند کر کے جتنی بھی سورتیں یاد تھیں سب کا ورد کرنا شروع کر دیا۔ تمام سورتیں پڑھ کر خود پر اچھی طرح دم کیا اور سونے کی کوشش کرنے لگی۔ اس وقت اس کا دھیان لیلیٰ اور دانش کی طرف چلا گیا۔ تمام دن اپنی الجھن اور پریشانی میں مبتلا رہی تھی اس کے باوجود ان کا خیال بھی اسے برابر پریشان کرتا رہا تھا۔ پتہ نہیں ان کا کیا بنا ہوگا۔ یا اللہ ان کی حفاظت فرمانا۔ وہ جہاں بھی ہوں خیریت سے ہوں۔ وہ دل ہی دل میں ان دونوں کے لیے دعائیں کرنے لگی۔ کتنے خوش باش ہم گھر سے چلے تھے کیا پتہ تھا کہ ہماری یہ تفریح کتنے سنگین نتائج کا حامل ہوگی۔ وہ کل رات کے تمام مناظر یاد کر کے نئے سرے سے خوفزدہ ہو گئی۔ لیلیٰ اس کی چچا زاد بہن اور بہترین دوست تھی۔ جس کی پرزور دعوت پر وہ ان دنوں کینیا آئی تھی۔ چچا میاں شروع ہی نیروبی میں مقیم تھے۔ لیلیٰ ان کی اکلوتی اور لاڈلی بیٹی تھی۔ بیٹی بھی کیا تھی چچا میاں کے بقول لیلیٰ تو میرا بیٹا ہے۔ وہ تھی بھی ٹام بوائے ٹائپ۔ مست ملنگ اور اپنے آپ سے لاپرواہ۔ بہت ذہین پڑھاکو اور ساتھ ہی ساتھ ایڈوینچر کی از حد شوقین۔ اس کے نزدیک ایسی زندگی کوئی زندگی ہی نہیں تھی جس میں ایڈوینچر نہ ہو کوئی تھرل اور تیز رفتاری نہ ہو۔ اپنی افتاد طبع کے باعث وہ گھوڑے سے لے کر جہاز تک سب کچھ چلا لیتی تھی۔ صرف ایک چچی جان کے علاوہ اس کی ان حرکتوں سے ہر کوئی خوش رہتا تھا۔ چچی جان اس کے مردمار انداز اور بے تکی حرکتوں کی وجہ سے ہر وقت شاکی رہتی تھیں بلکہ اٹھتے بیٹھتے اسے آئیلا کی مثالیں دیتی تھیں۔

www.Paksociety.com

ارے لڑکیوں کو لڑکیوں والے کام چاہئیں ۔یہ آیلہ کو دیکھو کلنگ کتنی اچھی کرتی ہے ۔بولتی کتنا آہستہ ہے ۔تمہاری طرح کانوں میں صور اسرافیل نہیں پھونکتی ۔اور دیکھو ذرا اس کے انداز میں کتنا دھیما پن اور شائستگی ہے ۔مگر وہ لیلی ہی کیا جس پر کوئی بات اثر کر جائے ۔چچی جان کی تمام ڈانٹ پھٹکار وہ ایک کان سے سنتی اور دوسرے سے نکال دیتی ۔دونوں کی شخصیت میں موجود اتنے واضح تضاد کے باوجود وہ دونوں آپس میں گہری دوستیں تھیں ۔ہر سال چھٹیوں میں وہ لوگ پاکستان آتے تھے تو سال بھر کی جمع شدہ باتیں ایک دوسرے سے کرنے بیٹھ جاتیں ۔سارے خاندان میں ان کی دوستی کو حیرت سے دیکھا جاتا تھا، کہاں لیلی جینز کے اوپر ڈھیلی ڈھالی شرٹ یا کرتا پہننے والی ۔منچلی اور منہ پھٹ قسم کی لڑکی ۔اور کہاں آیلہ شلوار قمیض کے اوپر دو گز کا دوپٹہ خوب پھیلا کر اوڑھنے والی، خاموش طبع اور سنجیدہ سی لڑکی ۔سب کی حیرت سے قطع نظر وہ بچپن سے آج تک بیسٹ فرینڈز تھیں ۔

پچھلے سال جب لیلی چھٹیوں میں کراچی رہ کر گئی تو جاتے وقت کہہ گئی اب اگلے سال تم کینیا آؤ گی ۔یہ کوئی انصاف نہیں کہ ہمیشہ میں ہی آؤں ۔اب جبکہ وہ پڑھائی سے بھی فارغ ہوگئی تھی لیلی ہر دوسرے روز فون کھڑکاتی اور اسے آنے کے لیئے اکساتی ۔وہ تو خیر جانے کے لیئے بہت بری طرح بے چین تھی مگر اصل مسئلہ تو اجازت ملنے کا تھا ۔ابو تو خیر مان بھی جاتے مگر اصل مسئلہ امی اور بھابھی کا تھا ۔جن کے خیال سے اس کے جانے سے گھر سونا ہو جائے گا ۔

ہمارے گھر میں افراد ہی کتنے ہیں اگر تم بھی چلی گئیں تو مجھے اور امی کو تو گھر کاٹ کھانے کو دوڑے گا ۔

بھابھی شاہی فرمان جاری فرماتیں جس کی امی دل کھول کر تائید کرتیں اور وہ جل کلس کر رہ جاتی ۔مقدمہ ابو اور بھیا کی عدالت میں جانے سے پہلے ہی خارج کر دیا جاتا ۔اس نے لیلی کے مسلسل اصرار سے تنگ آ کر اسے تمام صورتحال بتائی اور کہا کہ وہ اس مسئلے کا کوئی حل نکال سکتی ہے تو نکال لے ۔ورنہ چپ چاپ بیٹھ جائے ۔دل تو خود اس کا بھی چاہ رہا تھا جانے کو مگر کیا کرتی ۔

میرے اکلوتے چچا اور میں نے آج تک ان کا گھر بھی نہیں دیکھا ۔وہ خود اپنے آپ سے افسوس کرتی لیلی بھی اپنے وقت کی ایک تھی ۔پتہ نہیں اس نے کس طرح اور کن الفاظ میں چچا کو داستان سنائی کہ انہوں نے کراچی فون کھڑکا دیا اور امی اور ابو سے بات کر کے کہا آیلہ انہیں بہت یاد آ رہی ہے لہذا ان کے پاس نیروبی بھیج دیا جائے ۔ٹکٹ اس کا وہ پہلے ہی روانہ کر چکے ہیں ۔جو شاید کل تک وہ وصول کر لیں ۔چچا میاں کی خواہش کے آگے تو کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا تھا ۔لہذا وہ جو اب تک اپنے وہاں نہ جانے پر فاتحہ بھی پڑھ چکی تھی خوش ہو اٹھی ۔

نیروبی پہنچنے پر چچی امی چچا جان اور سب سے بڑھ کر لیلی نے اس کا والہانہ استقبال کیا ۔لیلی نے اچھے میزبان ہونے کا حق پوری طرح ادا کیا اور ایک ماہ کے دوران اسے بھرپور کمپنی فراہم کی ۔ان کی ہر آؤٹنگ پر دانش بھی ضرور موجود ہوتا ۔لیلی کا تو لگتا تھا کھانا بھی دانش کے بغیر ہضم نہیں ہوتا ۔

www.paksociety.com

وانی ہم لوگ فلاں پارک جا رہے ہیں تم بھی آ جاؤ۔

وانی ہم چائنیز جا رہے ہیں تم بھی ہمیں جوائن کر لو۔ اور دانش حکم کا غلام اپنے مریضوں کو چھوڑ چھاڑ فوراً حاضر ہو جاتا۔ لیلی کا دانش کے ساتھ پچھلے سال نکاح ہو گیا تھا۔ رخصتی یوں نہیں ہوئی تھی کہ دونوں فریق اس کے لیئے آمادہ نہیں تھے۔ لیلی صاحبہ اپنا m.s کرنے میں مصروف تھیں اور دانش اپنا ذاتی ہاسپٹل سیٹل کر رہا تھا۔ چچا کی طرح دانش کی فیملی بھی شروع سے یہیں سیٹل رہی تھی۔ دانش بھی لیلی کی طرح یہیں پیدا ہوا اور پلا بڑھا تھا۔ دونوں بچپن کے دوست تھے۔ اور دونوں میں بلا کی انڈراسٹینڈنگ تھی۔ کبھی کبھار تو ان دونوں کی ذہنی ہم آہنگی آئلہ کو حیران کر دیتی۔ زندگی کے ہر معاملے میں دونوں کی پسند ناپسند سب کچھ ایک جیسا تھا۔ دونوں کو ایک سا موسم، ایک جیسے رنگ، ایک جسا میوزک ایک ہی جیسا لباس، ایک جیسی کتابیں ایک جیسی فلمیں اور ایک سا کھانا پسند تھا۔ شروع میں آئلہ کو ان کے ساتھ باہر گھومنا عجیب سا لگتا۔ اسے لگتا کہ وہ خوامخواہ ان میں کباب میں ہڈی بننے کی کوشش کرتی ہے۔ اس لیئے اس کی وجہ سے وہ بیچارے کبھی کسی کتاب پر کبھی کسی فلم پر یا جنرل ٹاپک پر ڈسکشن کرتے رہتے۔ مگر جلد ہی اس کی یہ غلط فہمی دور ہو گئی۔ ان دونوں کے درمیان عام جوڑوں کی طرح رومینٹک جملوں کا تبادل نہیں ہوتا تھا۔ نہ دانش کوئی رومانی جملے بولتا اور نہ وہ شرم سے سرخ پڑتی۔ اتنا نرالا کپل آئلہ نے اپنی زندگی میں پہلا دیکھا تا۔ حالانکہ وہ جانتی تھی کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو بہت چاہتے ہیں کہ آخر وہ لیلی کی بچپن کی سہیلی تھی مگر شاید ان کی محبت کا انداز دوسرے لوگوں سے ذرا مختلف تھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کا بہت خیال رکھتے تھے مگر اس طرح جیسے کوئی معمول کی بات ہے۔

لیلی ایم ایس میں environmental studies میں مصروف تھی ان دنوں وہ اپنے تھیسس میں مصروف تھی۔ اپنی مصروفیات کے باوجود وہ آئلہ کو ٹائم دینا نہ بھولتی۔ اس کے تھیسس کا موضوع تھا جنگلی حیات کا تحفظ۔ اپنی بے چین طبیعت کے عین مطابق اس نے ایک نیا شوشہ چھوڑ کر چچی جان کے غصے کو ساتویں آسمان پر پہنچا دیا۔ وہ اس کے اوپر خوب چیخی چلائی تھیں۔ اسے اور اس کے خبطی پروفیسروں کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا تھ اساتھ ہی ساتھ آئلہ کو بھی نصیحت کی تھی۔

بیٹا تم بھی اس سے ذرا دور ہی رہا کرو۔ کہیں تمہارے اوپر اس کا سایہ نہ پڑ جائے جبکہ لیلی اپنے ارادوں میں اٹل تھی۔ دونوں ماں بیٹی میں زبردست ٹھنی ہوئی تھی۔ اور آئلہ بیچاری پریشان کہ کس کی حمایت کرے کس کی مخالفت کرے دونوں فریق اسے اپنا حلیف سمجھتے ہوئے اپنے اپنے دل کا بوجھ اسی کے سامنے ہلکا کرتے۔ چچا میاں خاموش تماشائی تھے کہ بیٹی کی ذرا سی بھی حمایت کرنے پر چچی جان نے ان کو خوب کھری کھری سنائی تھیں۔

آپ تو رہنے ہی دیں آپ ہی کی شہہ پر یہ اتنی الٹی سیدھی حرکتیں کرتی ہے۔ کل کو اسے اپنا گھر بسانا ہے آخر یہ کیا کرے گی۔ اس کی ساس اسے اس بات سے میڈل نہیں دیں گے کہ بہو عمدہ گھوڑا دوڑاتی ہے۔ یا میری بہو ہاتھ چھوڑ کر سائیکلنگ بہت اچھی کرتی ہے۔ شریف

www.Paksociety.com

گھروں کی بہو بیٹیوں کے یہ چلن نہیں ہوتے۔ مگر یہاں میری سنتا ہی کون ہے۔

اور چچا میاں اس دن سے بیٹی کی حمایت میں ایک لفظ نہ بولے تھے۔ جب منت سماجت پیار دھمکیاں یہاں تک کہ سب ناکام ہو گیا تو آخر میں لیلیٰ بھوک ہڑتال کر کے کمرے میں بند ہو گئی۔ پہلے دن تو چچی جان نے کچھ خاص پرواہ نہ کی مگر دوسرے روز وہ فکر مند ہوئیں۔ مگر لیلیٰ بھی اپنی ضد کی پکی تھی اس وقت تک کمرے سے باہر نہ نکلی جب تک چچی جان نے اجازت نہ دے دی۔ اجازت ملنے کی دیر تھی وہ خوشی خوشی کمرے سے نکل کر چچی جان کے گلے میں بانہیں ڈال کر ان کا شکریہ ادا کرنے لگی۔ جبکہ چچی جان بیٹی کے ہاتھوں شکست پر منہ پھلائے بیٹھی رہیں۔ پھر اس تمام قصے کے بعد لیلیٰ نے نیا جھگڑا نکالا۔

آئلہ بھی میرے ساتھ چلے گی۔ چچی جان جو اسے ہی بمشکل اجازت دے کر ابھی تک خوش نہ تھیں یہ بات سن کر مزید خفا ہوئیں۔

اوفوہ ممی پہلی بات تو یہ کہ آپ کی ناراضگی بالکل فضول ہے میں کوئی تفریح کرنے نہیں جا رہی ہوں اپنا ریسرچ ورک کرنے جا رہی ہوں۔ جنگلی حیات کا تحفظ میرا موضوع ہے اور میں گھر بیٹھے بیٹھے خالی کتابیں پڑھ کر اور دوسروں کی سنائی لکھ کر تھیسس کمپلیٹ نہیں کر سکتی۔ مجھے اس کے لیئے پراپر ریسرچ ورک کرنا ہے اور ریسرچ کا مطلب یہی ہے کہ میں کسی جنگل کا قریب سے مشاہدہ کروں۔ دیکھوں کہ کس طرح ہم انسانوں کی لاپروائی کے نتیجے میں جنگل تباہ ہو رہے ہیں اور جنگلی حیات آہستہ آہستہ ختم ہو رہی ہے۔ یہ ایک بہت ہی حساس اور سنجیدہ موضوع ہے اور میرے پروجیکٹ ایڈوائزر کا خیال ہے کہ اتنے اہم اور سیریس موضوع پر مجھ سے بہتر کوئی کام نہیں کر سکتا۔ ذرا سوچیں میری کی ہوئی ریسرچ اور میری تیار کردہ رپورٹیں پوری دنیا میں دھوم مچائے گی۔ آپ کو تو شکر کرنا چاہیئے کہ خدا نے آپ کو اتنی ذہین اور ٹیلنٹڈ بیٹی سے نوازا ہے اور ایک آپ ہیں ہر وقت مجھ سے بدگمان اور ناراض رہتی ہیں اور جہاں تک آئلہ کے ساتھ جانے کا تعلق ہے تو ایسا میں اس لیئے کہہ رہی ہوں کہ میں تو دو دن تک وہیں اپنا ریسرچ ورک کرتی رہوں گی اس کی بھی اسی بہانے کچھ تفریح ہو جائے گی۔ یار و دانش گھوم پھر لیں گے افریقہ کے جنگلات کی تو پوری دنیا میں شہرت ہے۔ کیا حرج ہے اگر یہ بھی ساتھ چلی جائے اور اپنی آنکھوں سے ان تمام جگہوں کو دیکھ لے۔ لیلیٰ کے تفصیلی خطاب سے وہ متاثر ہوئی تھیں یا نہیں مگر انہیں اجازت بہر حال دینی پڑی تھی کہ لیلیٰ کے ساتھ ساتھ دانش بھی انہیں قائل کرنے چلا آیا تھا۔ اور ان کے تمام خدشات کو بے بنیاد قرار دیتے ہوئے اس بات پر مصر رہا تھا کہ انہیں لیلیٰ کو بغیر کسی فکر اور پریشانی کے جانے کی اجازت دینی چاہیئے۔ کیونکہ وہ وہاں اکیلی نہیں ہو گی۔ وہ خود بھی ساتھ ہو گا اور یہ کہ وہ کسی خوفناک قسم کے جنگل کا دورہ کرنے نہیں جا رہے۔ بلکہ جہاں وہ جا رہے ہیں وہاں خرگوشوں، جنگلی بلیوں۔ چوہوں بٹیروں اور پرندوں کے علاوہ زیادہ سے زیادہ ہرن ہی ہوں گے اور یہ کہ وہاں ان لوگوں کو ہر ہر قسم کی گائیڈنس فراہم کرنے کے لیئے دانش کا دوست جو کہ وہ یقیناً فورسٹ آفیسر ہے بھی موجود ہو گا اور اسی کے ریسٹ ہاؤس میں وہ لوگ ٹھہریں گے۔ چچی جان اپنے اکلوتے داماد کو کیسے ناراض کر سکتی تھیں لہذا چہرے سے ناراضگی

www.Paksociety.com

کے تمام آثار مٹا کر انہوں دل سے آیلہ اور لیلیٰ کو جانے کی اجازت دے دی۔

وہ تو خود پہلے ہی لیلیٰ کے ساتھ جانا چاہ رہی تھی۔ مگر چچی جان کے خوف کے باعث اس شوق کا اظہار نہیں کر سکی تھی۔ اجازت ملنے کی دیر تھی اس نے خوشی خوشی ایک سویٹر اور شال رکھ کر اپنا سامان پیک کیا۔ سر شام ہی وہ لوگ ھر سے روانہ ہو گئے تھے۔

دانش اور لیلیٰ اگلی نشستوں پر بیٹھے تھے جبکہ وہ پیچھے بیٹھی ان لوگوں کے ساتھ گفتگو میں شریک تھی۔ لیلیٰ سارا وقت ان لوگوں کو برا بھلا کہتی رہی جو جنگلوں کو اجاڑ کر قدرت کے نظام میں خلل ڈالنے کی بے ہودہ کوشش کر رہے ہیں۔ اس کا بس چلتا تو وہ تمام شکاریوں اور لکڑی کے سوداگروں کو پھانسی دلوا دیتی۔

سوچو ذرا صرف اپنے شوق کی خاطر یا چند روپوں کے لالچ میں ہم اپنی آنے والی نسلوں کے ساتھ کتنی بڑی ناانصافی کر رہے ہیں۔ جنگل نہیں رہیں گے تو آلودگی کا کیا ہوگا۔ عام آدمی تو اس بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا اور جنگل بنے کس چیز سے ہیں۔ ظاہر ہے درخت پہاڑ اور جانور مل کر ہی جنگل بناتے ہیں ہم شاید اپنے بچوں کو یہ بتایا کریں گے کہ بیٹا ہمارے زمانے میں ایک جانور ہوتا تھا جو چیتا کہلاتا تھا۔ بالکل اس طرح جیسے ہم لوگ آج ڈائنوسور کے بارے میں پڑھتے اور سنتے ہیں۔ اسے آج کل جنگلوں اور جنگلی جانوروں کے سوا کسی ٹاپک پر بات کرنا اچھا نہیں لگتا تھا۔ اور دانش اس کے من پسند موضوع پر پتہ نہیں اس کا دل رکھنے کے لیئے یا حقیقتاً بڑی دلچسپی ظاہر کر رہا تھا۔ پوری رات وہ لوگ سفر کرتے رہے تھے۔ کبھی دانش ڈرائیو کرتا کبھی لیلیٰ۔ وہ تھوڑی دیر کے لیئے سو کر تازہ دم ہو چکی تھی اور ان دونوں کے ساتھ گفتگو میں شریک ہو گئی تھی۔ لیلیٰ کی کسی بات پر قہقہہ لگاتے ہوئے اسے اچانک لگا جیسے گاڑی پوری قوت کے ساتھ کسی چیز سے ٹکرائی ہے۔ لیلیٰ اور اس کے منہ سے بے اختیار ہی بلند و بالا چیخ نکلی تھی پھر اس سے پہلے کہ وہ لوگ سنبھلتے گاڑی نے دو تین قلابازیاں کھائیں تھیں ذہن بالکل ماؤف ہو گیا تھا کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ گاڑی کے قلابازیاں کھانے کے نتیجے میں اس کی طرف کا دروازہ ایک دم کھل گیا تھ اور گاڑی نے جب اگلی قلابازی کھائی تو وہ کسی بال کی طرح اچھل کر زمین پر جا گری تھی۔ جبکہ گاڑی مسلسل لڑھکتی جا رہی تھی۔ بے ہوش ہانے سے پہلے اس نے جو آخری منظر دیکھا تھا وہ یہ تھا کہ گاڑی کسی کھلونے کی طرح لڑھکتی سامنے موجود کھائی میں جا گری تھی اس کے بعد اسے کچھ ہوش نہ رہا تھا۔ اس کا ذہن مکمل تاریکی میں ڈوب گیا تھا۔

اسے ہوش آیا تو کتنی دیر وہ پتھریلی زمین پر پڑی رہی۔ اس کے سر کے عین اوپر سورج اپنے شعاعیں بکھیر رہا تھا، وہ دس پندرہ منٹ یونہی پڑی رہی۔ پھر اچانک یاد آیا کہ ان لوگوں کے ساتھ کیا گزری تھی وہ ایک دم اٹھ کر بیٹھ گئی۔ پتہ نہیں کسی کی دعائیں لگی تھیں یا کوئی معجزہ رونما ہوا تھا کہ اتنی بری طرح گائی میں اچھل کر گرنے کے باوجود اسے کوئی بہت شدید قسم کی چوٹیں نہ آئی تھیں صرف کہنیاں تھوڑی سی چھل گئی تھیں جن سے ابھی بھی خون رس رہا تھا۔ اور گھٹنے معمولی زخمی ہوئے تھے۔ وہ اپنی ان چوٹوں کو نظر انداز کرتی بھاگتی ہوئی اس کھائی کی طرف آئی

www.Paksociety.com

جھوں انے گاری کو گرتے دیکھا تھا نیچے جھک کر دیکھتے ہی اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ وہ کھائی تو اس کے تصور سے بھی زیادہ گہری تھی۔ اچھی طرح نظریں دوڑانے کے باوجود اسے نہ تو گاڑی ہی کے کوئی آثار ملے اور نہ ان دونوں کا کوئی سراغ ملا۔ اسے بڑی فکر مندی کے ساتھ ان لوگوں کے بارے میں سوچتے ہوئے تھوڑی ہی دیر گزری ہوگی کہ اچانک اسے خیال آیا کہ وہ خود اس وقت کہاں موجود ہے۔ یہ کون سی جگہ ہے یہاں سے واپسی کا راستہ کیسے ملے گا۔ ان سوالات کا ذہن میں آنا تھا وہ ان لوگوں کو بھول بھال اپنی فکر میں لگ گئی۔ ایک ماہ میں تو وہ نیروبی سے ٹھیک طرح آگاہ بھی نہ ہو پائی تھی۔ تو یہاں اس انجان جگہ خود کو پا کر اس کا فکر مند ہو جانا لازمی تھا۔ وہ کسی بھی طرح شہری آبادی کے آس پاس پہنچ جانا چاہتی تھی۔ اسے تو یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ وہ تمام رات سفر کرنے کے بعد اس وقت کس شہر یا قصبے سے گزر رہے ہیں۔ یونہی انکل سے وہ چلتی رہی۔ چلتے چلتے اس کے پاؤں شل ہو گئے مگر کوئی راستہ سجھائی نہ دیا۔ یہاں تک کہ شام کے آثار نظر آنے لگے وہ بری طرح بے بس ہو کر وہیں زمین پر بیٹھ کر رونے لگی۔ اسے لگ رہا تھا کہ وہ یونہی تمام زندگی اس جنگل میں بھٹکتی رہے گی۔ اور اسے واپسی کا راستہ نہ ملے گا۔ شاید اب کبھی میں اپنے گھر والوں سے نہ مل پاؤں۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی اس ویرانا اور ہو حق جنگل میں جہاں آدم تھا نہ آدم زاد اسے یہ سوچ کر ہی وحشت ہو رہی تھی کہ وہ یہاں رات گزارے گی۔ رات جو ویسے ہی اپنے ساتھ کتنے سارے خوف لے کر آتی ہے اور وہ تو تھی بھی بڑی عام سی اور ڈرپوک قسم کی لڑکی۔ جو لال بیگ سے لے کر کتے بلی تک

ہر جانور سے ڈرتی تھی۔ وہ تو اکیلے کمرے میں سونے سے ڈرتی تھی۔ کہاں اتنا اڈراؤنا گھنا جنگل جہاں اس وقت وہ بالکل تنہا تھی۔ عین اس وقت اس نے ایک فائر کی آواز سنی اور وہ بری طرح خوفزدہ ہو کر چیخ پڑی اور پھر اسے وہ مل گیا جو کم از کم ایک انسان تو تھا۔ وہ اپنی خوش قسمتی پر خدا کا شکر ادا کر رہی تھی۔ جس نے اس ویرانے میں اسے ایک جیتے جاگتے انسان سے ملا دیا۔

تمام رات اس نے عجیب سوتی جاگتی کیفیت میں گزاری۔ کبھی اس کی آنکھ لگ جاتی ارو کبھی اچانک خوفزدہ ہو کر وہ اٹھ بیٹھتی۔ رات کا جانے کونسا پہر تھا۔

جب اس کی آنکھ جیپ کی اسٹارٹ ہونے کی آواز سے کھلی۔ اس نے آنکھیں پھاڑ کر چاروں جانب دیکھا وہ وہاں کئی نہیں تھا۔ چہار سو پھیلا اندھیرا اس بات کی نشاندہی کر رہا تھا کہ ابھی صبح نہیں ہوئی۔ وہ ایک دم کچھ بدحواس سی ہو کر بغیر دوپٹہ اوڑھے ننگے پاؤں باہر نکل آئی۔ سناٹے کو چیرتی ہوئی جیپ کی آواز لمحہ بہ لمحہ اس سے دور ہوتی جا رہی تھی۔ وہ پوری رفتار سے جیپ کے پیچھے بھاگی۔

سنیں پلیز رک جائیں۔ میری بات سن لیں پلیز۔ وہ چیخ کر اسے آواز دینے لگی۔ اس وقت جب پورا جنگل سویا ہوا تھا، کہیں کوئی آواز کوئی آہٹ نہ تھی اس کی آواز کسی بازگشت کی طرح پورے جنگل میں پھیل گئی۔ اس نے جیپ روک دی تھی مگر ریورس کر کے واپس نہیں آیا تھا وہ خود ہی بھاگتی دوڑتی جیپ تک پہنچی۔

آپ اتنی رات کو مجھے اکیلا چھوڑ کر کہاں جا رہے ہیں؟ وہ ڈرائیونگ سیٹ کے پاس

www.Paksociety.com

کھڑی اس سے مخاطب تھی۔ جو اسٹیرنگ پر دونوں ہاتھ مضبوطی سے جمائے بڑا بیزار بیٹھا تھا۔

محترمہ صبح کے چار بجنے والے ہیں۔ رات کب کی ختم ہو چکی اور جہاں تک آپ کو اکیلا چھوڑ کر جانے کی بات ہے تو میرا نہیں خیال کہ میں نے آپ سے اس قسم کا کوئی وعدہ کیا تھا کہ آپ کو اکیلا نہیں چھوڑوں گا۔ اتنی بزدل اور کم ہمت تھیں تو اس جنگل بیابان میں کیا کرنے آئی تھیں۔۔ وہ اس پر ملامتی نظریں ڈالتا ہوا بولا۔ کپڑے بدلے نکھرا نکھرا یا وہ کل کے مقابلے میں کافی فریش معلوم ہو رہا تھا۔ پتہ نہیں چار بجے نکلنے کے لیئے وہ خود کس وقت جاگا تھا۔

آپ میری مدد کریں پلیز بس مجھے یہاں کے کسی بھی شہر یا قصبے تک پہنچا دیں۔ میں آپ کا یہ احسان زندگی بھر نہ بھولوں گی۔ وہ منت بھرے انداز میں اس سے مخاطب ہوئی تو وہ لہجے کے اکھڑ پن کو کچھ کم کرتا ہوا بولا۔

اس وقت تو مجھے جانا ہے واپس آؤں گا تو تمہارے اس مسلے پر بات کریں گے۔ وہ جیپ اسٹارٹ کرنے لگا اور وہ اپنی منت سماجت ضائع دیکھ کر کچھ دل گرفتہ سی ہو گئی۔ اس کے اداس چہرے پر ایک سرسری سی نظر ڈال کر وہ اس سے مخاطب ہوا۔

کچھ کھا پی لینا۔ وہاں اندر بلیک کلر کا بیگ رکھا ہے اس میں کھانے پینے کا سامان ہے۔ مگر اس کے علاوہ میری کسی چیز کو چھیڑنے کی یا کسی سامان میں گھسنے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر منہ ہاتھ دھونا ہو تو وہ ہا تمہارا شاہی حمام۔ اس نے اشارے سے ایک دور نظر آتی جھیل دکھائی اور یہ جا وہ جا۔ وہ کچھ دیر کھڑی جیپ کو جاتا دیکھتی رہی اور جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گئی تو واپس خیمے میں آ گئی۔ کچھ دیر یونہی پریشان سی بیٹھی رہی۔

اس نے کہا تو ہے وہ میری مدد کرے گا۔ یوں خوامخواہ پریشان ہو کر بیٹھنے سے میرا پرابلم سولو تو نہیں ہو جائے گا۔ اس طرح بیٹھنے سے بہتر ہے کہ میں منہ ہاتھ دھو کر کچھ کھا پی لوں۔ خود کو سمجھاتی وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور جھیل کی طرف آ گئی۔ صبح کا اجالا ہلکا ہلکا پھیلنا شروع ہو گیا تھا۔ چڑیوں کی چہچہاتی ہوئی آوازیں اور ٹھنڈی پر سکون نرم ہوا کے جھونکے اسے کچھ دیر کے لیئے تمام فکروں سے غافل کر گئے۔ وہ خدا کی قدرت کاملہ کا دیدار کرنے لگی۔ اللہ تعالٰی نے اس دنیا میں کتنی خوبصورتی پیدا کی ہے۔ یہ درخت، پھل، پھول اور یہ بہتا صاف شفاف پانی وہ کتنی ہی دیر تک مبہوت کھڑی وہاں کا حسن دیکھتی رہی۔ درختوں پر بیٹھی چڑیاں اور دوسرے چرند پرند، رب کائنات کی حمد و ثناء کرنے میں مصروف تھے۔ اس نے جھیل کے ٹھنڈے پانی سے ہاتھ منہ دھویا تا طبیعت ایک دم بشاش سی ہو گئی۔ وضو کے لیئے وہ واپس خیمے میں آ گئی۔ نہ قبلے کا پتہ تھا اور نہ یہ کہ نماز کا ٹائم ہوا ہے کہ نہیں۔ لیکن وہ اللہ کے حضور نیت باندھ کر کھڑی ہو گئی۔ نماز پڑھ کر اللہ سے اپنی اس پریشانی سے نجات کے لیئے رو رو کر دعائیں مانگیں۔ عجیب سا سکون اور طمانیت اس کے اندر پیدا ہو گئی تھی۔ اپنے لیئے چائے بنانے کا سوچا اور چولہے کے پاس آ گئی۔ وہ شاید جلدی میں اپنے لیئے چائے بنا کر گیا تھا۔ اس لیئے چائے کا کپ اور کیتلی ویسے ہی پڑے تھے۔ برتن دھونے کا تو یہاں کوئی انتظام نظر نہ آ رہا تھا۔ وہ اس کے بتائے ہوئے کالے رنگ کے بیگ کی طرف بڑھی تا کہ اس میں سے دوسرا کپ اور چائے کی پتی وغیرہ نکال سکے۔

www.Paksociety.com

بیگ میں خشک خوراک کافی مقدار میں تھی ۔چائے کی پتی ،چینی اور خشک دودھ بھی تھا۔مگر کپ اور نہ تھا۔مجبوراً وہ واپس جھیل تک گئی اور کپ وہاں سے دھو کر لائی ۔چائے کے ساتھ اس نے رات کا کھلا ہوا بسکٹ کا پیکٹ اٹھا لیا۔چار بسکٹ اور ایک کپ چائے پی کر اس نے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔جس نے اس ویرانے میں اس کی خوراک کا بندوبست کر دیا تھا۔

ناشتے سے فارغ ہو کر اس نے برتن واپس دھو کر رکھے اس کے بعد بستر کی چادر جھاڑی، کمبل طے کیا۔وہ شاید اس کے بے آرام ہونے کے خیال سے تمام چیزیں ایسی ہی پھیلی چھوڑ گیا تھا۔تمام کام کر کے فارغ ہوئی تو گھڑی کی سوئیاں صرف آدھا گھنٹہ ہی اوپر گئی تھیں۔ وہ اگر چہ منع کر کے گیا تھا مگر اس طرح اکیلے چپ چاپ وہ کب تک بیٹھ سکتی تھی اس لیئے میز پر پڑی کتاب اٹھا کر پڑھنے لگی۔شکاریات سے متعلق اس کتاب کو وہ بمشکل دس منٹ پڑھ پائی۔ اس کے بعد ٹیپ ریکارڈ آن کر لیا۔اس نے ریڈیو لگایا جس مین بولنے والی زبان سے وہ قطعاً نا آشنا تھی ۔باہر نکل کر آس پاس کی تفریح کا لطف یوں نہیں لے سکتی تھی کہ اگر راستہ بھول گئی تو کیا ہوگا۔دوسرے یہ کوئی پکنک اسپاٹ نہیں ہے جنگل ہے اگر کوئی جانور ٹکرا گیا تو کیا ہوگا۔ جانوروں کا خیال آیا تو دوسری دل دہلا دینے والی سوچ بھی اس کے ذہن میں آ گئی ۔اگر اس وقت یہاں کوئی جانور اندر گھس آئے تا میں کیا کروں گی ۔اس سوچ کا آنا تھا وہ نئے سرے سے خوف میں مبتلا ہوگئی ۔اگرچہ خود کو ہر طرح بہلانے کی کوشش کی تھی کہ آخر وہ ایک شکاری ہے اسے یہاں کے ماحول اور لوگوں کے بارے میں مکمل طور پر پتہ ہوگا۔اس نے اپنا خیمہ یہاں سوچ سمجھ کر ہی لگایا ہوگا۔ یہاں یقیناً کوئی خطرے کی بات نہیں ہے مگر دل کو جکڑ لینے والے اس خوف کو وہ زائل نہ کر سکی ۔ کچھ سمجھ میں نہ آیا تو بیٹھے بیٹھے درود شریف کا ہی ورد کرنے لگی ۔صبح سے دوپہر ہوئی اور دوپہر سے شام وہ وہیں بیٹھی رہی ۔ناشتے کے بعد اس نے ایک گلاس پانی تک نہ پیا تھا۔گھڑی نے چار بجائے تو اس نے شکر ادا کیا۔بس اب وہ آنے والا ہی ہوگا۔کل بھی ہم لوگ اسی وقت آئے تھے ۔مگر چار تو کیا ساڑھے چھ ہوگئے اور وہ واپس نہ آیا تو اسے عجیب وغریب وہم ستانے لگے۔

وہ اسی شیر کا شکار کرنے گیا ہے یقیناً۔ اس نے خود سے کہا۔اور اگر وہ خود اس شیر کا شکار بن گیا تو کیا ہوگا۔ میں یہاں بیٹھی اس کا انتظار کرتی رہوں گی اور وہ بھی شیر کا ڈنر بنا ہوگا۔اس سوچ کا آنا تھا وہ پورے خشوع وخضوع کے ساتھ اس کی سلامتی کی دعائیں مانگنے لگی۔دو رکعت نفل حاجات پڑھ کر وہ اس کے زندہ سلامت لوٹ آنے کی دعائیں مانگ رہی تھی کہ جیپ رکنے کی آواز آئی۔

شکر ہے خدایا۔اس نے فوراً شکر ادا کی اور اپنی دعاؤں کی مقبولیت پر خوش ہوتی کھڑی ہوگئی ۔وہ اندر آیا تو دوپٹہ سر پر نماز کے اسٹائل میں اوڑھے وہ اسی طرف نظریں جمائے کھڑی تھی۔

شکر ہے آپ واپس آگئے میں تو بہت پریشان ہوگئی تھی۔وہ بڑی خوشی اور مسرت سے اس سے مخاطب ہوئی تو وہ ایک آدھ سیکنڈ اس کی طرف گھورتا بیڈ پر بیٹھ گیا۔اور جیکٹ اتار کر

www.Paksociety.com

سامنے کارپٹ پر پھینک دی۔ اس کے بعد اپنے لانگ شوز بڑے بے رحمانہ انداز میں اتارے اور انہیں بھی دور پھینک دیا۔ وہ جو اپنی بات کا جواب نہ ملنے پر شرمندہ سی ہو گئی تھی اس کے غصے اور ناراضگی بھرے انداز میں سہم کر رہ گئی۔ شرٹ کے بٹن کھول کر وہ شاید شرٹ بھی اتار کر پھینکنے کا ارادہ رکھتا تھا مگر اس کی طرف دیکھ کر رک گیا اور بٹن واپس بند کرتا ہوا غرا کر بولا۔

کیا مصیبت ہے میرے سر پر کیوں کھڑی ہو پتہ نہیں کونسی منحوس گھڑی تھی جب تم جیسی بلا میرے پیچھے پڑی۔ وہ اس بے وجہ کی پھٹکار پر کھول کر رہ گئی۔ مگر حالات اس بات کی اجازت نہیں دے رہے تھے کہ وہ اسے دو چار کھری کھری سنا دیتی۔ اس لیئے چہرے کے تاثرات کو دوستانہ ہی رکھا یوں جیسے وہ کسی اور پر برس رہا ہے۔ اس کی طرف دیکھے بغیر وہ سگریٹ اور لائٹر اٹھا کر دوبارہ بیڈ پر بیٹھ گیا۔ ایک کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری سگریٹ سلگاتا وہ پتہ نہیں کس اودھیڑ پن میں تھا وہ بڑی خاموشی سے کھڑی اس کا جائزہ لے رہی تھی۔

اس وقت تو موصوف اتنے جلال میں لگ رہے ہیں ان سے بات کیسے کی جائے؟ وہ اپنے آپ سے بولی اور تھوک نگلتی اپنی ہمت بندھاتی اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

سنیں آپ نے کہا تھا کہ میری ہیلپ کریں گے۔ دیکھیں میرے گھر والے پریشان ہو رہے ہوں گے۔ آپ یہاں قریب ترین جو بھی شہر ہو وہاں تک مجھے پہنچا دیں پلیز ڈرتے ڈرتے بڑی مشکلوں سے اس نے اپنی بات مکمل کی تو وہ جو اس کے وجود سے اتنی دیر سے یکسر بیگانہ اور بے نیاز نظر آ رہا تھا۔ اس کی طرف دیکھے بغیر غصے سے بولا۔

میں نے کوئی تمہارا ٹھیکہ نہیں لیا ہوا۔ کیا بات ہے گھر والے پریشان ہو رہے ہوں گے۔ اکیلے جنگلوں کی سیر کرنے کو بھیجتے ہوئے انہیں کوئی پریشانی نہیں ہوئی۔ لے کر مصیبت میرے سر پر ڈال دی۔ دیکھو بی بی تمہارے سینگ جہاں سمائیں چلی جاؤ میں اس وقت سخت غصے میں ہوں۔ تمہاری سرور پھاڑ دوں گا مجھ سے بات نہ ہی کرو تو بہتر ہے۔ بات کے اختتام پر اس کی طرف سخت جھنجلاہٹ اور خارسی دیکھا گیا۔

میں اکیلی نہیں تھی۔ ہم لوگوں کا بہت سیریس ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا، وہ تو۔۔۔۔ وہ یہاں اپنی موجودگی کی وضاحت کرنا چاہ رہی تھی کہ اس نے بیزاری سے ٹوک دیا۔

مجھے تمہاری غم زدہ داستان مُں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ برائے مہربانی مجھے معاف ہی رکھو۔ یہاں رہنا ہے تو خاموشی سے رہو ورنہ جہاں دل چاہے چلی جاؤ۔ میں جب تک اپنا ٹارگٹ اچیو نہیں کروں گا یہاں سے کہیں نہ جاؤں گا۔ تمہارے اوپر میرا یہی احسان کافی ہے کہ تمہیں یہاں رہنے کی اجازت دی ہوئی ہے۔ اس سے زیادہ مجھ سے توقع نہ رکھنا۔ اور وہ جو اتنی دیر سے بلاوجہ کی ڈانٹ پھٹکار سن رہی تھی اس کے بدتمیزی سے بات کرنے پر غصے سے پاگل ہو گئی۔ بھاڑ میں گئی ساری مصلحت، یہ جنگلی خود کو سمجھتا کیا ہے۔ اتنی باتیں تو میں نے آج تک کسی کی نہیں سنیں۔

رکھیئے اپنا یہ احسان اپنے پاس سنبھال کر۔ مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے آپ جیسے بےہودہ اور بدتمیز انسان کا احسان لینے کی۔ جسے اس بات کا بھی لحاظ نہیں کہ میں ایک کمزور، بے بس اور

www.Paksociety.com

پریشان لڑکی ہوں اور صرف لڑکی ہی نہیں آپ کی ہم وطن اور ہم مذہب بھی ہوں۔ آپ کے لیئے تو وہ درندے انسانی جانوں سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں جارہی ہوں میں یہاں سے۔ بھرائی ہوئی آواز میں بولتی وہ باہر کی طرف قدم بڑھانے لگی۔ وہ سامنے بیٹھا ٹکٹکی باندھے اسے دیکھ رہا تھا۔ آنکھوں میں کچھ حیرانی بھی تھی۔ آنسو ای تواتر سے بہہ نکلے تھے جنہیں وہ بڑی بےدردی سے ہاتھوں کی پشت سے صاف کرتی اس سے بولی تھی۔

اب چاہے میں یہاں سسک سسک کر مرجاؤں مگر آپ سے مدد مانگنے نہیں آؤں گی۔

اتنی انا تو مجھ میں بھی ہے مگر جاتے جاتے آپ کو ایک بات بتادوں کہ آپ ایک بدتمیز، جنگلی اور بداخلاق انسان ہیں۔ جو سوائے لوگوں کے تکلیف پہنچانے کے اور کچھ نہیں کرسکتا اور اگر میں مرگئی تو میرا خون آپ کی گردن پر ہوگا۔ رکھیئے اپنے خزانے سنبھال کر نہیں آؤں گی میں اب یہاں پر چاہے کچھ بھی ہوجائے۔ آنکھوں کے آگے آنسوؤں کی چادر سی تن گئی۔ صاف دکھائی بھی نہیں دے رہا تھا آنسو صاف کرتی وہ اس کی طرف آخری نگاہ ڈالتی باہر نکل آئی۔

اپنی یہ کمزوری اور رونا اسے بالکل بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ اگر وہاں سے آہی رہی تو رونے کی کیا ضرورت تھی۔ موصوف کے دماغ اچھی طرح درست کرنے چاہیئے تھے۔ خود پر جھاتی وہ کتنی دیر بغیر سمت کا تعین کیئے چلتی رہی۔ غصے میں باہر نکل تو آئی تھی۔ اب آس پاس سے عجیب وغریب آوازیں اسے ڈرا رہی تھیں۔ شام کے سات پونے سات بجے اس جنگل میں ایسا ویرانی کا عالم تھا جیسے آدھی رات گزر چکی ہو۔

ٹھیک ہے اگر میری قسمت میں یونہی مرنا لکھا ہے تو میں اسے بدل تو نہیں سکتی نا۔ اپنی بےبسی پر آنسو بہاتی وہ ایک پتھر پر بیٹھ گئی، چاروں طرف اونچے اونچے درخت تھے۔ عجیب سی وحشت اور ویرانی تھی۔ ایسا لگتا تھا ابھی کہیں سے کوئی بھوت نکل آئے گا۔

ایسی جگہوں پر تو بدروحیں بھی بسیرا کیئے رکھتی ہیں۔ اس نے سوچا۔ شاید ابھی کہیں سے کوئی چڑیل سامنے آجائے اور اپنے لمبے لمبے ناخنوں سے مجھے نوچ کھسوٹ میرا کون پی جائے خوف میں گھری گھٹنوں میں منہ دے کر وہ بلک بلک کر رونے لگی دیگر آوازوں میں اب اس کے رانے کی آواز بھی شامل ہوگئی تھی۔

سمجھتا کیا ہے خود کو جیسے کہیں کا نواب ہے۔ اللہ کرے اسے تو وہی شیر چیر پھاڑ کر رکھ دے زوروشور سے روتی وہ اسے بددعائیں دے رہی تھی۔

پیٹھ پیچھے کسی کو بددعائیں دینا کوئی اچھی بات تو نہیں ہے اس نے جانی پہچانی آواز سنی تو گھٹنوں پر سے سر اٹھایا تو وہ سامنے کھڑا تھا لبوں پر مسکراہٹ لیئے۔ اسے دیکھ کر آیلہ نے نفرت سے منہ پھیر لیا،

چلو۔ وہ اسے چلنے کا کہہ کر خود آگے بڑھنے لگا۔ مڑ کر ایک نظر اس کی طرف دیکھا جو ٹس سے مس نہ ہوئی تھی۔

چلو بھئی۔ اچھا میری غلطی تھی سوری۔ اب کیا تمہارے سامنے ہاتھ جوڑوں۔ وہ منا بھی یوں رہا تھا جیسے اس کی دس نسلوں پر احسان کر رہا ہو۔

نہیں جاؤں گی، کبھی بھی نہیں جاؤں گی، چاہے کچھ بھی ہو جائے۔ اتنی بےغیرت نہیں ہوں کہ مجھے اتنا ذلیل کیا جائے اور پھر بھی چلی جاؤں۔ اتنی دیر سے چیخ چیخ کر رونے سے آواز بیٹھ گئی تھی۔ جبکہ آنسو دوبارہ بہنے کو تیار تھے۔

سوچ لو جہاں تم اس وقت بیٹھی ہو یہ جگہ سانپوں کا گڑھ ہے۔ رات کے وقت تو خصوصیت کے ساتھ درختوں سے اتر کر زمین پر چہل قدمی فرماتے ہیں اور سانپ بھی کونسا، کوبرا۔ ویسے تو یہاں اڑنے والے سانپ بھی بکثرت پائے جاتے ہیں خیر تمہاری مرضی۔ اپنی بات کے اختتام پر اس نے لاپروائی کا مظاہرہ کیا اور ایک قدم آگے بڑھ گیا۔ جبکہ وہ سانپوں کی اس وادی میں بیٹھی رہی کہ اس کو اپنی انا کا مسئلہ تھا۔ اچانک وہ چیخا۔

ارے تمہارے پیچھے سانپ ہے ہلنا نہیں۔ جواب میں وہ اس سے بھی بلندو بالا چیخ مار کر ایک دم اپنی جگہ سے کھڑی ہوگئی اور بھاگ کر اس کے پیچھے آ کر چھپ گئی۔ مضبوطی سے اس کی قمیض تھامے وہ اس کے کندھے پر سے اچک کر سامنے اس پتھر کی طرف دیکھنے لگی جس پر کچھ دیر پہلے وہ آرام فرما رہی تھی۔

کک کہاں ہے سانپ مجھے تو نظر نہیں آ رہا؟ اس کی ڈر کے مارے گھگھی بندھ گئی۔

پتہ نہیں کہاں گیا ابھی تو یہیں تھا، خیر جانے دو ہمیں کیا، چلو چلیں۔ وہ جواب میں بڑی سنجیدگی کا مظاہرہ کرتا ہوا بولا۔ آیلہ نے اس کی قمیض چھوڑ دی اور دوبارہ اس کی طرف غور سے دیکھا۔ سانپ کیا وہاں تو کسی چھپکلی کا بھی نام و نشان نہیں تھا۔

تمہیں چلنا ہے یا نہیں، اتنی التجائیں تو میں نے آج تک کی زندگی میں کسی کی نہیں کیں۔ حالانکہ تم یہاں بیٹھی مجھے کوس رہی تھی مگر میں پھر بھی تمہیں لینے آ گیا ہوں۔ وہ اس پر احسان جتاتا ہوا بولا۔ وہ بےچاری تو ابھی تک سانپوں کے غم میں دہلی ہوئی تھی۔

سنیں کیا ابھی واقعی میرے پیچھے سانپ تھا۔ وہ نگاہیں اسی طرف جمائے بولی۔

اس وقت کیا ابھی بھی تمہارے پیچھے درخت کی شاخ پر ایک سانپ جھول رہا ہے۔ وہ بڑی بےنیازی سے بولا۔ جواب میں وہ ایک زوردار چیخ مار کر اپنی جگہ سے ہٹ گئی۔ اور اس کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے بولی۔

جلدی چلیں یہاں سے۔ مجھے یہاں بہت ڈر لگ رہا ہے چہرے پر خوف اور وحشت طاری کیئے وہ اسے کہہ رہی تھی اس نے اپنی بے ساختہ مسکراہٹ کو روکا اور دھیرے سے بڑبڑایا۔

ایڈیٹ۔ وہ اس کی بڑبڑاہٹ سنے بغیر آگے بڑھ گئی تو وہ بھی اس کے ساتھ چلنے لگا۔

اگر ابھی یہ نا آتا تو میں کب کی اس دار فانی سے کوچ کر چکی ہوتی۔ اچانک اس کے حلق سے چیخ برآمد ہوئی تو وہ بری طرح جھنجھلا گیا۔

تمہیں تکلیف کیا ہے آخر۔ بات بے بات چیخیں مارتی ہو۔ تمہارے گلے میں خراشیں نہیں پڑتیں مجھے تو اپنی کانوں کے پردے پھٹتے ہوئے محسوس ہو رہے ہیں وہ چڑ کر بول رہا تھا۔

www.Paksociety.com

www.paksociety.com

ابھی ابھی کوئی چیز میرے پاؤں پر سے گئی ہے۔شاید سانپ یا بچھو۔وہ اسے مطلع کرنے لگی۔

کوئی چوہا ہوگا، سانپ رینگتے ہیں۔ اچھلتے ہوئے سانپ تم نے کہاں دیکھے ہیں؟ وہ اس کے چہرے کی سفید پڑتی رنگت سے متاثر ہوکر اسے اطمینان دلانے لگا۔ کیا پتا تھا محترمہ صرف سانپ کے نام سے اتنا ڈرتی تھیں اگر جو کہیں اصلی سانپ دیکھ لیا

تو پتہ نہیں کیا حشر ہوگا۔ پھر اس کے پیروں پر اس کی نظر پڑی تو حیران ہوکر بولا۔ تم ننگے پاؤں کیاں ہو؟

آپ نے اتنے بدتمیزی کی تھی میرے ساتھ کہ میں غصے میں ننگے پاؤں ہی نکل آئی۔ وہ اپنے پیروں کی رطف دیکھتی اسے اس کی بدسلوکی یاد دلانے لگی۔

میں نے بدتمیزی کی تھی؟ وہ حیران ہوکر بولا۔ لڑکی جھوٹ ذرا کم ہی بولا کرو خدا کو کیا منہ دکھاؤ گی۔ الٹا تم مجھے جنگلی، بیہودہ اور پتہ نہیں کیا کیا کہہ کر آئی تھیں۔ یہ تو میری اعلی ظرفی ہے کہ میں پھر بھی تمہیں بلانے آگیا ہوں۔ اس کی بات پر وہ نئے سرے سے تپ گئی۔

اچھا مجھے منحوس، مصیبت اور بلا کس نے کہا تھا؟ وہ باقاعدہ طعنے دینے کھڑی ہوگئی۔

اچھا چلو حساب برابر ہوگیا۔ کسی کا کسی پر کوئی ادھار باقی نہیں رہا۔ میرا خیال ہے اب اس ٹاپک کو کلوز کردینا چاہیئے۔ وہ جھگڑا ختم کرنے لگا۔

خاموشی سے چلتے وہ کچن تک پہنچ گئے۔ تشریف لائیے میری نہایت قابل احترام اور بہت ہی معزز مہمان اگر آپ اندر آ کر میرے غریب خانے کو رونق بخش دیں تو میں اسے اپنی خوش قسمتی سمجھوں گا اس کے سامنے سر جھکائے وہ بڑی عاجزی سے بول رہا تھا۔ مگر چہرے اور آنکھوں کے تاثرات ایک دوسرے سے متصادم نظر آرہے تھے۔ ایک طرف عاجزی وانکساری تھی اور دوسری طرف مخاطب کو زچ کردینے والی چمک۔ وہ کاموشی سے کھڑا اس کے اندر جانے کا انتظار کررہا تھا۔ وہ اندر داخل ہوئی تو وہ بھی اس کے پیچھے اندر آگیا۔

میرا خیال ہے یوں بات بات پر چڑ کو اور ناراض ہوکر ہی تم نے اپنی صحت کا یہ حال کرلیا ہے۔ لڑکیو خوش رہا کرو۔ اچھی صحت کے لیئے خوش رہنا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ ورنہ کچھ عرصے بعد لوگ تمہارا نام چڑچڑی، بدمزاج اور خبطی رکھ دیں گے۔ وہ چولہے کی طرف بڑھتا ہوا اس سے بولا۔ پھر چولہا جلا کر اس سے پوچھنے لگا۔

کچھ کھایا تھا دوپہر میں؟ جواب میں اس نے نفی میں سر ہلا دیا اور بولی۔

صبح چائے پی اور بسکٹ کھائے تھے۔

دیکھو اگر تم بیمار پڑیں تو مجھ سے یہ توقع مت رکھنا کہ میں تمہاری تیمارداری کروں گا۔ حد ہوگئی۔ چلو میں تو اپنے کام کی دھن میں کھانے پینے سے غافل رہا لیکن تم۔ وہ اسے ڈانٹ رہا تھا جبکہ وہ خاموش کھڑی اسی کو دیکھ رہی تھی۔

چلو تم بھی کیا یاد کروگی میں آج تمہیں مزیدار قسم کا پاستا بنا کر کھلاتا ہوں۔ وہ اچانک ہی اس پر مہربان ہوگیا تھا اور وہ اس کایا پلٹ پر حیران کھڑی تھی۔ بیگ سے ایک عدد پاستا کا پیکٹ

www.paksociety.com

اور چھوٹی سی پتیلی نکال کر وہ دوبارہ چولہے کے پاس آ کھڑا ہوا۔ اور وہیں پاس پڑے کین میں سے پانی ڈال کر ابلنے کے لیئے رکھ دیا۔ پانی ابلنے لگا تو وہ پاستا کھول کر اس میں ڈالنے لگا۔ وہ اسے ٹوکنا چاہ رہی تھی کہ دو لوگوں کے لیئے پورا پیکٹ بہت زیادہ ہے مگر پھر کچھ سوچ کر چپ سی ہو گئی۔ اس کے کام کرنے کا انداز بالکل اناڑیوں والا تھا اور وہ سگھڑ اس کے پھوہڑ پن کو برداشت نہ کر سکی تو اس کے پاس آ گئی اور بولی۔

آپ رہنے دیں میں بنا لیتی ہوں۔ جواب میں اس نے کندھے اچکائے اور بولا ۔موسٹ ویلکم یہ کام تو ویسے بھی میرے لیئے دنیا کا مشکل ترین کام ہے ابھی اگر عبداللہ یہاں ہوتا تو اس کے ہاتھ کا پکا مزے کا کھانا کھا کر آپ خوش ہو جاتیں مگر افسوس وہ چولہے آگے سے ہٹ گیا۔ تھوڑے سے پانی میں اوپر تک پاستا بھرا ہوا تھا۔ بیچاروں کو ڈوبنے کے لیئے چلو بھر پانی بھی نصیب نہ ہوا تھا اسے ہنستا دیکھ کر وہ حیران ہو رہا تھا۔

کیا ہوا؟

کچھ نہیں۔ وہ جواب دیتی اوپر اوپر سے تھوڑا سا پاستا نکالنے لگی پھر اس سے بولی۔

اگر آپ کی پرمیشن ہو تو آپ کے بیگ سے نمک لے سکتی ہوں؟

جو دل چاہے لے لو بس جلدی سے کھانا کھلا دو تمہیں بہت ثواب ملے گا۔ پورے دن کا بھوکا پیاسا ہوں مزید کسر تم نے دو گھنٹے منتیں کروا کر پوری کر دی اسے جواب دیتا وہ خود ہی بیگ سے نمک نکال کر لے آیا اور پوچھنے لگا۔

اور کچھ چاہیئے؟

ہاں ایسا کریں مچھلی کا اور مشروم کا ایک ایک ڈبہ لے آئیں۔ سامان کا تفصیلی جائزہ تو وہ صبح ہی لے چکی تھی۔ وہ بڑی سعادت مندی سے دونوں چیزیں نکال کر لے آیا۔ اور خود ہی اوپنر سے کھول بھی دیا۔

پاستا بوائل ہو گیا ہے اس کا پانی کہاں پھینکوں؟ وہ پوچھنے لگی تو وہ بولا۔

لاؤ میں باہر پھینک آؤں۔ وہ بڑا ہی اچھا بچہ بنا ہوا تھا شاید بھوک شدید لگ رہی تھی۔ وہ اس خدشے کے پیش نظر کہ وہ پانی سمیت سب کچھ ہی نہ پھینک آئے خود ہی پتیلی اٹھا کر باہر لے گئی وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے آیا۔ پھر جتنی دیر میں وہ مچھلی اور مشروم کو نمک لگا کر فرائی کرتی رہی وہ اس کے پاس ہی کھڑا اسے بغور کام کرتا دیکھتا رہا۔ فرائی کی ہوئی چیزیں اس نے پتیلی میں ڈال کر مکس کی اور پلیٹ میں نکالنے لگی تو وہ خوب گہری سانس لیتا ہوا بولا۔

خوشبو تو زبردست آ رہی ہے۔ پلیٹ اس کے ہاتھ میں پکڑا کر اس نے اپنے لیئے فرائنگ پین میں ہی پاستا نکال لیا کہ یہاں کپ، گلاس، پلیٹ، چمچ وغیرہ سب ہی چیزیں ایک ایک تھیں۔ وہ اپنی پلیٹ پکڑے کارپٹ پر بیٹھا اس کا انتظار کر رہا تھا۔ اپنے لیئے پتی کے ڈبے سے چمچ نکال کر وہ بھی وہیں اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گئی۔ وہ بڑی رغبت سے کھاتا رہا۔

بڑے دنوں بعد کچھ ڈھنگ کی چیز کھانے کو ملی ہے وہ اس کے ہاتھ کے پکے کھانے کی تعریف کر رہا تھا۔ پلیٹ خالی ہوئی تو وہ اور نکال کر لے آیا جبکہ وہ کھا پی کر فارغ بیٹھی تھی۔

www.Paksociety.com

کیا ہوا تم اتنی جلدی کھا چکی؟ وہ حیران ہوا آخر کل اس کا ندیدہ پن اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

اور لو۔ کیا تکلف مین اتنا تھوڑا سا کھایا ہے؟ وہ شاید خلوص میں ہی کہہ رہا تھا مگر آیلہ کو لگا کہ وہ کل کے حوالے سے طنز کر رہا ہے۔

میں اتنا ہی کھاتی ہوں۔ شکریہ۔ اس کے جواب پر وہ کاموش ہو کر کھانا کھانے لگا تو اس نے سوچا کہ اسے اپنے حالات تفصیل سے سنا دینے چاہیئے۔ تا کہ اسے پتہ چلے کہ وہ کوئی ایسی ویسی گئی گزری لڑکی نہیں ہے۔

کل تو میں پورے دن جنگل میں بھوکی پیاسی ماری ماری بھٹکتی پھر رہی تھی۔ لیلی کی تھرلنگ نیچر نے ہم سب کو مروا دیا۔ ہم لوگ تو اصل میں۔ وہ ابھی اپنی دساتان کا ڈھنگ سے آغاز بھی نہ کر پائی تھی کہ وہ اسے بڑی بوریت سے ٹوک گیا۔

ظاہر ہے کوئی ایکسیڈنٹ ہی ہوا ہو گا۔ شوق میں تو آپ یہاں پھر نہیں رہیں۔ لہذا اس زکر کو رہنے دیجیئے۔ وہ دوسری مرتبہ اسے اپنے اوپر گزرے حالات کی تفصیل سنانے سے روک گیا تو وہ کچھ بد مزہ سی ہو گئی۔ اس کا پھولا منہ دیکھ کر وہ ہنس کر بولا۔

دیکھو لڑکی اس میں ناراض ہونے کی کوئی بات نہیں ہے۔ دراصل میں بڑا رقیق القلب واقع ہوا ہوں۔ کسی کی بھی تکلیف دیکھ نہیں سکتا اور آپ کی داستان غم تو یقیناً آہوں اور سسکیوں سے عبارت ہو گی۔ میرا اس وقت رونے دھونے کا کوئی موڈ نہیں ہے اور اس وقت جب آپ وہ غمناک داستان مجھے سنائیں گی تو یقیناً خود بھی روئیں گی جبکہ پہلے ہی بیس پچیس لیٹر پانی آپ اپنے آنسوؤں سے بہا چکی ہیں۔

عجیب آدمی ہیں آپ۔ آپ کو میرے بارے میں کوئی تجسس ہی نہیں کہ میں کون ہوں کہاں سے آئی ہوں وہ چڑ کر بولی تو وہ پلیٹ رکھنے کے لیئے کھڑا ہوتا ہوا بولا۔

میں بلاوجہ کی تجسس نہیں پالا کرتا اچھی لڑکی اب یہ بتاؤ کہ کافی میں بناؤں یا تم باؤ گی؟ اس نے بات ہی بدل دی تو وہ کھڑی ہو گئی۔

میرے لیئے بلیک کافی بغیر شکر کے۔ وہ فلور کشن پر نیم دراز ہوتا ہوا بولا۔

کپ اس کے ہاتھ سے لے کر وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ اپنے لیئے گلاس میں کافی لیئے وہ دوسرا کشن گھسیٹ کت بیٹھ گئی۔ کافی کا پہلا گھونٹ لے کر وہ اس سے بولا۔

لڑکی اس میں کوئی شک نہیں کہ تم کافی اور کھانا دونوں ہی بہت اچھے بناتی ہو۔

میرا نام لڑکی نہیں ہے میں آیلہ ہوں۔ آیلہ اکرام۔ وہ اس مسلسل لڑکی کی گردن سے تنگ آ کر ٹوک گئی،

اوہ آیلہ اکرام میں بھی کتنا بھلکڑ ہوں۔ حالانکہ اخبارات میں آئے دن آپکا تزکرہ ہوتا ہے اور پچھلے ہی دنوں تو بی بی سی والوں نے آپ کی بائیوگرافی نشر کی ہے۔ بس میرے زہن سے نکل گیا۔ چہرے پر سنجیدگی مگر آنکھوں سے جھانکتی شرارت ظاہر کر رہی تھی کہ وہ اس کا مزاق اڑا رہا ہے۔ آیلہ نے اس کے بعد اس سے کوئی بات نہ کی۔ کافی پی کر گلاس اٹھا کر میز پر رکھا

www.Paksociety.com

www.Paksociety.com

اور واپس کشن پر آ کر بیٹھ گئی۔ وہ جیسے اس کی خاموشی کو بھی انجوائے کر رہا تھا۔

میرا خیال ہے اب سونا چاہیئے۔ وہ کھڑا ہو کر جمائی روکتا ہوا بولا۔ پھر اس کے جواب کا انتظار کیئے بغیر وہ بیڈ پر لیٹ گیا۔ اور ہاتھ بڑھا کر لائٹ بھی بند کر دی۔ ایمرجنسی لائٹ جس کو شاید ری چارجنگ کی شدید ضرورت تھی۔ گل ہوئی تو چاروں طرف گھپ اندھیرا چھا گیا۔ اس نے کوئی چیز اس کی طرف اچھالی اور بولا۔ یہ لے لو۔

وہ جو ابھی تک ویسے ہی بیٹھی تھی ہاتھ لگا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس نے کمبل اسے دیا ہے۔ دن میں تو موسم ٹھیک ٹھاک تھا مگر رات میں بڑی سردی ہو جاتی تھی۔ کل رات بھی وہ سار وقت سردی میں ٹھٹھرتی رہی تھی۔ پہلے تو اس نے تکلف کے مارے انکار کرنا چاہا پھر خیال آیا کہ یہ تکلف اسے ٹھنڈ میں مار دے گا لہٰذا آرام سے فلور کشن پر دراز ہو کر اس نے کمبل اپنے ارد گرد اچھی طرح لپیٹ لیا۔

اس کے کمبل میں سے بڑی پیاری اور سانسوں کو معطر کر دینے والی خوشبو آ رہی تھی۔ پتہ نہیں وہ کونسا پرفیوم استعمال کرتا تھا۔ مگر اس کی خوشبو لاجواب تھی۔ وہ اس خوشبو کو پوری طرح محسوس کرتے ہوئے آنکھیں بند کر کے سونے کی کوشش کرنے لگی تو اس کی آواز آئی۔

میں تمہیں کل صبح ہی چھوڑ آتا۔ اپنے دوستوں سے لگائی ہوئی شرط اور اپنی شکست کو بھول کر مگر یہاں مسئلہ یہ ہے کہ اس کا شکار اب صرف میری ضد کا مسئلہ نہیں رہا۔ بلکہ کئی انسانی جانوں کے تحفظ کا بھی سوال ہے۔ ہم لوگ تو صرف اس کی پھرتی اور چالاکی کا سن کر شکار کرنے چلے آئے تھے۔ اس کی چالاکی سے تنگ آ کر میرے سب دوستوں نے سرنڈر کر دیا اور چلے گئے۔ مگر میں نے کبھی ہار کا لفظ نہیں سنا مجھے نفرت ہے ہارنے سے۔ چنانچہ ان کے جانے کے بعد بھی اپنے مشن پر ڈٹا رہا۔ یہاں پاس کے گاؤں جانے کا اتفاق ہوا تو پتہ چلا کہ دو بچے اور ایک عورت اب تک اس کا لقمہ بن چکے ہیں۔ وہ گاؤں کے لوگوں کے لیئے شدید قسم کا خطرہ ہے لہٰذا اس کا ختم کیا جانا بہت ضروری ہے۔ اس روز وہ میرے شکنجے میں آ ہی گیا تھا مگر تم نے چیخ مار کر سارا کھیل بگاڑ دیا۔ آج بھی سارا دن میں اس کی تلاش میں مارا مارا پھرا مگر سوائے مایوسی کے کچھ ہاتھ نہ آیا۔ امید ہے تم میری بات سمجھ گئی ہو گی۔ آئلہ جواب میں خاموش لیٹی رہی تو وہ بولا۔

کچھ تو فرمایئے آنسہ آئلہ اکرام صاحبہ۔ اس کے نام پر خاصا زور ڈال کر بولا گیا تھا۔

میں نے آپ کی تمام تقریر بغور سن لی ہے محترم ہارون وقار احمد صاحب۔ وہ اپنے مخصوص چڑچڑے پن سے بولی تو وہ ہنس پڑا۔ گھپ اندھیرے میں اس کی شکل تو کیا نظر آتی لیکن ہنسی ہی سنائی دے رہی تھی۔

بہت خوب ویسے تم نے میرا نام کہاں سے معلوم کر لیا۔؟

ٹائمز نے اپنی تازہ ترین اشاعت میں آپ کا تفصیلی انٹرویو شائع کیا تھا بس وہی سے میں نے معلومات کے یہ انمول خزانے حاصل کیئے۔ اسے ادھار رکھنے کا شوق نہیں تھا اس لیئے بڑی بے نیازی سے جواب دیتی اسے چڑانے کی کوشش کی تو وہ بے ساختہ بولا۔

www.Paksociety.com

تم نے پڑھا تھا میرا انٹرویو۔ تب ہی میں کہوں تم مجھ سے اتنی ایمپریس کیوں رہتی ہو۔ وہ بڑی سنجیدگی سے بولا اور وہ اپنا وار کالی جاتا دیکھ کر چڑ گئی۔

ویسے تک چڑھی آپس کی بات ٹائمز والوں نے تو پتہ نہیں میرے بارے میں کچھ چھاپا تھا یا نہیں مگر تم کبھی سڈنی آ کر دیکھو میں وہاں پورے آسٹریلیا میں کتنا مشہور ہوں۔ وہیں کے مقامی میگزینز میں اکثر میرے کالم اور انٹرویو چھپتے رہتے ہیں۔ ٹی وی کے بہت سے پروگرامز میں کمپیئرنگ کرتا ہوں۔ بڑا پاپولر ہوں میں وہاں۔ پبلک فگر جس کے گرد لوگوں کا ہجوم رہتا ہے۔ وہ اپنی قصیدہ خوانی میں لگا ہوا تھا۔

آپ کو اپنے منہ میاں مٹھو بننے کا زیادہ ہی شوق ہے۔ وہ اس کی اپنی تعریفوں سے چڑ کر بولی۔

آیلہ خاتون یہ میاں مٹھو بننا نہیں کہلاتا بلکہ اسے خودشناسی اور اپنے اپ پر کانفیڈینس کہا جاتا ہے وہ اسے سمجھانے لگا۔

صرف آیلہ ہوں میں۔ وہ پھر چڑ گئی۔ اور بائی داوے اسے خودشناسی نہیں خود پسندی کہتے ہیں۔ شب بخیر۔ اپنی بات ختم کر کے اس نے کروٹ دوسری طرف کر لی تو وہ بولا۔

صرف آیلہ اگر یہ خود پسندی ہی ہے تب بھی کچھ غلط تو نہیں۔ شب بخیر۔ اندھیرا اتنا تھا کہ وہ نہ تو اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ سکتی تھی نا یہ پتہ چل رہا تھا کہ وہ اس کی طرف منہ کیئے لیٹا ہے یا دوسری طرف۔ آج دن بھر کے تمام واقعات سوچتے ہوئے اسے پتہ نہیں کب نیند آ گئی۔

اس کی آنکھ کھلی تو وہ چولہے کے پاس کھڑا چائے پی رہا تھا وہی میز پر اس نے موم بتی جلا کر رکھی ہوئی تھی۔ ویونہی گردن موڑ کر اسے دیکھنے لگی جو سلائیس اور چائے جلدی جلدی حلق سے نیچے اتار رہا تھا۔ گیلے بکھرے بال بتا رہے تھے کہ صبح ہی صبح نہایا گیا ہے۔ گھڑی آج بھی کل کی طرح صبح کے ساڑھے چار بجا رہی تھی۔ ہلکے نیلے رنگ کی گھسی جینز کے اوپر اس نے اہف سلیوز کی ٹی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ اسے اپنی طرف دیکھتا پایا تو مسکرا کر بولا سو جاؤ۔ ابھی بہت صبح ہے۔ وہ جواب میں کاموش پڑی رہی۔ کپ وہیں رکھ کر وہ اپنے بیگ میں سے رائفل اور ریوالور نکالنے لگا۔ اس کے بعد شوز پہنے گھڑی باندھی اور باہر نکلنے لگا تو وہ اٹھ کر بیٹھ گئی اور بولی۔

اگر ایک ہفتے تک وہ آپ کے قابو میں نہ آیا تو کیا آپ ہفتہ بھر یہیں رہیں گے۔

ایک ہفتہ کیا اگر وہ سال بھر ہاتھ نہ آیا تو پورا سال یہیں گزار دوں۔ وہ جوب دیتا باہر جانے لگا تو وہ پریشان ہو کر بولی۔

کچھ میرے حال پر رحم فرمائیے میرا کیا ہوگا۔

تمہارا کیا ہوگا۔ رہنا یہاں آرام سے۔ مجھے مزے مزے کے کھانے پکا کر کھلانا اور ثواب دارین حاصل کرنا اچھا باقی باتیں واپسی پر ہوں گی۔ خدا حافظ۔ وہ اس کے پریشان حال چہرے پر تفصیلی نگاہ ڈال کر باہر نکل گیا۔ اس کے جانے کے بعد نیند تو کیا آنی تھی جب تک وہ ہوتا تو ایک عجیب سے تحفظ کا احساس ہوتا۔ اور اس کے جاتے ہی وہ احساس ختم ہو جاتا۔

www.paksociety.com
urdunovels.net

وضو کر کے نماز پڑھی۔ ناشتہ کیا۔ سارا پھیلاوا سمیٹا اور کارپٹ پر بیٹھ کر وقت گزارنے کی کوشش کرنے لگی۔

"کتنا گندہ حلیہ ہو رہا ہے میرا۔ کاش کوئی دوسرے کپڑے ہوتے تو میں بدل لیتی۔ اس کی نفاست پسند طبیعت پر اپنا یہ میلا کچیلا حلیہ بڑا گراں گزر رہا تھا، دھول اور مٹی میں اٹے تین دن کے پہنے کپڑے۔ اچانک اس کے ذہن میں خیال آیا اور وہ فوراً کھڑی ہو گئی۔

اسے کیا پتہ چلے گا وہ تو شام کو آئے گا۔ تب تک تو میرے کپڑے سوکھ بھی گئے ہوں گے اور میں اسی حلیے میں نظر آؤں گی۔ اپنے آپ کو سمجھاتی وہ اپنے لیئے شجر ممنوعہ کی طرف بڑھی۔ پہلے بیگ میں تو اس کے ریوالور، کارتوس، خنجر، کیمرہ اور شکار سے متعلق دوسرا سامان تھا۔ دوسرے بیگ میں کپڑے دیکھ کر وہ ایکسائیٹڈ ہو گئی۔

کپڑے اس طرح نکالنے ہیں کہ اسے پتہ نہ چلے کہ کوئی اس کے بیگ میں گھسا تھا۔ بڑی احتیاط سے اس نے اوپر رکھی گرے جینز اور ڈارک بلیو شرٹ نکالی وہیں کپڑے کے پاس اس کا صابن اور شیمپو بھی رکھا تھا۔ وہ بھی نکالا اور جھیل کی طرف آ گئی۔ خوب اچھی طرح گھٹنوں تک رگڑ رگڑ کر پیر دھوئے۔ دو مرتبہ بالوں میں شیمپو کیا۔ کہاں وہ روز نہانے والی۔ اور کہاں یہ حال۔ خوب اچھی طرح منہ ہاتھ دھو کر وہ واپس خیمے میں آئی، کپڑے بدلے اس کے برش سے بال سلجھائے اور واپس جھیل پر آ کر جلدی سے اسی صابن سے اپنے کپڑے دھوئے۔ کپڑوں کو خوب اچھی طرح نچوڑا تاکہ جلدی سوکھ جائیں اور وہیں خیمے کے پاس ایستادہ پتھر پر خوب پھیلا کر کپڑے ڈال دیئے۔

دھوپ خاصی تیز ہے ابھی آدھے گھنٹے میں یہ کپڑے سوکھ جائیں گے۔ اس نے خود کو تسلی دی۔ وہ خیمے میں آ کر بیٹھ گئی اور کپڑوں کے سوکھنے کا انتظار کرنے لگی۔ لاکھ وہ یہاں موجود نہیں مگر اس کی اجازت کے بغیر اس کی چیزیں استعمال کریں اور اس کے کپڑے پہننے پر وہ خود کو چور سا محسوس کر رہی تھی۔ عین اسی وقت جیپ کے رکنے کی آواز سنائی دی تو اس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔ اس کا دل چاہا وہ کہیں چھپ جائے یا غائب ہو جائے اسے بھی آج ہی جلدی واپس آنا تھا۔ وہ ایک دم کھڑی ہو کر جیسے اپنے چھپنے کی کوئی جگہ تلاش کرنے لگی اور وہ اس وقت اندر داخل ہوا۔ فطری سی بات تھی اس چھوٹے سے خیمے میں اس کی سب سے پہلے نظر اسی پر پڑی تھی۔ جبکہ وہ بالکل سامنے ہی کھڑی تھی۔ اس چھ فٹ سے بھی نکلتے ہوئے قد کے مالک مضبوط اور توانا مرد کے کپڑے اس کے دھان پان سے وجود پر کیسے سما سکتے تھے۔ جینز کے پائنچوں کا پتہ نہیں کتنی دفع فولڈ کر کے اپنے ناپ کا بنایا گیا تھا۔ شرٹ کے کندھے بھی پتہ نہیں کہاں پہنچے ہوئے تھے۔ ہاف سلیوز فل محسوس ہو رہی تھیں اور ٹی شرٹ کی لمبائی گھٹنوں کے قریب قریب ہی تھی۔ وہ اتنی بری طرح اب تک کی زندگی میں کبھی شرمندہ نہ ہوئی تھی جتنا اب ہونا پڑ رہا تھا۔

اندر داخل ہوتے ہی اس نے حیرانی سے اس کی طرف دیکھا جو شرمندگی سے سر جھکائے کھڑی تھی۔ اس میں تو اتنی سکت نہ تھی کہ اک نظر ہی اٹھا کر اس کی طرف دیکھ لیتی۔ وہ اسے نظر

انداز کرتا آگے بڑھا اور بیگ میں سے ریوالور اور کچھ دوسری چیزیں نکالنے لگا۔ دو تین منٹ میں وہ اس کام سے فارغ ہو کر پلٹا تو وہ ہنوز کسی بت کی طرح کھڑی تھی۔

تمہیں کسی نے سزا میں کھڑا کیا ہوا ہے۔ بیٹھ جاؤ آرام سے۔ یہ میرا ریوالور تنگ کر رہا تھا تو میں دوسرا لیبن آ گیا۔ اس پر نگاہ ڈالتا وہ باہر نکلنے لگا پھر کچھ خیال آنے پر رک گیا اور اسے بولا۔

کل کی طرح بھوکی مت رہنا کچھ کھا لینا ٹھیک ہے۔ اس نے بمشکل سر اٹھا کر دیکھا تو وہ اسی کو دیکھ رہا تھا بڑے عام سے انداز میں جیسے کوئی غیر معمولی بات ہوئی ہی نہیں۔ بڑی دقتوں سے سر ہلایا کہ وہ جواب کا منتظر تھا۔ ہارون خدا حافظ کہتا جا چکا تھا اور وہ خود کو کوستی کرسی پڑی تھی

۔

کیا سوچا ہو گا اس نے میرے بارے میں۔ اسے رہ رہ کر افسوس ہو رہا تھا۔ اس سے تو اچھا تھا میں اس سے پوچھ کر اس کے کپڑے لے لیتی وہ منع تو نہیں کرتا۔ کم از کم شرمندگی سے تو وہی بات اچھی تھی۔ مگر اتنی عقل ہوتی تو رونا کس بات کا تھا۔ اس کی ہدایت کے برعکس وہ بھوکی بیٹھی رہی۔ خود پر اتنا غصہ آ رہا تھا کہ کھانے کو جی نہیں چاہ رہا تھا۔ اس کے کپڑے سوکھ گئے تو اس نے جلدی سے اس کے کپڑے ایسے اتارے جیسے بہت بڑا گناہ کر رہی تھی۔ اپنا ریڈ اور بلیک پرنٹڈ کاٹن کا سوٹ پہن کر اس کی جان میں جان آئی۔ اس کے کپڑے اگرچہ آیلہ نے تھوڑی دیر ہی پہنے تھے پھر بھی اخلاق کا تقاضا یہ تھا کہ انہیں دھو کر رکھا جائے۔ اس لیے کپڑے دھو کر سکھائے اور پھر اسی طرح طے کر کے انہیں بیگ میں رکھ دیا۔ آج کا تمام دن اسی مصروفیت کی نذر ہو گیا۔ کبھی ایک جوڑا دھل رہا ہے کبھی دوسرا، اس کام سے فارغ ہوئی تو سکون کا سانس لیا۔ جیسے کسی مصیبت سے چھٹکارا مل گیا ہو۔ کپڑوں کے مسئلے سے نجات ملی تو اس کی بے توجہی کی شکایت کرتے بالوں کی قسمت آخر کار جاگ اٹھی۔ بالوں کو بینڈ میں سلیقے سے جکڑا اور کاموشی سے کارپٹ پر بیٹھ گئی۔

چھ بجے کے قریب اس کی واپسی ہوئی تو وہ ابھی تک اسی طرح بیٹھی تھی۔ اندر آتے ہی اس نے بڑی بھرپور نظروں سے اس کا جائزہ لیا۔ آیلہ نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تو وہ گہری نظروں سے اسی کو دیکھ رہا تھا۔ نگاہوں کا زاویہ بدلتے وہ اس سے بولا۔

کیا حال چال ہیں صرف آیلہ آپ کے۔ آج دن کیسا گزرا؟ وہ اس کی بات پر اپنے مخصوص انداز میں چڑ کر کچھ بھی نہ بولی۔ ویسے ہی چپ بیٹھی رہی تھی۔ وہ بیڈ پر بیٹھ کو شوز اتارنے لگا پھر اچانک کوئی بات یاد آنے پر جیسے خود پر افسوس کرنے لگا۔

میں بھی کتنا پاگل ہوں اس نے واپس شوز پہننے شروع کیئے تو وہ حیران ہو کر اسے دیکھنے لگی۔

بہر زبردست قسم کے تیتروں کا شکار کے لایا ہوں انہیں بھون کر کھائیں گے۔ میں نے سوچا تم کو کنگ میں ایکسپرٹ ہو تم سے پوچھ لوں انہیں تیار کرنے کے لیئے کسی اور چیز کی ضرورت تو نہیں۔ یہاں پاس ہی چھوٹا سا دیہات ہے۔ ویسے تو وہاں کئی قسم کی سہولتیں نہیں ہیں مگر

www.Paksociety.com

کھانے پینے کا سامان مل ہی جاتا ہے۔ اپنی بات ختم کر کے وہ اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ آئیلہ نے دو چار چیزوں کا نام بتائے تو وہ میں ابھی آدھے ایک گھنٹے میں آتا ہوں کہہ کر چلا گیا۔

وہ واپس آیا اور چیزیں اس کے ہاتھ میں پکڑا کر خود پھر باہر نکل گیا تو وہ ابھی اس کے پیچھے باہر آئی۔ سامنے بیٹھا وہ بڑے ماہرانہ انداز میں تیتروں کا تیا پانچا کر رہا تھا۔ اسے دیکھ کر بولا۔

اندر سے کوئی برتن لے آؤ تاکہ انہیں دھولیا جائے اس نے حکم کی تعمیل کی۔

میرا خیال ہے اس کام میں تم مجھ سے زیادہ ماہر ہوگی لہٰذا انہیں دھونے کی زحمت تم ہی کرلو۔ اس نے برتن پکڑایا تو وہ خاموشی سے جھیل کی طرف جانے لگی۔ اسے یہ کہنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی رات کو وہاں جاتے مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ وہ یقیناً مذاق اڑاتا کہ دو قدم پر جانے سے ڈر رہی ہے۔ دن بھر وہ اس جگہ کتنی دفع آئی تھی۔ مگر اب عجیب سا خوف محسوس ہو رہا تھا۔ پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ شیا اندر خیمے میں چلا گیا تھا۔ اس کا خوف دوچند ہوگیا۔ جو تھوڑی بہت ڈھارس تھی وہ بھی جاتی رہی۔

وہ کہاں دیکھ رہی ہو۔ میں یہاں ہوں اپنے بالکل قریب اس کی سرگوشی سنائی دی تو وہ چیخ پڑی۔

آئندہ اگر تم میرے سامنے چیخیں تو میں تمہارا گلا دبا دوں گا وہ اسے دھمکی دینے لگا۔

آپ کہاں سے آگئے، میں نے آپ کو آتا دیکھا ہی نہیں وہ اب تک حیران تھی۔

انہیں پتھروں پہ چل کے آیا ہوں کہ آپ کے گھر کے راستے میں کوئی کہکشاں نہیں ہے۔

آپ کو ڈرنے سے فرصت ملتی تو کہیں اور دیکھتیں نا وہ بڑے آرام سے شعر کا بے محل استعمال کر کے مسکرا رہا تھا۔ مجھے پتہ تھا ڈر کے مارے تمہاری حالت خراب ہے اسی لیئے آ گیا، اب جلدی سے کچھ ہاتھ چلاؤ۔ بھوک لگ رہی ہے۔ اس کی بات پر وہ تیز رفتاری سے کام کرنے لگی جبکہ وہ اس کے برابر میں بیٹھ کر کنکر اٹھا اٹھا کر جھیل میں پھینکتا رہا۔ دھلائی کا کام تمام ہوا تو واپس خیمے میں آ گئے۔ اور آئیلہ نے جلدی سے تیتروں پر مسالہ لگانا شروع کر دیا وہ پتہ نہیں دوبارہ کہاں چلا گیا تھا آدھے گھنٹے بعد واپس آیا تو وہ بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھی

آپ کہاں چلے گئے تھے؟ اس نے بے ساختہ بڑی فکرمندی سے پوچھا تو وہ پتہ نہیں کس بات پر ہنس پڑا۔ اپنی بات کے جواب میں اس کی ہنسی آئیلہ کو سخت زہر لگی۔

ایسا میں نے کون سا لطیفہ سنا دیا جو موصوف کو اتنی ہنسی آ رہی ہے۔ وہ اس کے ناراض چہرے پر ایک نظر ڈالتا ہوا بولا۔

ایک دفع ایک انڈین دوست کے اصرار پر کہ ہمارے ہاں کی فلمیں بڑی زبردست ہوتی ہیں میں نے ایک انڈین موی دیکھی۔ زندگی میں پہلی اور آخری دفعہ۔ وہ دوبارہ کچھ سوچ کر ہنس پڑا پھر اس کے سامنے کارپٹ پر بیٹھتا ہوا بولا۔

اس فلم میں ہوتا کچھ یوں ہے کہ ہیرو اور ہیروئن ایک دوسرے سے بڑی شدید قسم کی

www.Paksociety.com
urdunovels.net

محبت کرتے ہیں مگر ظالم سماج ان کی راہ میں روڑے اٹکا دیتا ہے۔ آخر کار تنگ آ کر دونوں اپنا گھر چھوڑ دیتے ہین اور ویران بیابان مگر بیحد حسین اور پر فضاء جنگل میں آ جاتے ہیں۔ اب چونکہ وہ ہیرو ہیروئن تھیا ورڈائریکٹر ان پر بہت مہربان تھا اس لیئے تمام حالات اس کے حق میں ہوتے ہیں۔ ہیرو صاحب جو کالج میں لا پڑھ رہے تھے اچانک ایک آرکیٹیکٹ بن جاتے ہیں اور درختوں کی لکڑیاں کاٹ کر نہایت شاندار سا گھر تعمیر کرتے ہیں اس بارے میں ڈائریکٹر اور پروڈیوسر سمیت سب خاموش ہیں کہ دیگر بلڈنگ میٹیریل انہیں کہاں سے دستیاب ہوا۔ خیر جانب گھر بن گیا اور دونوں نے وہاں رہنا شروع کیا۔ ہیرو صاحب صبح سویرے جنگل میں لکڑیاں کاٹنے چلے جاتے ہیں اور ہیروئن بے چاری ان کے غم میں ایک غمگین سا گانا گا کر ان کے لیئے مزے مزے کے پکوان تیار کرتی ہے۔ اس بارے میں سب کاموش ہین کہ کھانے پینے کا سامان مہیا کہاں سے ہوتا ہے۔ بھئی کہیں نہ کہیں سے آ ہی جاتا ہوگا۔ ہم آپ کون ہوتے ہیں اعتراض کرنے والے۔ اس وقت میں نے اپنے دوست سے کہا تھا کہ اتنی فضول اور بے تکی فلمیں اسی کو مبارک ہوں جن کا نہ کوئی سر ہے نہ پیر۔ ایک جنگل میں خوش و خرم رہ رہے ہیں، باقی نہ بندہ ہے نہ بندے کی ذات۔

اس نے اپنی بات ختم کی تو آیکہ کو اپنا چہرہ کچھ تپتا سا محسوس ہوا۔ وہ اتنا آؤٹ اسپوکن ہوگا اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔

www.Paksociety.com

گوشت تو میرینیٹ ہوگیا ہے کیا چولہے پر ہی تل لوں۔ وہ اس کے سامنے سے کھڑی ہوتی ہوئی بولی تو وہ اس کے بات بدل دینے پر ہنس پڑا اور خود بھی کھڑا ہوتا ہوا بولا۔

تم ان فلموں کی اس قسم کی باتوں پر یقین کرتی ہو؟

میں فلمیں نہیں دیکھتی۔ وہ اس کی طرف دیکھے بغیر آگے بڑھ گئی۔ اور خوانخواہ تیتر وون کو الٹ پلٹ کرنے لگی۔

ابھی جب تم یہاں بیٹھی میرا انتظار کر رہی تھی مجھے برسوں پہلے دیکھی وہ فلم اچانک یاد آ گئی۔

وہ بھی اس کے پاس ہی آ کت کھڑا ہو گیا تھا۔

میں آپ کا انتظار نہیں کر رہی تھی وہ بری طرح چڑ گئی۔

حد ہوتی ہے خوش فہمی کی بھی۔ وہ اس کی بات پر ہنس کر بولا۔

تمہیں نہیں لگتا کہ ہم دونوں گھر سے بھاگے ہوئے ان ہیرو ہیروئن کی طرح رہ رہے ہیں وہ اس کی بات پر جل کر بولی۔

لگتا ہے آپ بہت خوش ہیں۔

ارے تمہیں کیسے پتہ چلا۔ وہ حیران ہوا وہ اس کی حیرت نظر انداز کر کے سنجیدگی سے بولی۔

عام طور پر لوگ بے تحاشہ خوش ہو کر فضول اور بے تکی باتیں کرنے لگتے ہیں اس لیئے۔ وہ اس کی بات کا برا منے بغیر بدستور مسکرا تا رہا۔

تمہارا خیال بالکل ٹھیک ہے اب جلدی سے اپنی ذہانت کو کنفرم کراؤ یہ بتا کر کہ میں کس بات پر خوش ہوں۔

آپ کی خوشی کا ڈری تو غالباً ان چیتوں اور شیروں تک ہی محدود ہے۔ان ہی سے متعلق کوئی بات ہوگی۔اس کی طرف دیکھ کر بولی۔

مان گئے بھئی تمہاری ذہانت کو۔اب جلدی سے یہ اٹھا کر باہر چلو۔وہاں میں نے تمہاری دعوت کا سارا ارینجمنٹ کیا ہوا ہے۔

وہ اسے سراہتا برتن کی طرف اشارہ کرنے لگا۔تو وہ مسالہ لگے تیتروں کو اٹھا کر اس کے پیچھے باہر نکل آئی۔ خیمے سے کچھ فاصلے پر اس نے لکڑیاں جلا رکھی تھیں سیخوں سے ملتی عجیب و غریب شے وہ پتہ نہیں کہاں سے ڈھونڈ لایا تھا

کبھی تم نے اس قسم کا ڈنر کیا ہے؟ وہ سیخوں پر بوٹیاں چڑھاتا ہوا بولا۔تو اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔پھر خود بھی اس کی مدد کرنے لگی۔گوشت کے بھننے کی خوشبو اور لکڑیوں کے جلنے کی مخصوص مہک نے ماحول کو خوبصورت بنا دیا۔درختوں کی چھاؤں میں بیٹھے وہ دونوں جیسے کوئی پکنک منا رہے تھے۔کچھ دیر کو تو وہ یہ بھی بھول گئی کہ وہ کن پریشان کن حالات کا شکار ہے اور یہ کہ اس کے گھر والے اس کے لیئے کس قدر فکر مند ہوں گے۔ چودھویں کے چاند نے اپنی تمام روشنی جیسے یہیں نچھاور کر دی تھی۔ماحول کا اثر تھا یا وہ تیتر واقعی بہت مزیدار تھے وہ فیصلہ نہ کر پائی اور اس سے بولی۔

اتنا شاندار ڈنر میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں کیا۔یہ ڈنر تو مجھے ساری زندگی یاد رہے گا۔ گرما گرم بوٹی منہ میں رکھتے ہوئے وہ اس سے بولی تو وہ سیخوں سے بوٹیاں اتارتا ہوا اس سے بولا۔

ہمارے ساتھ رہو گی تو ایسے ہی مزے آئیں گے۔پھر کچھ سوچ کر اس سے بولا۔

آج میں نے اس کا کام تمام کر دیا ہے بڑا چالاک بنتا تھا۔تمہیں تو شاید پتہ نہ ہو بڑے بڑے سورما اس کے شکار کی خاطر یہاں آ کر مایوس لوٹ چکے ہیں۔یہ میرا اب تک کی زندگی کا شاندار ترین کارنامہ ہے۔جس کام کو بڑے بڑے پروفیشنلز نہ کر سکے وہ میں نے کر دیا۔میرے دوست تو خوشی سے پاگل ہو جائیں گے جب انہیں میری کارکردگی کا پتہ چلے گا۔وہ بیحد خوش تھا ۔مسرت کے بے پایاں احساس سے اسکا چہرہ جگمگا رہا تھا اس کی بات پر وہ بھی خوشی سے اچھل پڑی اور بولی۔۔

اس کا مطلب ہے اب آپ مجھے چھوڑ آئیں گے وہ اس کے چہرے پر ایک تفصیلی نظر ڈالتا بولا۔

تمہیں چھوڑنے کا کیا مطلب ہے تمہیں کیا لگتا ہے میں ابھی یہاں مزید قیام کروں گا پھر کچھ دیر وہ کوئی بات سوچتا رہا اور اس سے بولا۔

میں تو ابھی رات میں ہی جانا چاہ رہا تھا مگر مسئلہ تمہارا ہے۔

کیوں میرا کیا مسئلہ ہے؟ وہ اس کی بات سمجھے

www.Paksociety.com

بغیر بولی۔ وہ کوئی جواب دیے بغیر خاموشی سے اسے دیکھتا رہا تو وہ مزید بولی۔

ابھی چلیں نا۔ میری وجہ سے آپ کو کوئی پرابلم نہیں ہوگی۔ میں وعدہ کرتی ہوں آپ کو بالکل پریشان نہیں کروں گی وہ اسے چلنے کے لیئے اکسانے لگی تو وہ ایک گہری سانس لے کر بولا۔۔

پاگل ہو تم۔ پتہ نہیں تمہارے گھر والوں نے اپنی اتنی کوڑمگز بیٹی کو اتنے خطرناک جنگل میں کیسے بھیج دیا۔ اس کی بات پر وہ حسب عادت چڑچڑے پن سے بولی۔

پھر اگر ساری بات سنانے کی کوشش کروں گی تو سنیں گے نہیں لیکن میرے بارے میں اس طرح کی فضول الزام تراشیاں کرنے سے برائے مہربانی گریز فرمائیں۔ اس کی بات پر وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑا اور بولا۔

اچھا تم دل چھوٹا نہ کرو چلو سناؤ اپنی المناک داستان میں تمہاری بات مکمل خاموشی سے سنوں گا۔ اس کا شرارتی لہجہ اس کا خون کھولانے لگا تو وہ وہاں سے کھڑی ہوگئی اور پیچھے سے اس کی آواز آئی۔

دیکھو ابھی میں نے تمہیں اتنا مزیدار ڈنر کروایا ہے یوں جل کلس کر کھایا پیا ضائع نہ کرو۔ ورنہ تمہارے گھر والے مجھے الزام دیں گے کہ کیسا بداخلاق میزبان تھا۔ ہماری بیٹی کو ڈھنگ سے کھلایا پلایا بھی نہیں۔ بے چاروں کو یہ نہیں پتہ ہوگا کہ اس میں بے چارے میزبان کا قصور نہیں خاتون ہی چڑچڑے پن کی پرانی مریضہ لگتی ہیں۔ وہ بنا کوئی جواب دیئے اندر خیمے میں آ گئی۔ کچھ دیر بعد وہ بھی اندر آیا۔ آئلہ بیڈ پر بیٹھی تھی۔

اٹھو یہاں سے۔ اسے اٹھنے کے لیئے کہا گیا تو وہ خاموشی سے اٹھ گئی۔ اس کے ہٹتے ہی اس نے اپنے سنگل بیڈ کو جو بوقت ضرورت صوفے کا کام بھی دیکتا تھا فولڈ کرنا شروع کر دیا۔ اس کے پائے فولڈ کیئے۔ میٹرس اسی میں جوائن تھا۔ بیڈ فولڈ ہونے کے بعد کسی چھوٹے سے سوٹ کیس جیسا ہو گیا۔ وہ سامنے کھڑی بغور اسے دیکھ رہی تھی۔

میرا خیال ہے تم یہاں مہمان بن کر کھڑے رہنے کے بجائے میرا ہاتھ بٹاؤ تو ہم جلدی روانہ ہو سکیں گے کرسی فولڈ کرتا وہ اس سے بولا تو آئلہ کچن کی طرف آ گئی۔ اور برتن وغیرہ سمیٹنے لگی۔ کھانے پینے کا تمام سامان اور برتن اس نے بیگ میں بھر کر بند کر دیا۔ اور ٹیبل کے پاس آ کر کتابیں اور دوسرا سامان اٹھاتی اس سے پوچھنے لگی۔ یہ چیزیں کہاں رکھوں؟

یہ سامنے والی بیگ میں ڈال دو۔ اس نے کام کرتے دوران جواب دینے کی فرصت نکالی۔ وہاں موجود ساری ہی سامان پورٹیبل تھا اس لیئے ہر چیز چھوٹے سائیز میں کنورٹ ہو گئی۔ وہ چیزیں اٹھا کر جیپ میں رکھ کر آنے لگا۔ تیسرا چکر لگا کر واپس آیا تو وہ ہاتھ میں اس کی شرٹ لیئے کھڑی تھی۔

کیا ہوا؟ اسے یوں کھڑا دیکھ کر وہ بولا۔ اس نے جواب دینے کے بجائے دونوں چیزیں اس کی طرف بڑھا دیں۔

یہ رکھ لیں۔ اسے خاموش کھڑا دیکھ کر وہ بولی۔

تم خود ہی رکھ دو۔ اس نے بے نیازی سے جواب دیا تو وہ جھجکتی اس کے بیگ میں چیزیں رکھنے لگی۔

تمام چیزیں رکھ دی گئیں وہ اب آخر میں خیمہ اکھاڑ رہا تھا۔ آئلہ باہر آ کر کھڑی ہوگئی۔ سامنے موجود اس گھنے اور اونچے درخت کو دیکھ کر وہ اس کی طرف آ گئی۔ وہ خیمہ اکھاڑ کر جیپ میں رکھ چکا تو اس کی تلاش میں نظریں دوڑائیں۔ وہ سامنے درخت کے پاس کھڑی پتہ نہیں کیا کر رہی تھی۔ ہارون اس کے پاس چلا آیا اس کی آمد سے بے خبر وہ درخت پر اپنا نام کھود رہی تھی۔

تمہارا کیا دوبارہ کبھی یہاں آنے کا ارادہ ہے؟ وہ اس کی پشت پر کھڑا پوچھ رہا تھا۔

پتا نہیں۔ لیکن میرا دل چاہ رہا ہے کہ بہت سالوں بعد جب کوئی یہاں سے گزرے تو اس درخت پر میرا نام دیکھ کر ایک لمحے کو میرے بارے میں سوچے۔ وہ اے کو گہرا کرتی ہوئی بولی۔

بڑے رومینٹک خیالات ہیں میں نے تو آج تک ایسے نہیں سوچا ورنہ اب تک انڈیا، برازیل آسٹریلیا، افریقہ اور پتہ نہیں کہاں کہاں جنگلات میں مختلف درختوں پر میرا نام کھدا ہوتا۔ ویسے آئیڈیا برا نہیں ہے لاؤ میں بھی اپنا نام لکھوں۔ پھر اس کے نام کے نیچے ہی اس نے بڑا بڑا بلاک لیٹرز میں اپنا نام لکھا۔ اس کام سے فارغ ہوا تو ہاتھ جھاڑتا ہوا بولا۔

چلیں اب؟

ہاں چلیں۔ وہ جواب دیتی آگے بڑھ گئی۔ جیپ کے پاس پہنچی تو پیچھے پڑے اس موٹے تازے شیر کو پڑا دیکھ کر اس کی چیخ نکل گئی۔

پھر چیخیں تم۔ میں نے منع کیا تھا نا۔ وہ اس پر ناراض ہونے لگا۔

یہ بھی ہمارے ساتھ جائے گا۔ میں اس کے ساتھ سفر نہیں کر سکتی۔ وہ جیپ سے دو چار قدم پیچھے ہٹتی ہوئی بولی۔

نہیں جاؤ گی تو مت جاؤ۔ رہو یہیں۔ میں تو جا رہا ہوں۔ وہ اپنے روایتی روڈ لہجے میں بولا اور جیپ اسٹارٹ کرنے لگا۔

آپ مجھے چھوڑ کر جا رہے ہیں وہ بھی اس منحوس کی خاطر۔ وہ وہیں کھڑے کھڑے چلائی۔ نظریں بدستور اسی منحوس پر تھیں جو اپنے کیم شیم وجود سمیت پچھلی طرف پڑا ہوا تھا، لگتا تھا سے بمشکل جیپ میں گھسایا گیا ہے۔ کیونکہ اس کا آدھا دھڑ سیٹ پر آدھا سیٹ سے نیچے پڑا تھا۔

تمہیں آنا ہے تو آؤ ورنہ میں جا رہا ہوں۔ وہ اسے وارننگ دینے لگا تو آئلہ نے بڑی مشکلوں سے قدم جیپ کی طرف بڑھائے۔ اور فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولتے ایک نظر دوبارہ اس پر ڈالی۔ اور ہارون کی طرف بڑی بے بسی سے دیکھتی ہوئی بولی۔

یہ مر گیا ہے نا۔ آپ نے ٹھیک طرح چیک کر لیا۔ کہیں ایسا نہ ہو یہ مکاری کر رہا ہو۔ جیپ کا دروازہ پکڑے وہ باقاعدہ تھر تھر کانپ رہی تھی۔ وہ جیسے زچ سا ہو گیا۔ اپنے غصے کو دباتے بڑی مشکل سے نرم آواز میں بولا۔

آئلہ کیوں ٹائم ضائع کر رہی ہو جلدی بیٹھو۔

کوئی جائے فرار نظر نہیں آ رہی تھی پتہ تھا وہ اپنے چہیتے کو کبھی خود سے جدا نہ کرے گا اس

www.Paksociety.com

لپیٹے خود کو گھسیٹتی جیپ میں بیٹھ گئی۔اس کے بیٹھنے پر اس نے باآواز بلند خدا کا شکر ادا کیا۔

یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔وہ اس کی بات سے بے نیاز ترچھی نظروں سے پیچھے دیکھ رہی تھی۔دیکھنے کا انداز ایسا تھا جیسے اسے دیکھنا بھی نہ چاہ رہی ہو اور دیکھ بھی رہی ہو۔وہ اس کے اتنے خوف زدہ ہونے پر قابل رحم نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

اب کیا میں حلف اٹھا کر کہوں کہ یہ مر چکا ہے۔کیوں مرحوم کی روح کو گھور گھور کر تکلیف پہنچا رہی ہو وہ اس کی مسلسل ترچھی نگاہوں سے تنگ آ کر بولا تو وہ بڑے ناراض انداز میں اس کی طرف دیکھ کر بولی۔

آپ نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا اسے میرے اوپر ترجیح دے کر آپ نے میری انسلٹ کی ہے۔

یہ بات آپ نے اگر اس معصوم جانور کے بجائے کسی خاتون کی شان میں کہی ہوتی تو میں آپ سے معزرت کرتا اور شاید آپ کی بوت کو انجوائے بھی کرتا وہ بڑی سنجیدگی سے بول رہا تھا۔آئیلہ نے چونک کر اس کی طرف دیکھا تو وہ مسکرا دیا۔پھر اس کی طرف سے نظریں ہٹا کر ونڈ اسکرین پر مرکوز کرتا ہوا بولا۔

مجھے اپنی منزل پر پہنچنے کی بڑی جلدی ہے ویسے کچھ طریقے میں نے اس پر اپلائی کیئے ہیں کہ اس کی لاش سڑے نہیں مگر پھر بھی مجھے جلد سے جلد اپنے دوستوں کو جوائن کرنا ہے۔تم یہ بتاؤ کہ تمہیں جانا کہاں ہے؟اس کی بات کے جواب میں وہ ایک نظر اس پر ڈال کر بولی۔

ویسے تو مجھے نیروبی جانا ہے مگر آپ کو جہاں سہولت ہو مجھے چھوڑ دیں۔وہ اس کے تکلف برتنے پر ہنس پڑا اور بولا۔

اچھا تو آپ نیروبی میں رہتی ہیں وہ اس کی ہنسی پر کچھ حیران ہوئی اور بولی۔

آپ کا سینس آف ہیومر بڑا عجیب ہے۔میری سمجھ میں نہیں آتا۔شاید لیلیٰ میری جگہ ہوتی تو آپ کی کمپنی کو خوب انجوائے کرتی۔وہ تو اگر یہاں آ جاتی سب گھر والوں کو بھول بھال آپ کے ساتھ شکار کھیلنے نکل کھڑی ہوتی۔ایسی ہی ہے وہ نڈر اور ایڈونچرز کی شائق لیلیٰ کے ذکر کے ساتھ ہی اسے ان دونوں کی فکر ستانے لگی۔

یا اللہ وہ لوگ خیریت سے ہوں وہ بغور اس کے اداس اور فکر مند چہرے کی طرف دیکھنے لگا۔اس کے پل پل بدلتے موڈ کے تمام اسرار و رموز اس پر واضح تھے اس لیئے اس کا موڈ بدلنے کی خاطر بولا۔

اتنی اچھی اور خوبیوں کی مالک لڑکی سے آپ کا کیا تعلق ہے۔آپ کی دوستیں تو آپ کی طرح بزدل اور بیوقوف ہونی چاہئیں۔اپنے بارے میں ان کمنٹس کا برا مانے بغیر وہ اسے لیلیٰ کے بارے میں بتانے لگی۔

وہ اگر یہاں ہوتی تو اس شیر پر پاؤں رکھ کر سب سے پہلے تو تصویر کھنچواتی پھر ہاتھ پھیر کر اس کا تفصیلی جائزہ لیتی۔وہ کسی چیز سے نہیں ڈرتی۔بڑے بلند ارادے ہیں اس کے۔ویسے تو

www.Paksociety.com
urdunovels.net

وہ خلاء باز بننا چاہتی تھی مگر چچی جان تھوڑی کنزرویٹو خیالات کی مالک ہیں اس لیئے اس کا یہ شوق پورا نہ ہوسکا۔ وہ پانی کامیاب کوشش پر مسکراتا ہوا بولا۔

کہاں پائی جاتی ہیں یہ لیلی اصولاً تو اسے کسی جنگل میں ہی پایا جانا چاہیئے۔ ویسے اس لیلی کو اب تک اپنا قیس مل چکا ہے یا نہیں۔ مجھے تو صرف سن کر ہی ان خاتون سے ملنے کا شدید شوق پیدا ہوگیا ہے۔

وہ برجستہ بولی۔

منہ دھو رکھیئے اس کا نکاح ہو چکا ہے اس کے لہجے ہر وہ بیساختہ ہنس پڑا اور لہجے میں افسوس شامل کرتا ہوا بولا۔

افسوس میں لیٹ ہوگیا۔ کچھ دیر دونوں طرف خاموشی چھائی رہی۔ باتوں میں لگ کر اس کا دھیان شیر سے ہٹ چکا تھا وہ اس کی طرف سرسری نظر ڈال کر بولا۔

نیند آرہی ہے تو سوجاؤ اپنے لیئے اس کے لہجے میں موجود خلوص پر اس کا دل خوش ہوگیا۔

نہیں ابھی تو نیند نہیں آرہی اس کی بات کا جواب دے کر ایک آدھ سیکنڈ کی خاموشی کے بعد وہ اس سے مخاطب ہوئی۔

آپ کے گھر والے آپ کو اتنے خطرناک کاموں میں گھسنے کی اجازت کیسے دے دیتے ہیں۔ ایسا خوفناک شکار جس میں جان جانے کے اتنے چانسز ہوں۔ میرے تو بھیا نے جس دن آرمی جوائن کی تھی امی نے رو رو کر گھر سر پر اٹھا لیا تھا جیسے ابھی جنگ چھڑنے والی ہے۔

اس کی بات کے جواب میں وہ طنزیہ انداز میں بولا۔

میرے پیچھے کوئی رونے والا نہیں ہے اس لیئے میں جو جی چاہے کرسکتا ہوں۔ وہ اس کے لہجے کی تلخی پر متعجب ہوکر اسے دیکھنے لگی۔

شاید میں نے کوئی غلط بات کردی جس سے یہ ہرٹ ہوا ہے۔ وہ قیاس آرائیاں کرتی چپ بیٹھی رہی۔

وہ بڑی تیز رفتاری سے ڈرائیو کررہا تھا۔ شاید وہ اس کی ذمہ داری سے جلد از جلد عہدہ برا ہونا چاہتا تھا۔ اس کی طرف سے کا تعلق وہ راستے پر نظریں جمائے جیپ دوڑا رہا تھا۔ آئلہ چاروں طرف پھیلے سناٹے اور اس وحشت زدہ ماحول سے نظریں چرائے اپنے ہاتھوں پر نظریں جمائے بیٹھی رہی۔ کتنی ویرانی اور وحشت ہے اس جگہ پر، اگر یہ ساتھ نہ ہوتا تو میں کب کی اللہ کو پیاری ہوگئی ہوتی۔ وہ اپنے آپ سے باتیں کرتی وقت گزارنے لگی۔

اسی وقت جیپ ایک زوردار جھٹکے کے ساتھ رک گئی۔ اس کا سر سامنے ٹکراتے ٹکراتے بچا۔ اسے دروازہ کھول کر باہر نکلتے دیکھ کر وہ اس سے پوچھنے لگی۔

کیا ہوا؟

شاید جیپ میں کچھ پرابلم ہوگئی ہے۔ اس سے پہلے کہ مکمل جواب دے جائے میں اتر کر چیک کرلوں۔ وہ شاید جیپ کے مزاج دکھانے پر کچھ بےزار سا ہوگیا تھا۔ ایک ہاتھ میں ٹارچ پکڑے وہ انجن پر جھکا فالٹ تلاش کررہا تھا۔ آئلہ اسکی مدد کے خیال سے باہر نکل آئی اور بغیر

www.Paksociety.com

کچھ کہے ٹارچ اس کے ہاتھ سے لے لی۔ وہ کیا چیک کر رہا تھا کس چیز کو چیک کر رہا تھا وہ نہ جانتی تھی اور نہ جاننے کا اسے شوق تھا۔ اس کی دلچسپی تو اس بات میں تھی کی کسی طرح بس جیپ ٹھیک ہو جائے۔ اور وہ اس اجاڑ ویران جگہ سے رخصت ہو۔ اپنے خیالات اس سے شیئر بھی نہیں کر سکتی تھی ورنہ اسے بتاتی کہ اتنے اجڑے بیابانوں میں روحیں بسیرا رکھتی ہیں اور آپ لاکھ بہادر ہوں مگر ایک بدروح کا مقابلہ کیسے کریں گے۔ اپنے خیالات سے خا؟ ہوتی وہ اس کے پیچھا اور قریب ہو گئی تو وہ چڑ کر بولا۔

کہاں گھس رہی ہو دور ہٹ کر کھڑی ہو اس کے ناراض لہجے سے ڈر کو فوراً دور ہو گئی۔ دس پندرہ منٹ انجن کے ساتھ مغز ماری کر کے وہ اس سے مخاطب ہوا،

فالٹ میں نے ٹھیک کر دیا ہے اب کوئی پرابلم نہیں بس صرف تھوڑا سا پانی چاہیئے، چلتے وقت مجھے خیال نہ آیا کہ چیک کر لوں۔ ویسے فکر کی بات نہیں ہے یہاں سامنے ہی ایک چشمہ ہے میں وہاں سے پانی لے کر آتا ہوں تم جیپ میں بیٹھو۔ وہ ہاتھ میں کین پکڑ کر جانے لگا تو وہ فوراً بولی۔ میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گی یہاں اکیلے مجھے ڈر لگے گا۔ وہ اس کی بات پر جھلا گیا۔

بیوقوفی کی باتیں مت کرو۔ میں کہیں دور نہیں جا رہا یہاں بالکل قریب ہی۔

نہیں میں آپ کے ساتھ جاؤں گی۔ ضدی لہجے میں کہتی وہ اسے زہر لگ رہی تھی۔

پاگل ہو گئی ہو یہاں کا راستہ اتنا خطرناک اور ناہموار ہے گر گرا جاؤ گی۔ اندھیرا ابھی اتنا ہے میں پانی لاؤں گا یا تمہیں سنبھالوں گا اب کوئی ارگومنٹ نہیں ہونا چاہیئے۔ میں نے منع کر دیا تو مطلب منع کر دیا سمجھیں۔ جیپ میں بیٹھو۔ اس کے اتنے غصے اور ناراضگی بھرے انداز پر وہ سہم کر جیپ میں بیٹھ گئی تو وہ اس کے پاس آیا اور بولا۔

دروازہ لاک کر کے اور شیشے چڑھا کر بیٹھو۔ جب تک میں واپس نہ آ جاؤں تم نے باہر نہیں اترنا، کسی بھی صورت میں انڈراسٹینڈ۔ آرام سے بیٹھو خطرے کی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ سامنے جو ڈھلوانی راستہ ہے بس وہاں سے اتر کر چشمہ ہے میں ابھی پانچ منٹ میں واپس آ جاؤں گا۔ وہ اسے ڈرا دھمکا اور تسلی دے کر آگے بڑھ گیا، تیز قدموں سے جیسے جلد سے جلد واپس آنا چاہتا ہو۔ آیلہ نے ایک نظر پیچھے پڑے اس درندے پر ڈالی تو ایسا لگا وہ اپنے لال آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہا ہے اور ابھی اس پر جھپٹ پڑے گا۔ اس کی طرف سے ذہن ہٹانا چاہا تو ایسا لگا ڈرائیونگ سیٹ پر کوئی بھوت آ کر بیٹھ گیا ہے اور اپنے پنجے اس کی طرف بڑھا رہا ہے۔ وہ بے اختیار اس کی ہدایت نظر انداز کرتی نیچے اتر آئی۔

چاہے کچھ ہو جائے میں یہاں اکیلے نہیں بیٹھ سکتی وہ خود سے کہتی اس طرف بڑھ گئی جہاں اسے جاتا دیکھا تھا، دو چار قدم چلنے سے ہی اندازہ ہو گیا کہ وہ اسے ساتھ چلنے سے کیوں منع کر رہا تھا۔ اونچا نیچا خاصا پرخطر راستہ تھا۔ مزید یہ کہ مکمل اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ صرف چاندنی کی قدرت روشنی ہی تھوڑی بہت راہنمائی کر رہی تھی۔ دو تین دفع وہ ٹھوکر کھا کر گرتے گرتے بچی۔ خود کو کسی چوٹ کے لگنے سے بچانے کے لیئے وہ وہیں اس چٹان نما پتھریلی زمین پر بیٹھ کر اس کا انتظار کرنے لگی۔ اچانک اسے اپنے پیچھے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ ایسا لگا جیسے بہت سے

لوگ چل رہے ہوں۔ اس نے خوفزدہ ہو کر مڑ کر دیکھا تو دھک سے رہ گئی۔ وہ چار حبشی نما انسان تھے شاید افریقی تھے۔ ان کے لمبے مظبوط جسم بتا رہے تھے کہ وہ کوئی شکاری ہیں اس کی طرف لحہ بہ لحہ بڑھتے، وہ فوراً اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئی۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں لالٹین تھی۔ چاروں کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔ وہ ابھی اپنی جگہ سے اٹھ کر ایک قدم بھی نہ بڑھا پائی تھی کہ ان میں سے ایک برق رفتاری سے اس کی رطف بڑھا جبکہ باقی پیچھے کھڑے ہی اس کی بے بسی کا تماشا دیکھنا چاہتے تھے۔ اس نے اپنے ہاتھ پاؤں سے جان نکلتی محسوس کی۔ ایسی کوئی بات تو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھی۔ اسے لگا کہ وہ نہ ایک قدم آگے بڑھ سکتی ہے نہ چیخ کر اسے آواز دے سکتی ہے۔ وہ اس کے قریب آ کر پتہ نہیں کس زبان میں اس سے کچھ بولا۔ اور اسے اپنی طرف گھسیٹا، اس کے شانوں پر مضبوطی سے ہاتھ کمائے وہ اسے گھسیٹ رہا تھا۔ آنکھوں سے ہوس اور بربریت کے شعلے لپک رہے تھے۔ اسنے پوری طاقت صرف کر کے خود کو اس کی گرفت سے چھڑانا چاہا مگر اس کی آہنی گرفت کے آگے اس کی کوشش معنی نہ رکھتی تھی۔ پتہ نہیں کہاں سے اتنی طاقت آئی تھی کہ وہ بلند آواز میں چیخی تھی۔

ہارون، ہاروں بچاؤ۔ چورتک اس کی چیخ گونجی تھی ساتھ ساتھ وہ خود کو اس کی گرفت سے چھڑانے کی کوشش بھی کر رہی تھی۔ وہ جو پانی بھر کر واپس آنے کے لیے مڑ رہا تھا۔ اس کی چیخ پر بری طرح بوکھلا گیا پانی کا کین ہاتھ سے چھوڑ کر وہ بھاگتا ہوا اوپر چڑھنے لگا۔ جاتے وقت جو راستہ اس نے پانچ منٹ میں طے کیا تھا اس وقت چند سیکنڈوں میں عبور کر کے اوپر آیا تو یہاں کا منظر دیکھ کر اس کا خون کھال اٹھا۔ تیز قدموں سے وہ اس طرف بھاگا تو حبشی نے آئلہ کو چھوڑ دیا یوں جیسے تم سے ابھی بات کریں گے پہلے اس سے نپٹ لیں۔ اس کے ایک دم چھوڑ دینے سے وہ زمین پر گر پڑی تھی۔ مگر اس وقت افتاد ایسی پڑی تھی کہ اپنی چوٹ ووٹ سب کچھ بھول کر وہ فوراً کھڑی ہو گئی۔ سامنے ہی وہ کھڑا نظر آیا تو وہ بھاگ کر اس کے پس آ گئی اور اس کے پیچھے چھپ کر کھڑی ہو گئی۔ وہ چاروں اپنے مضبوط ڈیل ڈول کے ساتھ کھڑے جیسے اس کا مزاق اڑا رہے تھے کہ آؤ اگر ہمت ہے تو مقابل کرو۔ اپنی قمیض مضبوطی سے پکڑ کر کھڑی آئلہ وک اس نے جھٹکے سے دور ہٹایا۔ اپنے اتنے بیدردی سے جھٹکے جانے پر اس کے سوئے حواس جیسے جاگ اٹھے۔ اسے ایسا لگا جیسے ابھی وہ اسے ان لوگوں کے حوالے کر کے ہاتھ جھاڑتا چلا جائے گا۔ اسے آخر کیا ضرورت ہے اس کی خاطر اپنی جان خطرے میں ڈالنے کی۔ ان کا آپس میں نہ کوئی خونی رشتہ ہے نا جز باتی ایک ایسی لڑکی جسے اس نے ترس کھا کر اپنے پاس پناہ دے دی تھی اس قابل تو نہیں ہو سکتی کہ اس کی خاطر اپنی جان پر کھیلا جائے۔ ہاں یہ کوئی فلمی سچوئیشن نہیں ہے کہ ہیرو ہیروئین کو بچانے کے لیے دس بیس غنڈوں کا جہنم واصل کر دے۔ وہ ان میں سے کسی کی بھی طرف نظر ڈالے بغیر اندھا دھند بھاگنے لگی۔

اتنی بے وقعت نہیں ہوں کہ مال غنیمت کی طرح مجھے تقسیم کیا جائے۔ وہ اپنی تمام طاقت بروئے جار کا کر بھاگ رہی تھی۔ اس کے کان اس وقت کوئی آواز نہیں سن رہے تھے اسے نہیں پتہ تھا وہ لوگ آپس میں کیا بات کر رہے ہیں یا نہیں اسے خود کو بچانا تھا ہر قیمت پر، دو تین مرتبہ

www.Paksociety.com

ٹھوکر کھا کر گری مگر اس نے پرواہ نہ کی۔ بھاگتے بھاگتے وہ پتہ نہیں کتنی دور آ گئی تھی۔ اونچا نیچا پتھریلا راستہ اسے جگہ جگہ سے زخمی کر گیا تھا۔ پاؤں شل ہو گئے تھے۔ سانس پھول گیا تھا۔ اسے ایسا لگا اب وہ مزید ایک قدم نہیں چل سکتی۔ بمشکل خود کو سنبھالتی وہ ایک اونچے ٹیلے کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گئی۔ اور بڑی شدتوں کے ساتھ اپنے رب کو پکارنے لگی۔

یا اللہ عزت سے بڑی کوئی چیز نہیں مجھے بچا لے ان درندوں سے میرے گناہ معاف کر دے وہ سانس تک روک کر بیٹھی تھی۔ پھر وہیں بیٹھے بیٹھے اس نے دو چار انسانی چیخوں کی آواز سنی دو چار فائر بھی ہوئے۔ سناٹے کو چیرتی تمام آوازیں وہ مفور سن رہی تھی،

کیا وہ مجھے چھوڑ کر نہیں گیا۔ کیا وہ میری عزت و آبرو بچانے کے لیئے رک گیا ہے۔ اس نے ایک لمحے کو سوچا مگر پھر مایوسی میں گھر گئی۔ اس کا بات کا فیصلہ کیسے ہو کہ کون فاتح رہا او کون مفتوح اگر وہ رل بھی گیا ہے تو ان س ہار گیا ہو گا۔ پھر کچھ چیخوں کی آواز آئی اور اس کے بعد گہرا سکوت چھا گیا۔ ایسا لگ رہا تھا یہاں اس ویرانے میں اس کے سوا کوئی نہیں۔ کتنی عجیب بات تھی وہ کچھ دیر پہلے یہاں کی ویرانی سے ڈر رہی تھی اور اب یہ ویرانی اور سناٹا اسے بالکل نہیں ڈرا رہے تھے۔ اس نے اپنے پاس قدموں کی آہٹ سنی تو پتہ چلا امتحان ابھی ختم نہیں ہوا۔

نہیں میں اس کھائی میں کود کر جان دے دوں گی مگر یہ رسوائی برداشت نہ کروں گی وہ ایک فیصلہ کر کے کھڑی ہو گئی اور آنے والے کی طرف دیکھے بغیر بھاگ کر آگے بڑھ جانا چاہا تو ہارون نے اس کا بازو دبوچ کر اسے روک لیا اور اگلے ہی لمحے بغیر اسے سنبھلنے کا موقع دیئے ایک بھرپور اور زوردار تھپڑ اس کے منہ پر دے مارا۔

جب میں نے منع کیا تھا تو تم گاڑی سے اتری کیوں۔ بولو جواب دو۔ وہ جیسے بالکل آؤٹ آف کنٹرول ہو رہا تھا۔ اپنی سرخ شعلے برساتی نگاہوں سے اسے گھورتے وہ غصے میں پاگل ہو رہا تھا۔

تمہاری سمجھ میں کسی کی بات نہیں آتی۔ صرف تمہاری وجہ سے رات کا سفر کرنے سے اس لیئے ڈر رہا تھا

مگر تم ایک جیسی لڑکی ہو جسے نہ اپنی جان کی پرواہ ہے نہ کسی اور کی وہ بری طرح چیخ رہا تھا۔ اسے اتنے شدید غصے میں اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ اتنی دیر کی اعصاب شکن صورتحال اسے بالکل نڈھال کر چکی تھی وہ اس پر چیختا اسے جھنجھوڑ رہا تھا۔ وہ بے اختیار آگے بڑھی اور اس کے بازو پر سر ٹکاتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تو وہ چپ سا ہو گیا۔ اس نے نہ اسے تسلی دی نہ برا بھلا کہا نہ رونے س روکا اور نہ اپنے بازو پر رکھا اس کا سر ہٹایا۔ وہ بس خاموش کھڑا تھا۔ وہ پتہ نہیں کتنی دیر روتی رہی۔ رونے کی شدت میں کمی آئی اور آواز صرف سسکیوں تک رہ گئی تب بھی ہو خاموش کھڑا رہا۔ اسے شاید خود ہی اپنی اس بے اختیاری کا اندازہ ہوا تو پیچھے ہٹ گئی۔ ایک نظر اس پر اور اسا یک اپنی بھیگ آستین پر ڈالتا وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر تیز قدموں سے واپس اس راستے کی طرف جانے لگا۔ وہ اس کے ساتھ گھسٹتی جا رہی تھی۔ اس کے وجود کا سارا بوجھ جیسے اس نے اٹھایا ہوا تھا۔ وہ صرف گھسٹ رہی تھی۔ پتھر میں اڑا دوپٹہ اس نے جھک رک اٹھایا اور

بڑی ملامت کرتی نظروں سے اس کی طرف دیکھتے اسے پکڑایا وہ اس کی نظروں سے کٹ کر رہ گئی۔ سر جھکا کر دوپٹہ اس کے ہاتھ سے لے کر اچھی طرح لپیٹ لیا۔

کچھ اور آگے بڑھے تو ہو چاروں زخمی حالت میں پڑے تھے۔ تین شاید بیہوش تھے اور ایک ہوش وحواس میں پڑا چیخ کر مدد کی دخواست کر رہا تھا۔ ان چاروں پر ایک نظر ڈال کر وہ آگے بڑھ گیا۔ جیپ کا دروازہ کھول کر اسے دھکا دیا اور واپس اس طرف چلا گیا۔ وہ سر جھکا کر اپنے آنسو پینے کی کوشش کرنے لگی۔

پتہ نہیں یون بیٹھے کتنی دیر گزر گئی۔ جب جیپ اسٹارٹ ہونے پر اس نے اپنا جھکا سر اٹھایا۔ وہ پہلے سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے جیپ چلا رہا تھا۔ کبھی کبھی تو ایسا لگتا جیسے ابھی جیپ کا ایکسیڈینٹ ہو

جائے گا، اچانک اس کی نظر ہارون کی خون میں بھیگی آستین پر پڑی تو وہ جھجک کر اس سے بولی۔

آپ کا ہاتھ زخمی ہو گیا ہے اس پر بینڈج کر لیں۔ اس نے شاید اس کی آواز سنی نہیں تھی اس لیئے اسی رفتار سے جیپ دوڑاتا رہا۔ چند سیکنڈ اس کے جواب کا انتظار کیئے بغیر وہ اس کے بازو پر ہاتھ رکھتی ہوئی بولی۔

آپ کے ہاتھ سے بہت خون بہہ رہا ہے جیپ روک کر اس کی مرہم پٹی کر لیں وہ اس کا ہاتھ جھٹکتا ہوا پھنکارا۔

تم اگر مجھ سے بات نہ کرو تو تمہارا احسان ہوگا۔ وہ اس ردعمل پر چپ ہو کر بیٹھ گئی۔ مگر نظریں بدستور اس کے خون میں لت پت بازو پر تھیں۔ اسے پتہ تھا کہ یہاں اس کے پیروں میں پڑے بیگ میں دیگر سامان کے ساتھ فرسٹ ایڈ کا باکس بھی رکھا ہے۔ وہ تیزی سے جھکی اور اس میں سے فرسٹ ایڈ بکس نکال لیا۔ وہ اس کی تمام کاروائی سے لاتعلق ہوا سے باتیں کر رہا تھا۔ باکس سے کاٹن نکال کر اس نے ہارون کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا ہی تھا کہ وہ ایک جھٹکے سے جیپ روک کر اس سے بولا۔

اب اگر تم نے مجھ سے بات کی یا میرے قریب آئیں تو میں تمہیں قتل کر دوں گا وہ غرا رہا تھا جواب میں وہ رو پڑی۔

میرے ہاتھ سے نہیں تو خود ہی بینڈج کر لیں اتنا سارا خون بہہ گیا ہے۔ اس کی گود میں دھرے باکس کو اس نے بڑے غصے سے اٹھایا اور بینڈج کرنے لگا۔ وہ آنسو برساتی اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ پٹی باندھ کر اس نے جیپ دوبارہ اسٹارٹ کر دی۔ بلا کا سٹیمنا تھا اس میں زخمی ہاتھ پر پٹی باندھے وہ بغیر کسی تکلیف کا اظہار کیئے جیپ معمول کے مطابق چلا رہا تھا۔

آئلہ نے دو چار بار سر اٹھا کر اس طرف دیکھا مگر وہ شاید اس کی شکل دیکھنے کا بھی روادار نہیں تھا۔ اس سے بات کرنے کی ہمت نہ ہوئی تو سر جھکا کر اپنے ہاتھوں کی طرف نظریں جما کر بیٹھ گئی۔

کافی دیر بعد اس نے نظریں گھما کر اس کی طرف دیکھا تو ایک عجیب سا تاسف اور ملال اسے لپیٹ میں لے گیا۔ وہ سر جھکائے بالکل خاموش بیٹھی تھی ورا چہرہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا

www.Paksociety.com

بائیں گال پر اب تک اس کی انگلیوں کے نشان موجود تھے۔ ہاتھوں اور چہرے پر خراشیں پڑی تھیں جن سے اب خون رسنا بند ہو گیا تھا۔ اس کا دل چاہا کہ ہاتھ بڑھا کر اس کے آنسو صاف کر دے اور کوئی ایسی بات کرے کہ وہ بے ساختہ ہنس پڑے اپنے مخصوص سادہ سے انداز میں۔ دل کی اس خواہش کو روکتا وہ اس پر سے نظریں ہٹا کر دوبارہ سامنے دیکھنے لگا۔ اپنے آس پاس کچھ گاڑیوں کا شور اور دوسری آوازیں سنائی دیں تو اس نے سر اٹھا کر باہر دیکھنا شروع کر دیا۔ وہ جنگلوں سے نکل کر شہر حدود میں پہنچ گئے تھے آیلہ نے ایک طویل سانس لی اور اپنا چہرہ دوپٹے سے صاف کرنے لگی۔

پتا نہیں کیا وقت ہو رہا تھا شاید ابھی رات ہی تھی۔ وہ پورا شہر سویا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ سڑکوں پر اکا دکا گاڑیاں تھیں۔ مگر ان ویرانوں کے مقابلے میں اکا دکا گاڑیوں کا معمولی شور بھی اسے بہت بارونق محسوس ہو رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا وہ صدیوں کی مسافت طے کر کے یہاں تک پہنچی ہے۔ جیپ ایک ہوٹل کے پاس روک کر وہ اسے بغیر کچھ کہے اندر چلا گیا وہ بیٹھی اسی سمت دیکھتی رہی جہاں وہ گیا تھا۔ وہ ایک بڑا اور شاندار ہوٹل تھا۔ خوب جگمگ کرتا روشنیوں میں نہایا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آتا دکھائی دیا تو اکیلا نہیں تھا۔ وہ دونوں بڑے پر جوش انداز میں باتیں کرتے اس طرف آ رہے تھے۔ اس کے ساتھ چلتا وہ شخص چہرے پر خوشی اور ایکسائیٹمنٹ کے تاثرات لیئے آگے بڑھ گیا۔ جیسے اسے کوئی چیز دیکھنے کی بہت جلدی تھی۔ وہ تیز قدم اٹھاتا جیپ کی طرف آیا تو اسے دیکھ کر ٹھٹھک گیا۔ چہرے پر حیرانی اور بے یقینی کے تاثرات صاف پڑھے جا سکتے تھے۔ اس کے ساتھ چلتا وہ بھی جیپ کی طرف آ گیا اور اس کی متعجب انداز دیکھ کو بولا۔

یہ آیلہ ہیں۔ ہاں وہ اتنی ہی معروف شخصیت تھی اس کے تعارف میں اتنا کہہ دینا کافی رہا کہ وہ آیلہ ہے۔ مگر مقابل بھی اسکا دوست تھا چہرے پر سے حیرانی کے تاثرات ہٹاتا بغیر کوئی اور سوال کیئے یا تجسس کا اظہار کیئے وہ اس طرف دیکھ کر بڑی رواداری اور شائستگی سے مسکرایا اور بولا۔

بڑی خوشی ہوئی آپ سے مل کر جواب میں اسے بھی اخلاقاً مسکرانا پڑا۔ اس کی طرف سے توجہ ہٹائے اب وہ دونوں پچھلی نشست کی طرف متوجہ ہو چکے تھے۔ اس کے دوست کی خوشی دیدنی تھی۔ وہ بڑے بھاری قسم کے الفاظ میں اپنے دوست کو خراج تحسین پیش کر رہا تھا۔ اس کی بہادری اور مستقل مزاجی کو سراہ رہا تھا۔ پھر وہ دونوں جیپ سے کچھ دور ہٹ کر آپس میں کوئی بات کرنے لگے۔ آیلہ نے سنا وہ کہہ رہا تھا۔

تم اس کا انتظام کرو مجھے ابھی نیروبی جانا ہے آگے کا پروگرام بعد میں طے کریں گے۔ وہ بڑی عجلت میں نظر آ رہا تھا۔

پاگل ہو گئے ہو۔ اتنی لمبی ڈرائیو کر کے آئے ہو۔ تھوڑا سا ریسٹ کر لو۔ کم از کم کچھ کھا پی لو کتنے تھکے لگ رہے ہو۔ کتنے بجے چلے تھے وہاں سے؟ وہ شاید اس سے بہت محبت کرتا تھا۔ بالکل ماؤں کی طرح اس کے لیئے فکرمند ہو رہا تھا۔ اس کی بات پر وہ مسکرایا اور بولا۔

www.paksociety.com

کھانے پینے کا بالکل بھی ٹائم نہیں ہے مجھے جلد از جلد نیروبی پہنچنا ہے ویسے گیارہ بجے چلے تھے ہم وہاں سے۔ہم لوگ کے الفاظ پر اس نے بڑے بے ساختگی اس کی طرف دیکھا اور فوراً ہی اسپر سے نظریں ہٹا کر بولا۔

بہت دیر نہیں لگ گئی تمہیں پہنچنے میں کس طرف سے آئے ہو؟ وہ بدستور اس کے لیئے فکر مند تھا۔

تھا۔

بس وہ جیپ راستے میں خراب ہوگئی تھی وہاں کافی دیر لگ گئی۔وہ بڑے لاپرواہ انداز میں بولا۔

خیر جو بھی ہو۔ایسے تو میں تمہیں نہیں جانے دوں گا۔نیروبی کہیں بھاگا نہیں جارہا۔کچھ کھا پی لو پھر چلے جانا۔وہ بڑی قطعیت سے بولا تو وہ بڑی بے بس نظروں سے اس کی رطف دیکھتا ہوا بولا۔پیٹر دیر ہو جائے گی۔

ہاجائے میری بلا سے۔تم اندر چلو۔اسے مکمل طور پر نظرانداز کیئے وہ آپس میں مصروف تھے۔اس کا وجود کہیں پس منظر میں چلا گیا تھا۔وہ شاید اس کے مجبور کرنے ہر زبردستی وہاں رکنے پر رضامند ہو گیا تھا۔

آؤ اندر چلو۔وہ اس کے پاس آگیا۔جبکہ اس کا دوست دور کھڑا ان دونوں کو بغور دیکھ رہا تھا۔اس کے حکم پر بغیر کوئی چوں چرا کیئے کر دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔ان دونوں کے ساتھ

اس ہوٹل کے شاندار ریسیپشن سے گزرتے ہوئے اسے اپنا حلیہ بڑا آکورڈ لگا۔گرد وغبار میں اٹا چہرہ،الجھی بکھری لٹیں اور زخمی پاؤں۔اس نے خوامخواہ بالوں پر ہاتھ پھیر کر شیاد انہیں سنوارنے کی کوشش کی۔

وہ اس سے مسلسل شکار اور جنگل کے حوالے سے باتیں کر رہا تھا۔اس سے اس کارنامے کی تفصیل سن رہا تھا۔وہ خاموشی سے اپنے برابر چلتے شخص کے جوتوں پر نظریں جمائے تھی۔جو بظاہر اس وقت اس سے لاتعلق نظر آرہا تھا۔اس کی فتار سست پڑی تو وہ بھی آہستہ قدموں سے چلنے لگا۔اور اس کے برابر چلتا اس کا دوست بھی سست ہو گیا۔لفٹ میں آکر وہ دونوں بھی خاموش ہو گئے۔اسے ایسا لگا کہ اس کا دوست گہری نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہا ہے۔ اس نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تو وہ ہارون سے مخاطب تھا۔ایک صاف ستھرے اور عمدہ فرنیچر سے آراستہ بڑے سے کمرے میں داخل ہوئے تو پیٹر اس سے بولا۔

تم لوگ بیٹھو میں ان دونوں کو بلا کر لاتا ہوں بلکہ بلا کر کیا جگا کر لاتا ہوں۔وہ ہنستا ہوا باہر نکلنے لگا تو ہارون فوراً بولا۔

بھائی مروامت دیکھنا۔عبداللہ کو جگانا کسی مردے کو اٹھانے سے مترادف ہے۔کبھی ہم یہیں بیٹھے رہ جائیں وہ بڑے اچھے موڈ کے ساتھ ہنستا ہوا بولا تو وہ قہقہہ لگا کر باہر چلا گیا۔

بیٹھ جاؤ۔اس کی آواز پر آئیلہ نے اس کی طرف دیکھا تو وہ بے تکلفانہ انداز میں بستر پر نیم دراز اسے ہی دیکھ رہا تھا۔وہ خاموشی سے صوفے پر ٹک گئی تو وہ ایک نظر اس پر ڈال کر کھڑا

www.Paksociety.com

ہو گیا۔ اور وارڈ روب کھول کر کپڑے نکال کر باتھ روم میں گھس گیا اسی وقت پیٹر اندر آیا اور اسے تنہا بیٹھے دیکھ کر پوچھنے لگا۔

ہارون کہاں گیا؟

وہ شاید نہا رہے ہیں۔اس نے مختصرا جواب دے کر دوبارہ کمرے کا انٹیریر دیکھنا شروع کر دیا۔تو وہ اس کے سامنے والے صوفے پر بیٹھتا ہوا بولا۔

آپ بھی فریش ہو جایئے۔ابھی آپ کو اپنے باقی دونوں دوستوں سے ملوائیں گے۔

ہمارا چار دوستوں کا گروپ ہے۔میں اور ہارون تو خیر بچپن سے دوست ہیں۔عبداللہ اور مائکل سے ہمارے دوستی شکار کے حوالے سے ایک جنگل میں ہوئی تھی۔بڑی عجیب دوستی ہے ہماری، پورا سال ہم ایک دوسرے سے نہیں ملتے کہ سب الگ الگ دیسوں کے باسی ہیں مگر ہمارے درمیان یہ خاموش معاہدہ ہے کہ سال کے ان دنوں میں ہم آپس میں ملتے ہیں اور شکار کھیلتے ہیں، باقی سال ایک دوسرے سے صرف فون پر یا نیٹ پہ رابطہ رہتا ہے۔وہ بڑے دوستانہ انداز میں اس سے باتیں کر رہا تھا۔انداز میں بہت شائستگی اور مخاطب کے لیئے احترام موجود تھا وہ تولیے سے سر رگڑتا باہر نکلا تو پیٹر سے بولا۔

اب اگر روک ہی لیا ہے تو جلدی سے کچھ کھانے پینے کا انتظام کرو۔بڑی زبردست بھوک لگ رہی

ہے وہ ہنستا ہوا کھڑا ہو گیا اور بولا۔

بڑا احسان کیا میرے اوپر رک کر۔ایک تو تمہاری محبت میں بول رہا تھا پوچھو ان دونوں سے، اتنے دن مسلسل چرچ جا کر کتنی بار تمہاری سلامتی کی دعائیں مانگی ہیں۔جواب میں وہ بھی ہنسنے لگا۔آئلہ خاموشی سے محبت کا یہ مظاہرہ دیکھ رہی تھی۔وہ باہر نکل گیا تو ہارون ڈریسنگ ٹیبل کے آگے کھڑا ہو کر بال بنانے لگا۔

میرا کیال ہے کہ آپ بھی مراقبے سے نکل آیئے اور منہ ہاتھ دھو لیجیے۔شیشے میں اسے دیکھتا وہ بولا۔تو اسے بھی اپنے بے تکے حلیئے کا خیال آیا۔خاموشی سے کھڑی ہو کر وہ باتھ روم کی طرف بڑھی۔وہ جو اس سے بڑی بے تکلفی سے باتیں کرنے لگی تھی اب ایک عجیب سی جھجک حائل ہو گئی تھی۔بڑے سے اسٹائلش باتھ روم کے قدآور آیئنے میں خود کو پتہ نہیں کتنے روز بعد دیکھا تو اپنی شکل اس سے خود نہیں پہچانی گئی۔وہ جو بڑی اپ ٹو ڈیٹ اور بڑی نک سے درست تیار رہا کرتی تھی اس وقت عجیب وغریب سی کوئی مخلوق نظر آ رہی تھی۔

خوب اچھی طرح رگڑ رگڑ کر منہ دھویا اور اپنا اصلی چہرہ واپس لانے کی کوشش کی۔وہیں رکھے برش سے بال بنائے۔دس پندرہ منٹ کی جدوجہد کے بعد کچھ چہرہ جانا پہچانا اور اپنا اپنا لگا تو اس نے سکون کا سانس لیا۔اس کے دوستوں سے بھوت بن کر ملنے کا اسے کوئی شوق نہیں تھا ۔اتنے خوبصورت گہرے نیلے رنگ کے ٹائلوں والے اور بڑے سے ٹب والے باتھ روم میں اس کا نہانے کا جی چاہ رہا تھا۔اپنی اس خواہش کو دباتی ہو باہر نکلی تو وہ آنکھیں بند کیئے بیڈ پر لیٹا نظر آیا۔وہ خاموشی سے دوبارہ صوفے پر ٹک گئی۔اس کی آمد سے بے نیاز وہ ویسے ہی پڑا رہا۔

www.Paksociety.com

اسی وقت ہلکی سی دستک دے کر پیٹر اور اس کے پیچھے دو افراد اندر داخل ہوئے تو وہ ساری بے نیازی بھول بھال اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے دوستوں سے ملنے لگا۔ ملنے ملانے کا سلسلہ تمام ہوا تو ان دونوں کی نظریں اس پر پڑیں ان کی نگاہوں میں پیٹر کی طرح حیرانی نہیں تھی شاید وہ انہیں بتلا کر لایا تھا۔ پیٹر نے ایک اچھے میزبان کی طرح تعارف کرانے کی رسم ادا کی۔

یہ عبداللہ ہے۔ پیشے کے لحاظ سے بہت مشہور و معروف کاروباری شخصیت۔ شکار بطور شوق اپنایا ہوا ہے شام ان کا وطن ہے اور آپ کی بات ہے یہ بہت اچھے اور ماہر کک ہیں، ہماری شکاری مہمات میں یہ ہم لوگوں کو اچھے اور مزیدار کھانے پکا کر کھلاتے ہیں: وہ اس کے سامنے کھڑے بندے کی طرف اشارہ کر کے تعارف کروا رہا تھا۔ آئلہ نے اس بندے کی طرف دیکھا وہ بھی پیٹر کی طرح شائستہ نظر آ رہا تھا۔

اور یہ جناب مائیکل ہیں۔ انگلینڈ کے رہنے والے ہم سب میں صرف یہی پروفیشنل شکاری ہیں باقاعدہ لائسنس یافتہ اس لیے جنگلات کے موضوع پر ان کا علم ہماری بہت راہنمائی کرتا ہے۔ ہارون اس تعارفی پروگرام سے لاتعلق دوبارہ بیڈ پر بیٹھ گیا تھا۔ جبکہ باقی افراد اب تک کھڑے تھے۔ اسی وقت بیرا کوب لدا پھندا اندر چلا آیا اور ٹیبل پر انواع و اقسام کے کھانے سجانے لگا۔ وہ تینوں اسکے سامنے رکھے صوفے پر بیٹھ گئے۔ بیرا مزید احکامات لے کر کمرے سے چلا گیا تو پیٹر اس سے بولا۔

تم وہاں کہاں پڑے ہو۔ ادھر آؤ۔ اس کے بلانے پر وہ لمبی سی جمائی لیتا اٹھ کر یہیں آ گیا اور آئلہ سے کچھ فاصلے پر اسی صوفے پر بیٹھ گیا۔ درمیان میں رکھی ٹیبل پر ڈھیروں لوازمات سجے تھے۔ وہ شرم و حیا کی ماری دبو قسم کی لڑکی نہیں تھی، شروع سے ہی کو ایجوکیشنز میں پڑھا تھا مگر اس وقت اتنے سارے مردوں کے سامنے اسے اپنا آپ عجیب سا لگ رہا تھا۔ اپنے اعتماد کو بحال کرنے کی کوشش کر رہی تھی جب اس نے پیٹر کی آواز سنی۔

آپ لیجیے نا۔ وہ اس کے ہاتھ میں پلیٹ پکڑا رہا تھا۔ آئلہ نے شکریہ کے ساتھ تھام لی۔ ہارون بڑے بے تکلف انداز میں پہلے ہی شروع ہو چکا تھا۔ اس نے تکلفاً تھوڑا آملیٹ اپنی پلیٹ میں ڈالا اور کانٹے سے اس کے ٹکڑے کرنے لگی۔ وہ تینوں بھی کھانے لگے تھے۔

آپ نے میرے بارے میں تو پوچھا ہی نہیں۔ پیٹر نے اس سے کہا۔ اس کے جواب دینے سے پہلے ہی عبداللہ بول پڑا۔

تم کس کو بولنے کا موقع دو تو کوئی بولے نا اور تمہارا تعارف تم سے بہتر میں کروا سکتا ہوں۔ اسے جواب دیتا وہ آئلہ کی طرف متوجہ ہوا۔ مس آئلہ یہ ہیں پیٹر، سوئٹزرلینڈ کے خاصے معروف کیمیکل انجینیئر۔ اپنے طور پر خود کو بہت کچھ سمجھتے ہیں جس سے ہمارا اتفاق کرنا ہرگز ضروری نہیں ہے۔ خیر سے ان کی منگنی ہو چکی ہے اور ان کی منگیتر جولی نے اس وقت تک شادی نہ کرنے کی قسم کھائی ہے جب تک یہ شکار جیسے فضول شوق نہ چھوڑ دیں۔ اس چکر میں تین سال سے ان کی شادی التوا میں پڑی ہوئی ہے۔ وہ بڑا ہنس مکھ سا تھا۔ پیٹر کے گھورنے کے باوجود اس نے اپنی بات پوری کی تھی۔ ہلکی سی مسکراہٹ اس کے لبوں کو چھو گئی۔ اسی وقت بیرا

چائے کی ٹرے اٹھائے اندر چلا آیا۔عبداللہ نے ٹرے اس کے ہاتھ سے لے کر آیلہ کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

میرا خیال ہے کہ کسی خاتون کا یہ بنیادی حق ہوتا ہے کہ اس کی موجودگی میں کوئی اور نہ چائے بنائے۔وہ بڑی بے تکلفی سے بولتا شاید اس کی جھجک کم کرنا چاہ رہا تھا۔

اسے وہ سب ہی بہت اچھے لگے تھے۔پڑھے لکھے ،مہذب اور شائستہ اطوار کے مالک ،وہ اپنی پلیٹ رکھ کر کپوں میں چائے ڈالنے لگی۔عبداللہ اب پیٹر سے کسی بات پر بحث کر رہا تھا ۔ایک تو مجھے آدھی رات کو سوتے سے اٹھا دیا اوپر سے برائی بھی مجھے ہی ملنی تھی وہ پتہ نہیں موضوع پر بات کر رہے تھے۔

:ساڑھے چار بجے کو تم آدھی رات کہہ رہے ہو۔مائیکل اسے گھورا تو وہ آلہ کی رطف دیکھتا ہوا بولا۔

آپ کا کیا خیال ہے ساڑھے چار بجے صبح ہو جاتی ہے؟ وہ شاید سونے کا بہت شوقین تھا۔

جواب میں وہ صرف مسکرا ہی سکی۔اور ان سب سے پوچھ کر کپوں میں چینی ڈال کر سرو کرنے لگی ۔سب سے آخر میں اس نے اپنے برابر بیٹھے شخص کی طرف کپ سرکا دیا بغیر چینی ملائے اور پھر خود بھی کپ لبوں سے لگا لیا۔

ہم سب کا تعارف تو ہو گیا آپ نے اپنے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔پیٹر نے جا کافی دیر سے اسے بغور دیکھ رہا تھا کہا تو باقی سب بھی اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔سوائے اس کے جو اسے اپنے ساتھ لا کر اب قطعا لاتعلق ہو چکا تھا۔بڑے اطمینان سے بیٹھا وہ سلائس پر مارمالیڈ لگا رہا تھا۔

میرا نام آیلہ ہے۔میں پاکستانی ہوں۔میں نے ٹیکسٹائل انجینیئرنگ کی ہے۔پڑھائی سے فارغ ہو کر اپنے چچا کے پاس کینیا گھومنے پھرنے آئی ہوں۔وہ اتنی دیر میں پہلی مرتبہ اتنا طویل جملہ بولی تھی۔وہ سب اسے بغور سن رہے تھے۔

اچھا تو شکار آپ کا شوق ہے؟ مائیکل جو کافی کم گو تھا پہلی مرتبہ اس سے مخاطب ہوا۔

ہارون نے اپنی بے ساختہ مسکراہٹ کو چھپانے کو فوراً ہی چائے کا کپ منہ سے لگا لیا۔وہ بنا دیکھے بھی سمجھ گئی تھی کہ وہ کو بات پر مسکرا رہا ہے۔اس کے جواب دینے سے پہلے ہی مائیکل نے دوبارہ بولنا شروع کر دیا۔

:اچھی بات ہے لڑکیوں کو بھی اس طرف آنا چاہیئے جب لڑکیاں دنیا کے ہر پروفیشن میں چلی گئی ہیں تو شکار کیا مضایقہ ہے لڑکیوں کو بہادر ہونا چاہیئے وہ اسے تردید کرنے کا موقع دیئے بغیر بولے چلا گیا پھر اپنے دوستوں کی طرف رخ کرتے ہوئے بولا۔

تم لوگوں کو وہ انڈی اوال قصہ یاد ہے۔وہ شاید کسی پرانی بات کا حوالہ دے رہا تھا جواب میں وہ سب ہی کچھ یاد کر کے ہنس پڑے۔وہ اپنے آپ کو ان دوستوں کی محفل میں مسفٹ سا محسوس کرنے لگی۔عبداللہ اس کی طرف دیکھ کر بولا۔

آیلہ۔

شاید بور ہو رہی ہیں۔ ہارون نے اس کی بات پر توجہ دیے بغیر مائیکل کے ساتھ اپنی بات جاری رکھی۔ جو موجودہ کرنامے سے متعلق تھی۔ وہ اس کی بات پر مسکرا کر بولی۔

نہیں میں بور نہیں ہو رہی۔

چلیں اگر آپ بور نہیں ہو رہیں تو بہت ہی اچھی بات ہے۔ ویسے آپ کی دلچسپی کی خاطر میں آپ کو وہ قصہ سنا سکتا ہوں جس کا ابھی مائیکل زکر کر رہا تھا۔ ہوا کچھ یوں کی دو سال پہلے ہم شکار کے لیئے انڈیا گئے۔ شکار سے واپسی پر ہمیں تین امریکی لڑکیاں ملیں جو کہ وہیں شاید تفریح کی غرض سے آئی تھیں اور کسی وجہ سے راستہ بھٹک کر وہاں اآگئی تھیں۔ تینوں ایک نمبر کی ڈرپوک۔ ہم نے انہیں لفٹ دے دی۔ وہاں خوب ہی تماشے ہوئے یہ ہارون صاحب تو ان بے چاریوں کے جانی دشمن بن گئے تھے۔ ہم لوگوں سے الگ ناراض کہ انہیں لفٹ دینے کی کیا ضرورت تھی۔ ان میں سے ایک کچھ زیادہ ہی بزدل تھی۔ اسی کے ساتھ سب سے زیادہ حادثات بھی ہوتے تھے۔ ایک دفعہ تو اس کے پاؤں پر ایک بچھو چڑھ گیا اور بجائے اس کی مدد کرنے کے یہ مزے سے دور بیٹھ کر تماشا دیکھتا رہا وہ تو میں وہاں پہنچ گیا۔ اصل میں اسے ڈرپوک لڑکیاں بہت بری لگتی ہیں۔ دوسری دفعہ اس کی شامت آئی اس نے غلطی سے اس کے کیمرے کو ہاتھ لگا دیا اور یہ اس پر چڑھ دوڑا مجھ سے پوچھے بغیر میری چیزوں کا ہاتھ کیسے لگایا۔

اس کے برابر بیٹھے بندے نے بے چینی سے پہلو بدلا تھا۔ عبداللہ بڑے مزے سے اسے تمام قصہ سنا رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا سنانے کے ساتھ ساتھ وہ تمام باتیں یاد کر کے خود انجوائے بھی کر رہا ہو۔ پیٹر بھی مسکرا رہا تھا۔

وہ ابھی شاید کچھ اور کہہ رہا تھا کہ اس نت مائیکل کی طرف سے توجہ ہٹا کر اس سے اردو میں کہا،

تمہیں چلنا نہیں ہے جلدی سے ناشتہ ختم کرو۔

اور اس کے بے وجہ ناراض ہونے پر وہ حیران رہ گئی۔ کہ ناشتہ تو وہ کب کا کر چکی تھی۔ اور اس کا انتظار کر رہی تھی۔ اس کے اردو میں بولنے پر وہ تینوں احتجاجاً چیخ اٹھے۔

یہ فائل ہے ہمیں بتاؤ ابھی تم نے کیا کہا ہے؟ وہ جواب میں بے نیازی سے کندھے اچکا کر بولا۔

تم لوگوں کے مطلب کی بات نہیں تھی۔

دیکھا اس غدار کو عبداللہ نے دانت پیسے۔

اپنا ہم وطن ملا تو کیسے ہم سے آنکھیں پھیر لیں پھر اس کی طرف دیکھ کر بولا۔

آیلہ آپ بتائیں ابھی اس نے کیا کہا ہے مجھے یقین ہے اس نے ہماری برائی کی ہوگی۔

اسے خوامخواہ گھسیٹا گیا تو وہ پریشان ہوگئی اور بولی۔

نہیں ایسی کوئی بات نہیں یہ چلنے کا کہہ رہے تھے۔ اس نے جھگڑا ختم کروانے کی کوشش کی۔ پھر وہ چاروں آپس میں آندہ کا پروگرام طے کرنے لگے، وہ خاموش بیٹھی دیواروں کو تکتی رہی

www.Paksociety.com

ان کے مذاکرات ختم ہوئے اور وہ چاروں کھڑے ہوئے تو آئلہ بھی کھڑی ہوگئی۔ ان لوگوں سے قصداً تھوڑا پیچھے چلتے ہوئے وہ ان لوگوں کی باتیں سنتی خاموشی سے چل رہی تھی کب اس نے پیٹر کی آواز سنی۔ وہ اپنے دوستوں کو چھوڑ کر اس کے ساتھ چلنے لگا تھا۔

میں آپ سے کچھ کہوں اگر آپ میری بات کا برا نا منائیں تو۔ وہ پتا نہیں کیا کہنا چاہ رہا تھا جس کے لیئے اجازت طلب کر رہا تھا۔ اس نے حیرت سے اس کی رطف دیکھا اور بولی۔

جی کہیے۔

آپ کو شاید خود بھی معلوم نہیں کہ آپ بغیر کسی ہتھیار کے بہت بڑی اور مشکل جنگ جیت چکی ہیں:۔ وہ ان نہ سمجھ آنے والے فقروں پر رک کر اس کی طرف دیکھنے لگی تو وہ بھی رک گیا اور بولا۔

یہ جو میرا دوست ہے نا اسے فتح کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے بڑے بڑے لوگ اس محاذ پر شکست کھا چکے ہیں۔ اس کی بات پر وہ کچھ پزل سی ہوگئی اور انگلیاں چٹخانے لگی۔ وہ اس کے گھبرائے چہرے کو دیکھ کر ہنس پڑا اور بولا۔

میں یہ بات آپ سے اس لیئے کہہ رہا ہوں کہ مجھے معلوم ہے وہ یہ بات آپ سے کبھی نہیں کہے گا۔ میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں مجھے پتہ ہے وہ بہت گہرا اور مشکل پسند ہے۔ اسے سمجھنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ وہ تو شاید کبھی میرے سامنے بھی نہیں کھلے گا۔ حالانکہ اسے پتہ ہے کہ میں سب جان چکا ہوں مگر منہ سے قبولے گا نہیں۔

اس نے سر اٹھا کر پیٹر کی طرف دیکھا بھی نا جا سکا جھکے سر کے ساتھ بولی۔

آپ غلط سمجھ رہے ہیں ایسی کوئی بات نہیں۔ وہ اس کے چہرے کو بغور دیکھتا بڑی سنجیدگی سے بولا۔

آپ ایک بہت اچھی لڑکی ہیں اور اگر آپ اسے میری جانبداری نہ سمجھیں تو میں کہوں گا کہ میرے دوست کی پسند بری ہو ہی نہیں سکتی۔ ج ولڑکی بڑی خاموشی سے اس کا خیال رکھتی ہو اس سے پوچھے بغیر اسے بغیر چینی کے چائے پیش کرتی ہو وہ یقیناً بہت اچھی ہوگی اس کا شرم سے سرخ پڑتا چہرہ دیکھ کر وہ ہنس پڑا اور بولا۔

میرا دوست بہت اچھا ہے، بہت محبت کرنے والا۔ جو ایک دفعہ اسے سمجھ لے اسی کا ہو جاتا ہے۔ اچھی لڑکی اس بات کو انا کا مسئلہ بنا کر اپنے اور اس کے لیئے پریشانیاں کھڑی مت کرنا کہ وہ اظہار کرے۔ ابھی وہ تمہیں چھوڑنے جائے گا تو میری خاطر ہی تم پہل کر دینا پلیز۔ وہ اس کی تمام باتوں کی تردید کر دینا چاہتی تھی اسے بتانا چاہتی تھی کہ وہ بالکل غلط سمجھ رہا ہے۔ وہ اس کے تاثرات کو دیکھ کر بولا۔

میں صرف اسی کا نہیں تمہارا بھی دوست ہوں لہٰذا مجھ سے جھوٹ مت بولو۔

وہ لوگ جو مرکزی دروازے تک پہنچ چکے تھے۔ ان دونوں کو سست قدموں سے آتا دیکھ کر رک گئے قریب پہنچے تو مائیکل بولا۔

کیا ہوا کہاں رہ گئے تھے؟ جواب میں پیٹر مسکرایا اور بولا۔

میں آئلہ کو یہاں کا تاریخی پس منظر بتا رہا تھا۔

لو یہ بھی کوئی موقع ہے تاریخ کھنگالنے کا۔

عبداللہ چڑ کر بولا۔ پھر ہارون سے بولا جو ایک نظر پیٹر پر اور ایک آئلہ پر ڈال کر اب بڑی لاپروائی سے کھڑا تھا،

ہارون جلدی واپس آنا میں اس سڑے ہوئے ہوٹل میں پڑے پڑے بری طرح بور ہو گیا ہوں۔ وہ اس کی بات پر سر ہلاتا جیپ میں سوار ہوا تو آئلہ نے بھی ان سے الوداعی کلمات کہے اور جیپ میں بیٹھ گئی۔ پیٹر کی طرف دیکھنے سے اس نے گریز کیا تھا۔ وہ لوگ ہاتھ ہلا کر گرمجوشی سے الوداع کہہ رہے تھے۔ جیپ اسٹارٹ ہوئی تو اس نے مڑ کر پیچھے دیکھا وہ اب بھی وہیں کھڑے تھے،

وہ اپنی تمام توجہ ڈرائیونگ پر مرکوز کیے ہوئے تھا اور وہ کھڑکی سے شہر کی رونق اور چہل پہل دیکھ رہی تھی، یونہی ڈرائیو کرتے کتنا وقت گزر گیا مگر دونوں میں سے کوئی کچھ نہ بولا۔ وہ اپنی منزل کے قریب پہنچ گئی۔

ایڈریس بتاؤ۔ بڑی دیر بعد خاموشی کا پردہ چاک کرتی اس کی آواز سنائی دی تو وہ اسے ایڈریس بتانے لگی۔ گھر پہنچنے کی خوشی میں وہ دیگر تمام باتیں بھول گئی۔ زندگی کے کتنے ہی عجیب وغریب تجربات سے گزر کر وہ واپس اپنے اصل کی طرف لوٹ آئی تھی۔

جیپ اس کے بتائے مطلوبہ مکان کے سامنے رکی تو وہ تیزی سے دروازہ کھول کر باہر آئی اور بھاگتے ہوئے بیل پر جو ہاتھ رکھا تو ہٹانا ہی بھول گئی۔ وہ جیپ میں بیٹھا اس کا والہانہ انداز دیکھ رہا تھا۔ گیٹ کھول کر رحمت نے اسے دیکھا تو خوشی سے اچھل پڑا۔

بیٹا آپ آ گئیں۔ شکر ہے خدایا۔ سب کس قدر پریشان تھے، آپ ٹھیک تو ہیں نا؟ وہ ایک سانس میں کتنی ہی باتیں کر گیا۔ اور وہ اس کے چہرے کی طرف دیکھتی رہی جس پر کسی انتہائی حادثے کے گزر جانے کے تاثرات نہ نظر آئے تو اس نے سکون کا سانس لیا اور بولی۔

میں ٹھیک ہوں۔ لیلی اور دانش کیسے ہیں؟ اس کے چہرے کے تاثرات نے حوصلہ بخشا تھا جو وہ ان دونوں کے متعلق پوچھنے لگی۔

وہ دونوں ہاسپٹل میں ایڈمٹ ہیں۔ بی بی اور صاحب دونوں ہی ہاسپٹل گئے ہیں۔ ویسے وہ دونوں ٹھیک ہیں۔ وہ اسے ہاسپٹل کے نام سے پریشان ہوتا دیکھ کر وضاحت کرنے لگا۔ یہاں سے حوصلہ افزا خبر ملی تو اسے اچانک اس کا خیال آیا جو جیپ میں بیٹھا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اسے اپنی بدتمیزی پر سخت افسوس ہوا کیا سوچ رہا ہوگا کہ میں کتنی احسان فراموش اور مطلب پرست لڑکی ہوں۔ وہ تیزی سے اس کی طرف آئی اور بولی۔

آپ اندر آئیے نا۔

تمہیں پتہ تو ہے وہ لوگ وہاں میری جان کو رو رہے ہوں گے وہ دوستانہ انداز میں مسکرا کر بولا اور آئلہ نے اس کی مسکراہٹ کو بغور دیکھا وہ کتنی دیر بعد اس سے معمول کی طرح بات

www.Paksociety.com

کر رہا تھا۔

اچھا ٹھیک ہے پھر خدا حافظ۔ وہ جیپ اسٹارٹ کرنے لگا تو وہ اسے روکنے لگی۔

اتنی لمبی ڈرائیو کر کے آپ بغیر کسی ریسٹ کے فوراً واپس جا رہے ہیں تھوڑی دیر تو اندر آ جائیں پلیز۔ وہ اس کے اصرار کے جواب میں نفی میں سر ہلاتا بولا۔

ابھی مجھے واپس جا کر بہت کام نمٹانے ہیں تمہیں سب پتہ تو ہے وہ اندر آنے پر آمادہ نظر نہیں آ رہا تھا پھر اس کے چہرے پر گہری نظر ڈالتا بولا۔

تم میری بنائی اس مہم کی ویڈیو اور اس کی تفصیلی رپورٹ نیشنل جیوگرافی پر ضرور دیکھنا اور بائی دا وے یہ ٹائمز کے انٹرویو کی طرح کا قصہ نہیں ہے میں نے بڑی ہی زبردست ویڈیو بنائی ہے اور ابھی واپس جا کر مجھے اس کی رپورٹ بھی تیار کرنا ہے۔ ایک ناگوار خاطر بوجھ اور زبردستی گلے پڑی زمیداری سے نجات حاصل کرنے پر وہ بے حد خوش نظر آ رہا تھا۔ وہ اس کے خوشی سے چمکتے چہرے کو دیکھ کر چپ کھڑی رہ گئی۔ وہ اس کی خاموشی سے لاتعلق بڑی خوش اور طمانیت سے مسکرا کر بولا۔

تمہارے لیے میں دعا کروں گا کہ تم ٹیکسٹائل کے شعبے میں اتنا اونچا مقام حاصل کرو کہ بی بی سی پر تمہاری بائیوگرافی نشر ہو سکے۔

وہ یوں بول رہا تھا جیسے اب آئندہ کبھی اس کا کہیں ملنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ یہ ان کی آخری ملاقات ہے جس میں ایک دوسرے کے لیے نیک خواہشات کا اظہار کیا جاتا ہے۔

اسے اپنی آنکھوں میں کچھ چبھتا محسوس ہوا اپنی آپ کو بمشکل سنبھالتی وہ مسکرائی اور بولی۔

میں نے اتنے دن آپ کو بہت ستایا پریشان کیا اور آپ نے مجھے برداشت کیا میرا اتنا خیال رکھا۔ وہ خود کو کمپوز کرتی رسمی فقرے ادا کرنے کی کوشش کر رہی تھی کہ وہ بول پڑا۔

تم اگر فارمیلیٹی نبھانے کی کوشش کر رہی ہو تو آئی ایم سوری۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا یہ تو میرا فرض تھا کیونکہ یہ سب کچھ اتنا pleasant بھی نہیں تھا۔ وہ اپنے مخصوص منہ پھٹ انداز میں ہنستے ہوئے بول رہا تھا۔

اپنا خیال رکھنا اور آئندہ تفریحی دوروں پر نکلتے وقت جگہ کا انتخاب سوچ سمجھ کر کرنا۔ خدا حافظ۔ اس کا جواب سنے بغیر وہ جیپ اسٹارٹ کرتا تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ وہ پیچھے کھڑی اپنے سے لحہ بہ لحظہ دور ہوتی اس جیپ کو دیکھ رہی تھی۔

تو پھر یہ طے ہے کہ اب یہ چہرہ مجھے عمر بھی کبھی نظر نا آئے گا۔ ہر چہرے میں، میں اس کے چہرے کی شبیہ ڈھونڈوں گی اور وہ چہرہ دنیا کے ہجوم میں کھو جائے گا۔ میں اسے کبھی تلاش نہ کر پاؤں گی۔ وہ تھکے تھکے قدموں سے اندر چلی آئی۔

اس کا صدقہ اتارا گیا۔ شکرانے کے نوافل ادا کیئے گئے اس کی زندہ سلامت بخیر و عافیت واپسی پر سب نے شکر ادا کیا تھا۔ خاص طور پر چچی جان جنہیں پرائی بچی کی فکر کھائے جا رہی تھی۔ اپنی بیٹی اور داماد سے زیادہ انہیں اس کی فکر تھی۔ وہ تو خیر گزرہ جو اتنے دنوں میں پاکستان سے کوئی فون نہیں آیا ورنہ تمہارے بارے میں میں کیا کہتی۔ چچی جان گزرے واقعات پر اب تک

www.Paksociety.com

شاک کی کیفیت میں تھیں۔

لیلی اور دانش کو کافی چوٹیں آئی تھیں۔ بیٹی کو اس حال میں پڑے دیکھ کر چچی جان فی الوقت ڈانٹ کا پروگرام ملتوی کر دیا مگر یہ خاموشی کسی طوفان کا پیش خیمہ۔ یہ بات آیلہ جانتی تھی۔ اور اس کے خیال کی تصدیق چچی جان نے اس روز ہاسپٹل سے گھر آتے وقت گاڑی میں کر دی۔

بہت ہو گئیں اس لڑکی کی بے سرو پا حرکتیں۔ خود تو خود سری دکھاتی ہے دوسروں کو بھی اپنے ساتھ مروانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتی۔ بس اب اس کی رخصتی کر رہی ہوں میں۔ پھر یہ جانے اور اس کے سسرال والے۔ چاہے تو خلاء میں جائے یا سمندر کی تہہ میں میری بلا سے۔ اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو میں اور تمہارے چچا تو بھائی اور بھابھی کو منہ دکھانے کے لائق نہ رہتے۔ وہ لیلی کی حمایت میں بول کر ان کے غصے کو دو آتشہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اس لیئے چپ بیٹھی ان کا غصہ ملاحظہ کرتی رہی۔۔

پندرہ بیس روز بعد وہ دونوں ہاسپٹل سے گھر آئی تو اس نے بھی رخت سفر باندھا بھابھی نے فون کر کر کے اک مس دم کر دیا تھا۔

تمہارے بغیر دل نہیں لگ رہا جلدی سے واپس آ جاؤ موٹی کی برتھ ڈے آخر تم کب واپس آؤ گی اگرچہ موٹی کی برتھ ڈے میں ابھی دو ماہ باقی تھی اسے جانے کی تیاری کرتے دیکھ کر لیلی اس سے لڑنے لگی۔

اتنی جلدی واپس جا رہی ہو۔ ابھی تو ہم نے ساری باتیں بھی نہیں کیں میں نے تم سے تمہارے اوپر گزرے حالات بھی نہیں سنے وہ اسے اپنے اوپر گزرے حالات سنانا بھی نہ چہاتی تھی اس لیئے مسکرانے پر اکتفا کیا جبکہ چچی جان نے اتنے دنوں کی خاموشی کے بعد بیٹی کو گھورتے ہوئے کہا۔

پہلے ہی تمہاری کرم نوازیوں کے مزے وہ اچھی طرح اٹھا چکی ہے۔ اسے جانے دو۔ میں چاہتی بھی نہیں ہوں کہ اس کے اوپر تمہارا سایہ پڑے اور یہ تمہاری طرح خودسر اور ضدی بنے۔ اس بار چونکہ معاملہ زیادہ ہی سنگین تھا اس لیئے چچا جان بھی چچی کے ہمنوا نظر آ رہے تھے۔ اور لیلی بے چاری کی عنقریب انے والی شامت کا سوچ کر اسے ہنسی آ رہی تھی۔ روانگی سے قبل اکیلے میں چچی جان نے اسے سمجھایا تھا۔

ہمارے ہاں لوگوں کی زہنیت بہت خراب ہے۔ ان تمام باتوں کا زکر کسی سے نہ کرنا لڑکیوں کے لیئے کہیں کوئی معافی نہیں ہوتی زرا سی بات ان کے کردار پر دھبہ بن جاتی ہے۔ بھابھی کو بتانا چاہو تو بتا دینا باقی نہ کسی دوست کو نہ کسی اور کو۔ وہ پہلے ہی روز چچی جان کو اپنے جنگل میں قیام اور ہارون کے متعلق بتا چکی تھی۔ ان کی بات اس نے پلو میں باندھ لی اور کسی سے تو کیا امی سے بھی ان واقعات کو زکر نہ کیا۔

وہ واپس آ گئی تھی ایک بدلی ہوئی شخصیت میں ڈھل کر۔ لیلی کی طرح جان محفل تو وہ پہلے بھی کبھی نہ تھی مگر اپنے قریب ترین لوگوں کے لیئے وہ بیحد خوش دل اور خوش مزاج لڑکی تھی،

اس کی اس تبدیلی کو سب نے ہی محسوس کیا تھا۔سب کے اصرار پر وہ بس اتنا ہی کہہ پائی۔

میرا خیال میں اب بڑی ہوگئی ہوں۔ اس لیئے اب تھوڑا سا میچور اور سوبر ہوجانا چاہیے۔

اس کی واپسی کے محض دو ماہ بعد لیلی کی رخصت کردی گئی۔ اس کے لاکھ واویلا مچانے پر بھی کسی نے اس پر رحم نہیں کیا۔ وہ دلہن بنی لیلی کی روتی بسورتی تصویریں دیکھ کر ہنس پڑی۔ امی ابو کے ہاتھ اس نے طویل ناراضگی سے بھرپور خط بھجوایا تھا جس میں شادی میں شرکت نہ کرنے پر اسے دھمکیوں اور گالیوں سے نوازا گیا تھا۔ بیٹی کو رخصت کر کے چچا میاں کو تنہائی کچھ زیادہ ہی پریشان کرنے لگی۔ لہٰذا انہوں نے پاکستان واپسی کی ٹھانی۔

بہترہ لیئے دیار غیر میں اپنا وطن اپنا ہی ہوتا ہے۔انہوں نے فون پر ابو سے کہا اور پھر اپنا کاروبار وائنڈ اپ کر کے وہ۔بس کراچی میں سیٹل ہوگئے تھے۔

دن بڑی سبک رفتاری سے گزر رہے تھے۔کبھی کبھی اسے لگتا جیسے اس نے کوئی خواب دیکھا تھا۔وہ شاید اسے کہیں خوابوں میں ملا تھا۔اور آنکھ کھلنے پر اس نے اسے کھو دیا۔رات کی تنہائی میں بے اختیار آنسو بہاتے اس نے اکثر سوچا تھا کہ وہ کسی اور ہی دنیا کا باسی تھا کچھ دیر کو اس کی زندگی میں آیا تھا اور واپس اپنی دنیا میں لوٹ گیا تھا۔کیا اس نے کبھی سوچا ہوگا کہ کہیں دور ایک پاگل لڑکی آج بھی اس کے لیئے آنسو برساتی ہے۔وہ تو شاید اسے بھول بھی گیا ہو۔اور اگر کبھی اتفاقاً دوستوں کی محفل میں بیٹھ کر کسی بات پر وہ اس یاد آئی بھی ہو گی تو اس نے لاپروا سے سر جھٹک کر سوچا ہو گا بڑی ہی بے وقوف اور بزدل لڑکی تھی جو خوامخواہ میرے گلے پڑ گئی۔

تھی۔اور پیٹر پتہ نہیں میرے بارے میں کیا سوچتا ہوگا۔وہ اکثر خود سے سوال کرتی۔

تمہاری طرح مجھے بھی یہ غلط فہمی ہوگئی تھی کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور وہ اس وقت دور کھڑا ہماری سوچ پر شاید ہنس رہا تھا۔وہ ان لوگوں میں سے تھا جن سے ساری زندگی بھی آپ ملتے رہیں اور خود کو ان سے بہت قریب محسوس کرتے ہوں مگر درحقیقت ان کے اور آپ کے درمیان روز اول جیسی اجنبیت برقرار رہے۔وہ اپنے اور اپنے آس پاس لوگوں کے درمیان ایک نہ نظر آنے والی دیوار بڑے غیر محسوس انداز میں حائل کیئے رکھتا تھا اور سامنے والے کو اس بات کی اجازت نہیں ہوتی تھی کہ وہ اس دیوار کو پار کر جائے۔اپنی ان سوچوں سے گھبرا کر وہ بڑی بے بسی سے سوچتی کاش وہ چچا میاں کے پاس نہ گئی ہوتی اور اگر چلی ہی گئی تھی تو اس روز لیلی کے ساتھ نہ جاتی تو یہ نارسائی کا دکھ میرا ہمسفر نہ ہوتا۔

امی صبح ہی بضد اسے چلنے کے لیئے مجبور کر رہی تھیں اور وہ نہ جانے کے سو طرح بہانے بنا کر انہیں منع کر چکی تھی۔مگر ان کا اصرار اپنی جگہ قائم تھا اس کے پیہم انکار پر وہ خفا ہوگئیں تو مجبوراً ان کو منانے کی خاطر وہ تیار ہونے لگی۔اس کی تیاری دیکھ کر وہ نئے سرے سے ناراض ہونے لگیں تو اس کا موڈ بھی آف ہوگیا۔

وہاں کیا کوئی فینسی ڈریس شو ہے۔کسی ڈنر میں جانے کے لیئے یہ کپڑے مناسب ہیں وہ کلف لگے کاٹن کے سوٹ اور ہلکے پھلکے میک اپ سے مطمئن نظر آ رہی تھی۔

اس کے بات پر بھابھی ہنس پڑیں۔میری جان آج وہاں فینسی ڈریس شو ہی ہے۔آج تو

پہ تسی پریاں جلوہ افروز ہو رہی ہیں ویسے یہ پریاں روبینہ، ڈوپلیکس، بھابھیز اور لونگ ڈول وغیرہ کی مہارت کا کمال ہوں گی وہ بڑی شرارت سے ہنستے ہوئے بولیں تو اسے بھی ہنسی آ گئی

میں سچ کہہ رہی ہوں اس ڈنر کی تیاریاں تو ہفتے بھر سے جاری ہیں۔ پرسوں فاخرہ کا فون آیا تو بتا رہی تھی میں آج ڈوپلیکس گئی تھی تو وہ موسوفیشل۔ مینی کیور۔ پیڈی کیور پتہ نہیں کیا کیا ایسے کرا رہی تھی جیسے کسی شادی میں جانا ہے۔

بھابھی فاخرہ کے انداز میں بول کر اسے بتانے لگیں تو امی بھی مسکرا دیں۔ بھابھی اپنی بات جاری رکھتے ہوئے بولیں۔

میں بھی نکئی اور بڑی معصومیت سے پوچھنے لگی فاخرہ تمہارا وہاں کیسے جانا ہوا تو بیچاری ایک لمحے کو بوکھلا گئی پھر کہنے لگی میں ت وہیر کٹنگ وہیں سے کرواتی ہوں وہی کروانے گئی تھی۔

بھابھی کی بوتل میں لگ کر امی کی توجہ اس پر سے ہٹی تو اس نے سکون کا سانس لیا۔ بغیر موڈ کے جا رہی تھی اس لیئے تیار ہونے کو جی نہیں چاہ رہا تھا۔ وہاں جا کر اس کا موڈ مزید آف ہو گیا۔ اس کی کزنز کی یہ سستی اور گھٹیا حرکتیں اسے ناگوار گزر رہی تھیں۔

لڑکیوں کو کم از کم اپنی نسوانیت کا خیال ت و کرنا چاہیئے وہ سب سے الگ تھلگ ایک ٹیبل پر بیٹھ گئی۔ امی اور بھابھی سب سے ملنے ملانے میں لگی تھیں۔ ساحرہ پھوپھو جو ابو کی فرسٹ کزن تھیں بڑے طویل عرصے بعد وطن واپس آئیں تو پورا خاندان ان کی خدمت میں لگ گیا۔ جن جن گھروں میں کنواری دوشیزائیں موجود تھیں سب الرٹ ہو گئے۔ ہر کوئی ایک دوسرے

پر سبقت لینے کی کوشش میں لگا تھا۔ اس تمام مقابلے بازی کی اصل وجہ پھوپھو کا بیٹا تیمور تھا۔ جو تمام زندگی لندن میں رہا تھا اور پہلی مرتبہ پاکستان آیا تھا۔ پھوپھو کے بیٹے کے ساتھ آمد کے ہم نے یہی نتیجے نکالے کہ وہ اکلوتے بیٹے کے سر پر سہرا سجانا چاہتی ہیں۔ آج انہوں نے اپنے تمام خاندان کو اور ملنے والوں کو پی سی میں ڈنر دیا تھا۔ جس میں شرکت کا اہتمام تمام لڑکیوں نے ایسے کر رکھا تھا جیسے مقابلہ حسن مین شریک ہوں۔ لڑکیاں ساری تیمور کے گرد منڈلا رہی تھیں اور ان کی امیاں پھوپھو کے گلے کا ہار بنی تھیں۔ جس سے پھوپھو یا تیمور ہنس کر بات کر لیتا وہ خود کو فاتح سمجھنے لگتا۔ ڈنر کے وقت اس نے سنا اس کے برابر والی ٹیبل پر اس کی پھوپھو کی سسرالی لڑکیاں بیٹھی تیمور کو ہی ڈسکس کر رہی تھیں۔

تیمور ٹام کروز سے کتنا resemble کرتا ہے۔ ان میں سے ایک بن کر بولی تو دوسری نے لقمہ دیا۔

خالی شکل کی بات کر رہی ہو تم نے اس کی انگلش نہیں سنی۔ مائی گاڈ اتنی زبردست انگلش بولتا ہے۔ اس کے آگے تو مجھ جیسی کو بھی ڈکشنری کا سہارا لینا پڑتا ہے حالانکہ کانوینٹ میں اپنی تمام دوستوں میں میری انگلش بس سے اچھی تھی۔ اس کا ایکسنٹ کتنا اچھا ہے۔ ایک نے سر گھما کر اس کو دیکھا جو سلیولیس فٹنگ کی شرٹ میں چوڑی دار پاجامے کے ساتھ دور جدید کے مطابق دوپٹہ پیچھے سے لا کر دونوں بازوؤں میں پکڑے بیٹھی تھی اس کی بات پر ایک اور لڑکی بولی۔

کیوں نہ ہو بھئی manoxfordanasheallafter

www.Paksociety.com

ان لوگو کی باتوں اور حلیوں سے بے زار وہ امی کے پاس آ کر چلنے کا کہنے لگی تو وہ انکار میں سر ہلاتی بولیں۔

کھانا کھاتے ہی چلے جانا بری بات ہے ویسے بھی ابھی غزلوں کا پروگرام ہے وہ سن لیں پھر چلیں گے۔

امی کا غزلوں می انٹرسٹ اس کے لیئے حیرانی کا باعث تھا۔شیاد دل ہی دل میں دیگ ماؤں کی طرح وہ بھی چہاتی تھیں یہ مقابلہ ان کی بیٹی جیت لے۔اسے امی کی سوچ پر افسوس اور غصہ آیا تو ناراضگی میں سب سے آخر میں رکھی کرسیوں پر سے الگ تھلگ بیٹھ گئی۔اس جگہ اچھا خاصا ڈر تھا لوگوں کی نظروں سے دور وہ بیزاری سے وقت گزار رہی تھی جب کوئی اس کے برابر والی کرسی پر بیٹھتا ہوا بولا۔

کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں؟ آیلہ نے اپنی کسی سوچ سے چونک کر برابر میں دیکھا تو وہ نام کروز کا جانشین آکسفورڈ مین اور تمام لڑکیو کا سورج جس کے گرد وہ کسی سیارے کی طرح گردش کر رہی تھیں اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

بیٹھنے کے بعد اجازت مانگنے کا وہ کیا جواب دیتی بغیر کوئی جواب دیئے سامنے دیکھنے لگی۔ جہاں غزل گو اپنی سریلی آواز کا جادو جگا رہا تھا۔

ہاتھ دیا اس نے میرے ہاتھ میں
میں تو ولی بن گیا اک رات میں

وہ غزل کے بولو کی طرف توجہ مرکوز کر رہی تھی جب وہ پھر مخاطب ہوا۔

آپ کو شاید غزلیں پسند نہیں اس لیئے بور ہو رہی ہیں۔اسے خوامخواہ اس سے چڑ ہونے لگی جو بلاوجہ اس کے سر پر سوار ہو رہا تھا۔محفل میں موجود تمام لوگوں کی توجہ غزلوں سے ہٹ کر اس اندھیرے کونے کی طرف تھی جہاں وہ محفل کی جان ایک بڑی معمولی اور عام سی لڑکی جو ہرگز کسی توجہ کے قابل نہ تھی کے برابر بیٹھ کر تمام لوگوں کی امیدوں پر پانی پھیرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

وہ اس کے جواب نہ دینے کا برا مانے بغیر بولا۔

مجھے بھی غزلیں پسند نہیں ہیں البتہ یہاں کا فوک میوزک اچھا لگتا ہے۔

فوک میوزک پسند ہے اسی لیئے غزلیں سن رہے ہیں۔اگر غزلیں پسند ہوتیں تو شاید فوک سنتے وہ استہزائیہ انداز میں بولی تو وہ برا مانے بغیر خوش دلی سے ہنس دیا اور بولا۔

بھئی جتنی خوبصورت ہو اتنی ہی ذہین بھی ہو اور مجھے ذہین لڑکیاں بہت اٹریکٹ کرتی ہیں۔

وہ جہاں سے آیا تھا وہاں یہ بے باکی بڑی عام سی بات تھی۔مگر یہاں س سے یہ بات کہی گئی وہ ایک دم اپنی کرسی چھوڑ کر اٹھ کھڑی ہوئی تو وہ بھی اٹھ گیا اور اس کے چہرے کے غصے ناراضگی کو حیرت سے دیکھتا کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ وہ فورا اگلی نشستوں کی طرف بڑھ گئی جہاں امی لوگ بیٹھے تھے۔اس نے تمام لوگوں کو اپنی طرف دیکھتا پایا تو گصہ اور سوا ہو گیا۔تمام لوگوں

www.Paksociety.com

کے چہرے بجھے بجھے نظر آ رہے تھے۔ وہ لڑکیاں جو پہلے بہت چہک رہی تھیں روانی سے اپنی تمام گفتگو انگلش میں کر رہی تھیں اب جیسے اس جگہ سے بیزار ہو گئیں۔ انگلش کی جگہ پھر اردو نے لے لی۔ وہ امی سے واپسی کے لیئے بضد ہوئی تو انہیں مانتے ہی بنی۔

اگلا دن پورے خاندان کی لڑکیو کے لیئے بہر بڑا صدمہ لے کر آیا تھا۔ پھوپھو اپنے لاڈلے کے لیئے اس کا رشتہ مانگنے آئی تھی۔ امی کے پاؤں زمین پہ نہیں تک رہے تھے۔ لاڈلی بیٹی کے لیئے جیسا شریک سفر انہوں نے سوچا تھا وہ اس سے بڑھ کر تھا۔ بھابھی اسے گدگدا رہی تھیں چھیڑ رہی تھیں۔

اچھا تو جان کر اتنے سادے سے حلیئے میں گئیں تھیں۔ تاکہ دوسروں سے منفرد لگو۔

امی ابو نے رسمی سا سوچنے کے لیئے وقت مانگا تھا جس کے بارے میں سب کو یقین تھا جواب ہاں ہی ہوگا۔

اس نے بھابھی کے سامنے اس رشتے سے منا کر کیا تو وہ اسے ایسے دیکھنے لگیں جیسے اس کی دماغی حالت پر شک ہو۔

ت پاگل تو نہیں ہو گئیں۔ ارے خوش قسمتی تمہارے دروازے پر دستک دے رہی اور تم بے وقوفی کی باتیں کر رہی ہو، ایسا شاندار بندہ تو کسی بھی لڑکی کا آئیڈیل ہو سکتا ہے۔ آکسفورڈ کا پڑھا ہوا قابل اور ذہین جو بے حد خوب صورت اور دولت مند بھی ہو اس کے لیئے کوئی پاگل لڑکی ہی انکار کر سکتی ہے۔ لندن کے میئر اور بڑے بڑے افسران تو اس کے ذاتی دوست ہیں۔ سر سے محل سے بھی عالیشان اس کا اپنا پیلس ہے جس میں تم راج کروگی۔

اس کے انکار کی وہاں کوئی حیثیت نہ تھی سب ہی خوش تھے۔ اس کے چہرے کی اداسی شاید بے تحاشا خوشی میں کسی کو بھی نظر نہ آئی تھی۔ انہی دنوں لیلی اور دانش شادی کے بعد پہلی بار پاکستان آئے تو لیلی یہ خبر سنتے ہی سب سے پہلے اس سے ملنے چلی آئی۔

وہ اپنے کمرے میں تکیے میں منہ دیئے پڑی تھی جب وہ عادت کے مطابق چیختی چلاتی اندر آئی اور آتے ہی اس کے منہ سے تکیہ کھینچ لیا۔

:بہت خوب ساری دنیا کو بے آرام کر کے خود آرام فرما رہی ہیں۔ وہ بڑی خوش نظر آ رہی تھی۔

تمہاری صلاحیتوں پر تو مجھے کبھی بھی شک نہ تھا تم خود ہی اپنے آپ کو انڈر ایسٹیمیٹ کیا کرتی تھی اور مجھ سے کہتی تھی کہ میں آئے روز کوئی نہ کوئی فتنہ کھڑا کیئے رکھتی ہوں اور خود نے کیا زبردست کام کیا ہے۔ پورے خاندان کی لڑکیوں کے سینوں پر سانپ لوٹ رہے ہیں۔ امیاں دوپٹے پھیلا کر تمہیں بد دعائیں دے رہی ہیں۔ وہ اپنی بات کو انجوائے کر کے خود ہنسنے لگی پھر بولی۔

آج کل تمہیں ہچکیاں تو خوب آتی ہوں گی؟

اچانک اس کی نظر اس کے روئے چہرے پر پڑی تو وہ چپ ہو کر اسے دیکھنے لگی کیا بات ہے تم خوش نہیں ہو؟ اس نے کوئی جواب نہ دیا اور سر جھکا کر بیٹھی رہی تو اس کو

www.Paksociety.com

چہرہ اوپر کرتے ہوئے بولی۔

تم روئی تھیں؟ وہ اپنے آنسو اس وقت لیلی سے بھی چھپانا چاہتی تھی اس لیئے اس کا ہاتھ جھٹک رک ھڑی ہونے لگی تو وہ اس کے کندھوں پر ہاتھ جما کر بولی۔

بڑے افسوس کی بات ہے میں نے آج تک تمہیں اپنی سب سے اچھی دوست سمجھا اور ہر بات تم سے شیر کی اور تم نے جواب میں میرے ساتھ کیا کی ا۔جلدی بتاؤ تم نے کون کون سی باتیں مجھ سے چھپائی ہیں۔ورنہ ابھی اور اسی وقت میں بچپن کی اس دوستی پر لعنت بھیج کر یہاں سے چلی جوؤں گی۔

اور وہ پتہ نہیں کب سے ایک کاندھے کی متلاشی تھی جس پر سر رکھ کر رویا جا سکے،اس کے کندھے پر سر رکھ کر روتی ہوئی بولی۔

لیلی میں یہ منگنی نہیں کرنا چاہتی ؛پلیز اسے رکوا دو تم تو کچھ بھی کر سکتی ہو۔اس نے اسے رونے دیا دل کا غبار کچھ ہلکا ہوا تو وہ خاموی سے اس کے کندھے سے لگی بیٹھی رہی۔وہ اس کے بالوں میں انگلیوں پھیرتے بڑے پیارے بولی۔

آیلہ تم مجھ سے شیر نہیں کروگی جو بھی تمہارے دل میں ہے سب کہہ دو۔

لیلی وہ بہت اعا تھا اس جیسا کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا وہ جیسے سرگوشی میں بول رہی تھی۔

جواب میں اس نے گہری سانس لی اور بولی۔

ظاہر ہے وہ اچھا ہوگا اچھا تھا تب ہی تمہیں پسند آیا۔

وہ شاید تیمور کی رطح ہینڈسم نہیں تھا ہو سکتا ہے اکی طرغ دولتمند اور کوالیفائیڈ بھی نہ وہ۔مگر میرے لیئے وہ دنیا کا سب سے اچھا انسان ہے۔محبت یہ تو نہیں ہوتی کہ آپ کس کی شکل، دولت اور اسٹیٹس سے متاثر ہوں محبت تو یہ ہوتی ہے کہ آپ ان تمام چیزوں کے بغیر کسی کو چاہیں ۔وہ دھیرے دھیرے اپنی دوست کے گے کھل رہی تھی اور وہ اسے بغور سن رہی تھی۔

میں ہو رے تین دن اس کے ساتھ رہی۔آج سوچوں ت اسیا لگتا ہے زندگی وہی تھی جس میں وہ ساتھ تھا۔یہ جو گزر رہی ہے یہ تو جیسے کوئی سزا ہے۔

وہ جیسے کہیں کھوی گئی تھی۔لیلی نے اسے ٹوکا نہیں خود سے چھ پوچھا بھی نہیں بس خاموشی سے اسے سنتی رہی۔

:بظاہر بہت اکھڑ او نمبر مگر در حقیقت بہت حساس اور ہمدرد وہ عام لوگوں جیسا نہیں تھا۔

وہ شیاد اس دنیا کا بی ہی نہی تھا۔ایک ویران جنگل میں، می تنہا اس کے ساتھ رہی۔اس کی دسترس میں،کون تھ اوہان اسے روکنے وال ا جو چاہے میرے ساتھ سلوکرتا ،مگر اس نے کبھی ایک دفعہ بھی میری طرف آلودہ نظروں سے نہیں دیکھا۔اس کی نگاہوں میں ہمیشہ اپنے لیئے احترام اور پاکیزگی دیکھی ۔کیا کوئی اور ایسا ہو سکتا ہے۔اتنا باکردار اور شریف النفس ۔کون لگتی تھی میں اس کی کچھ بھی نہیں مگر وہ میری حفاظت یوں کرتا تھا جیسے میں کوئی کانچ کی گڑیا ہوں جو زرا سے ٹھیس لگنے سے کرچی کرچی ہو جائے گی۔کوئی کسی کے لیئے اپنی جان کو خطرے میں نہیں والتا اس نے پانی جان پر کھیل کر میری حفاظت کی اس طرح جیسے میں اس کی زمہ داری ہوں۔

میرے لیئے اس نے اپنا قیمتی لہو پانی کی طرح بہا دیا مگر مجھ پر آنچ نہ آنے دی۔ بولتے بولتے اس کی آنکھوں سے دوبارہ آنسو نکل آئے۔ تو لیلی نے اپنے کندھے پر دھرا اس کا سر اٹھایا اور ہاتھوں کے پیالے میں تھام کر اس کا چہری خشک کرتی ہوئی بولی۔

اگر وہ اتنا اچھا تھا تمہارا خیال بھی رکھتا تھا تو مسئلہ کیا تھا۔ کیا وہ اچانک بچھڑ گیا کہیں کھو گیا۔

بچھڑا تو تھا مگر اچانک نہیں۔ ہم نے باقاعدہ ایک دوسرے کو گڈ بائے کہا تھا۔ وہ بڑے دکھ سے بولی تو لیلی حیران نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔ جیسے اس کی ابت سمجھنے کی کوشش کر رہی ہو۔

اسے مجھ سے محبت تن ہیں تھی۔ وہ تو صرف ہمدردی اور خلوص میں میرا خیال رکھتا تھا۔ اسے تو تمہاری طرح بہادر لڑکیاں پسند تھیں۔ کبھی کبھی میں سوچتی ہوں کتنی خوشقسمت ہو گی وہ لڑکی جسے اتنے اچھے آدمی کی رفاقت نصیب ہو گی۔ میں اس کے مقدر پر رشک کرتی ہوں۔

اور اس کی بات پر لیلی نے اپنا سر پیٹ لیا۔ یعنی تم یہاں بیٹھی یکطرفہ محبت کا سوگ منا رہی ہو۔ اسٹوپڈ یہ اکیسویں صدی ہے جس میں کوئی کسی کے لیئے جوگ نہیں لیتا۔ اور تم ون سائیڈڈ محبت کا غم منا رہی ہو۔

لیلی کی اس بات پر وہ بپھر گئی۔ کیا ہے اکسویں صدی۔ کیا انسان کو چوٹ لگے تو درد نہیں ہوتا۔ کیا اکسیویں صدی ک انسان۔ خوشی۔ دکھ، غم۔ حسد۔ رشک۔ انتقام محبت اور نفرت سے تمام جزبات سے دستبردار ہو گیا ہے۔ سائنسی ترقہ کو انسانی جزبات سے منسلک مت کرو۔ انسان بھی وہی رہے گا اور اس کے جزبات بھی وہی رہیں گے۔ چاہی وہ اکیسویں صدی ہو یا بائیسویں۔ وہ اس کے مقررانہ انداز پر ہنس پڑی اور بولی۔

او کے آئی اگری۔ تمہاری بات درست ہے مگر تم یہ تو کر سکتی تھیں کی اس سے اپنی محبت کا اظہار کر دیتیں۔

میں تھوڑا سا بولڈ ہو کر ایسا کر بھی دیتی اور اگر وہ جواب میں کہتا کہ میری ہمدردی کو آپ نے بڑے غلط انداز میں لی ا۔ میرے خلوص اور اخلاق کے جو معنی آپ نے نکالے ہیں جو امیدیں مجھ سے وابستہ کی ہیں آئی ایم سوری وہ میں پوری نہیں کر سکتا تو میں اس کے سامنے اپنا جو بھرم کھوتی سو کھوتی خود اپنی نظروں میں بھی گر جاتی وہ اپنے آنسو صاف کر کے بڑے بوجھل آواز میں بولی تو لیلی اس کے دکھ کو محسوس کرتی قدرے افسردگی سے بولی۔

ایک ایسا شخص جس کے بارے میں تم یہ بھی نہیں جانتی کہ وہ تم سے محبت کرتا بھی تھا یا نہیں اور وہ تم سے کھو گیا۔ کیا اس سے بہتر وہ نہیں جو بڑے خلوص سے تمہاری طرف بڑھ رہا ہے۔ جس نے تم تک آنے کے لیئے درست راستے کا انتخاب کیا ہے۔ ہمیں زندگی میں بہت سی چیزیں اور بہت سے لوگ اچھے لگتے ہیں ضروری نہیں ہر اچھی لگنے والی چیز آپ کو مل جائے۔ زندگی اسی کا نام ہے۔ ہمیں اکثر وہ زندگی گزارنی پڑتی ہے جیسے ہم گزارنا نہیں چاہتے۔ تم تو بہت خوش قسمت ہو اس نے کتنی لڑکیوں میں سے تمہارا انتخاب کیا۔ تمہارا ساتھ مانگا ہے۔ یقین کرو چاہنے سے زیادہ چاہے جانے کا احساس خوش کن ہوتا ہے۔ آپ کس کے لیئے بہت اہم ہیں

www.Paksociety.com

اس کی خوشیاں اور غم آپ سے وابستہ ہیں یہ احساس کتنا روح پرور اور دل پذیر ہوتا ہے یہ بات تم جب جانو گی تو میری تمام باتیں تمہیں درست لگیں گی۔ وہ اس کی غمگسار اور رازدار بڑے آرام سے اسے سمجھا رہی تھی۔ بہلا رہی تھی۔ پھر کتنی ہی دیر وہ اسے سمجھاتی رہی، اس کے جانے کے بعد اس نے اپنے دل کو ٹٹولا تو ایسا لگا کہ دل کے دروازے تو وہ اب شاید کسی کے لیئے نہ کھول سکے گی مگر زندگی اگر اسی کا نام ہے تو یونہی سہی۔

اس بے حد حسین۔ آکاش کی طرح بلند اور چاند کی طرح روشن شخص کے پہلو میں بیٹھی اپنی عزیز از جان دوست کے لیئے لیلی نے بڑے خلوص نے دائمی خوشیوں کی دعا مانگتے اس کا ماتھا چوم لیا۔ شاید یہ اس کے برابر بیٹھے شخص کا اعجاز تھا کہ وہ ایک دم سے تمام لوگوں کو بہت بلند کوئی ماورائی مخلوق نظر آنے لگی تھی۔ گہرے کلر کے خوب بھاری اور نفیس کام سے مزین خوبصورت گھاگھرے میں وہ کوئی اپسرا نظر آ رہی تھی۔ ہر کوئی اس کی خوش بختی پر حیران تھا۔ کچھ چہروں پر حسد تھا، کچھ میں رشک اور کچھ میں محبت۔ وہ ان تمام بوتں سے بے نیاز سر جھکائے بیٹھی تھی اور اس کے برابر بیٹھا شخص یوں خوش نظر آ رہا تھا جیسے کوئی خزانہ ہاتھ لگ گیا ہو۔ اس بے حد قیمتی ڈائمنڈ رنگ پہناتے اس نے گرمجوشی سے اس کا ہاتھ دبایا تھا اور جھک کر محبت پاش نظروں سے اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا تھا۔ رات میں وہ فون پر اسے کہہ رہا تھا۔

آئیلہ میں اتنا خوش ہوں کہ تم اندازہ نہیں کر سکتیں۔ میں نے زندگی میں جو چاہا وہ ہمیشہ پا لیا۔ میں اتنا خوش نصیب ہوں اس بات کا اندازہ اس سے پہلے مجھے کبھی نہیں ہوا۔ اور اس کے اندر جیسے کوئی بین کرنے لگا زندگی نے اس کے ساتھ کتنا عجیب مزاق کیا تھا۔ یہی بات جن لبوں سے وہ سننا چاہتی تھی وہاں سے سن نہ سکی تھی اور جہاں سے سن رہی تھی وہاں کی اس نے کبھی چاہ ہی نہیں کی تھی۔

تم مجھے پہلی نظر میں ہی دوسروں سے منفرد لگی تھی۔ تم اس روز وہاں ڈنر میں ایسے بیٹھی تھیں جیسے کوئی ملکہ تخت پر بیٹھی اپنی رعایا پر نظر کرم کر کے احسان کر دے۔ تمہارا وہ مغرور انداز مجھے اتنا متاثر کر گیا کہ میں کھنچا ہوا تمہارے پاس چلا آیا۔ لیکن تم نے اپنے رویے سے مجھے حیران کر دیا۔ مجھے زندگی میں اس سے پہلے کبھی کسی نے اگنور نہیں کیا۔ میں ہمیشہ مرکز نگاہ رہا ہوں بہت چاہا گیا ہوں مگر تم نے مجھے ایسے نظر انداز کیا جیسے تمہاری نظروں میں میری کوئی وقعت نہیں ہے۔ مجھے خاطر میں لائے بغیر تم آگے بڑھ گئیں اور اسی لمحے میں نے اپنی زندگی کا سب سے اہم فیصلہ کر لیا۔ تم بالکل میری طرح ہو مغرور اپنی زات سے پیار کرنے والی۔ کتنی لڑکیاں مرے آگے پیچھے پھرتی تھیں مگر مجھے ان میں کوئی کشش محسوس نہیں ہوتی تھی۔ تم سب سے الگ ہو بہت خاص۔ لگتا ہے رب نے تمہیں میرے لیئے ہی بنا کر بھیجا ہے۔

جہاں وہ بلا مقابلہ منتخب کر لی گئی تھی وہاں اس نے مقابلے میں حصہ لیا ہی نہیں تھا۔ اور جس جگہ وہ پوری تیاریوں کے ساتھ اپنی تمام صلاحیتیں بروئے کار لا کر میدان میں اتری تھی وہاں اسے شکست فاش ہوئی تھی۔ وہ خاموشی سے اسے سنتی رہی۔ جو اس کی رفاقت ملنے پر خوش تھا اپنے آپ پر نازاں تھا۔

www.Paksociety.com

جتنے دن وہ کراچی میں رہا روز اس سے ملتا۔ کبھی وہ ساتھ لنچ کرتے کبھی وہ اسے شاپنگ کرانے لے جاتا اور جو اگر کبھی وہ اس کا دیا ہوا تحفہ استعمال کر لیتی تو ایسے خوش ہوتا جیسے اس چیز کی اس سے پہلے کوئی قیمت نہ تھی محض اس کے استعمال کر لینے سے وہ چیز قیمتی ہوئی ہے۔ ان کی شادی ڈیڑھ دو سال سے پہلے ہونے کا امکان نہ تھا کیونکہ تیمور جس کی فائیو اسٹار ہوٹلز کی پورے یورپ میں چین تھی اب اس کا دائرہ وسیع کر کے اسے مڈل ایسٹ اور سینٹرل ایشیا تک لانا چاہتا تھا اور اس کام میں وہ بیحد مصروف تھا۔

میں چاہتا ہوں جب تم میری زندگی میں آؤ تو میرے اوپر کاموں کا اتنا لوڈ نہ ہو۔ ہم ورلڈ ٹور پر نکل جائیں خوب گھومیں اور پیچھے کام کی ٹینشن نہ ہو۔ جانے سے پہلے اسے نازک سا پرل کا نیکلس اپنے ہاتھوں سے پہناتے اس نے کہا تھا۔

اس نے تیمور سے اپنی جاب کا تذکرہ کیا تو اسے کوئی اعتراض نہ تھا مگر پھوپھو اس پر ناراض ہونے لگیں۔

میری ہونے والی بہو ٹکے ٹکے کی نوکریاں کرے گی۔ مائی فٹ۔ ارے جتنی تنخواہ تمہیں ملے گی اس سے دوگنی تو میں اپنے ملازموں کو دیا کرتی ہوں۔ پیسوں کی ضرورت ہے تو جتنے چاہئیں تیمور تمہیں ویسے ہی دیا کرے گا۔ اپنی ماں کی اس گھٹیا بات پر بعد میں تیمور نے اس سے معافی مانگی تھی۔

پلیز میری خاطر تم ممی کی ان فضول باتوں کو اگنور کر دو۔ وہ شاید اس رشتے سے زیادہ خوش نہیں ہیں۔ اس لیئے ایسے بی ہیو کر رہی ہیں۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں شادی کے بعد تم جو کام کرنا چاہو گی تمہارا پورا ساتھ دوں گا تمہیں سپورٹ کروں گا۔ وہ ہرٹ ہوئی تھی یا نہیں مگر اپنے لیئے اس شخص کا والہانہ انداز دیکھ کر اسے خود پر تاسف ہوا تھا اپنے آپ پر شرمندگی ہوئی تھی جو اتنے اچھے انسان کو دھوکا دے رہی تھی، اس کے ساتھ منافقت برت رہی تھی۔

اس پتہ تھا پھوپھو کے ساتھ کیا مسئلہ ہے۔ وہ بُری طرح اسٹیٹس کے زعم میں مبتلا تھیں۔ انہیں آئلہ کا گلشن اقبال میں بنا وہ خوبصورت چھ سو گز کا گھر کسی ڈربے کی طرح نظر آتا اور اس کے پورچ میں کھڑی وہ اکورڈ اور نسان پیٹرول انہیں اپنے محل میں کھڑی دس عالیشان گاڑیوں کے مقابلے میں انتہائی گھٹیا لگتی۔ جب تک وہ واپس لندن نہیں چلی گئیں آئلہ کی جان عذاب میں رہی۔ یہ کپڑے کیوں پہنے ہیں۔ جیولری اتنی چیپ اور ہلکی کیوں استعمال کرتی ہو۔ اپنے آپ کو ہمارے اسٹیٹس کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرو۔ فلانے کے ساتھ اردو میں کیوں بات کی وغیرہ وغیرہ۔ وہ شاید بیٹے کی ضد کے آگے مجبور ہو گئی تھیں ورنہ اس عام سی لڑکی میں ان کے نزدیک کوئی ایسی بات نہ تھی کہ وہ ان کے گھرانے کی اکلوتی بہو ہونے کا اعزاز پاتی۔

لندن جا کر بھی تیمور کی وارفتگی میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی۔ وہ ویسے ہی اسے فون کرتا موقع بے موقع اسے تحائف بھیجتا۔ اب تو اس نے بھی خود کو سمجھا لیا تھا اس لیئے وہ بھی جواب میں اسے تحائف بھیجتی۔ کسی وجہ سے اس کا فون نہ آتا تو خود فون کر کے خیریت دریافت کرتی۔

چھ ماہ بعد اس کی سالگرہ آئی تو وہ بطور خاص خود اس کی سالگرہ سلیبریٹ کرنے اچانک

آ کر اسے حیران کر گیا۔لیلی اور دانش جو چچی جان کی بیماری کا سن کر ان دنوں کراچی میں تھے تیمور کے آنے پر اسے چھیڑنے لگے۔

تم نے ایسا کونسا تعویز اسے گھول کر پلایا ہے مجھے بھی بتاؤ یہ دانش کا بچہ تو ساتھ رہ کر بھی ہمیشہ میری برتھ ڈے بھول جاتا ہے۔کبھی ہفتے بعد اور کبھی ایک دو ماہ بعد اگر اتفاق سے یاد آ جائے تو میرے اوپر احسان کرتے ہوئے گفٹ سے نوازا جاتا ہے ورنہ اللہ اللہ خیر صلا لیلی دانش اور تیمور کے سامنے ہی اس سے بول پڑی تو وہ کچھ پزل ہی وقتی اسے گھور کر رہ گئی۔

شیرٹن میں پاکستان کے جی 8 ممالک کے ساتھ تعلقات کے موضوع پر سیمینار ہو رہا تھا اور وہ تینوں اس میں شرکت کے لیئے بیتاب ہو رہے تھے تیمور صرف تین دن کے لیئے آیا تھ اور آج اسے واپس جانا تھا۔اس کا اس قسم کے سیمنار میں کبھی دل نہیں لگتا تھا مگر وہ مجبورا تیمور کی خاطر ان لوگوں کے ساتھ چلی آئی۔جب وہ اس کا اتنا خیال رکھتا تھا تو اس کا بھی فرض بنتا تھا کہ اس کی خواہشات کا احترام کرے۔ان کے ساتھ آ تو گئی تھی مگر دس آدھا گھنٹا بیٹھ کر ہی اس کا دل گھبرانے لگا۔اتنی ثقیل اور خوفناک گفتگو اس سے ہضم نہیں ہو رہی تھی۔وہ تیمور کے کان میں منمنائی۔

تیمور مجھے سخت ڈپریشن ہو رہا ہے ہم لوگ یہ عالمنہ گفتگو سنو میں زرا باہر کا راؤنڈ لگ اکر آتی ہوں۔اس کی بات پر وہ مسکرا دیا تھا۔اتنی دیر بھی وہ اس کی خاطر بیٹھی رہی ہے اس لیے سر ہلا کر اس جانے کی اجازت دے دی۔اجازت ملنے کی دیر تھی وہ سر پر پاؤں رکھ کر اس گھٹن زدہ ماحول سے باہر نکل آئی۔اور ادھر ادھر ٹہلنے لگی۔

سامنے سے آتے شخص کو دیکھ کر وہ ٹھٹھک کر رک گئی۔پھر اگلے ہی لمحے وہ اس سے کترا کر اسے نظر انداز کر کے جانا چاہتی تھی مگر اس کے قدموں کو زمین نے جکڑ لیا وہ چاہتے ہوئی بھی وہاں سے نہ ایک قدم آگے بڑھ پائی نہ پیچھے آپائی۔وہ اسے دیکھ کر صرف ایک لمحے کو حیرت سے منجمد ہوا تھا اگلے ہی پل وہ تیز قدموں سے درمیانی فاصلہ مٹاتا اس کے پاس تھا۔

اپنے کہے الفاظ کے مطابق اصولا تو تمہیں مجھے پہچاننے سے انکار کر دینا چاہیے وہ اس کے سامنے کھڑا بغور اسے دیکھتا بے حد خوش نظر آرہا تھا۔صرف تمہاری وجہ سے روز بی بی سی دیکھتا ہوں کہ شاید محترمہ نے کوئی تیر مار لیا ہو مگر افسوس صد افسوس۔وہ اتنا خوش پتہ نہیں کس بات پر تھا۔

کچھ تو بولو یہی کہہ دو کہ تم نے مجھے پہچانا نہیں ہے۔وہ اس کا مسلسل چپ سے عاجز آ کر بولا تو وہ کسی شاک کی کیفی تے نکل کر بمشکل بول پائی۔

کیسے ہیں آپ؟ لہجہ بڑا فارمل سا تھا۔وہ اس فارمل انداز اور اجنبی رویے پر اپنی حیرت چھپاتا ہوا بولا۔

میں تو خیر ٹھیک ہی ہوں تم اپنی سناؤ کیا کر رہی ہو؟ پھر اس کے جواب کا انتظار کیئے بغیر بولا۔

میرا خیال ہے کہیں آرام سے بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔اور چلنے کے لیئے قدم یوں

www.Paksociety.com

www.paksociety.com

بڑھائے جیسے اسے یقین تھا کہ وہ بھی بیٹھنے کے لیئے بے چین ہے۔ وہ اپنے آپ کو اس کے ساتھ چلنے سے روکنا چاہتی تھی مگر اس کے قدم خود بخود اس کے پیچھے اٹھ رہے تھے۔ اسے ست رفتارہ سے چلتا دیکھ کر وہ بھی آہستہ چلنے لگا۔ پھر ایک میز منتخب کر کے وہ کرسی گھسیٹتا بیٹھا اسے بھی بیٹھنے کی آفر کرنے لگا۔ تو وہ بیٹھ گئی۔

ترنگ میں میز پر انگلیاں بجاتا وہ بڑا ایکسائیٹڈ نظر آ رہا تھا۔ اس کے میز کی سطح کو گھورتے ہوئے چہرے کو فرصت سے جانچتا جیسے اس کا ایکسپریشن پڑھ لینا چاہتا ہو۔

آج مجھے یقین آ گیا ہے کہ دنیا واقعی اتنی وسیع نہیں کہ جو اس میں ایک بار کھو جائے دوبارہ مل نہ سکے، تمہیں یقین تھا کیا کہ ہم کبھی آئیندہ ملیں گے۔؟ وہ اس سے عجیب لایعنی باتیں کر رہا تھا۔ اپنے ملنے پر اس کا خوش ہونا بڑا تعجب خیز تھا۔ کچھ دیر اس کے جواب کا انتظار کر کے وہ خود ہی بول پڑا۔

تمہیں نہیں لگتا ہم ہمیشہ فلمی انداز میں اچانک اتفاقاً ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ میں نے تو ابھی ابھی بڑی سنجیدگی سے یہ فیصلہ کیا ہے آئیندہ فلموں کا مزاق نہیں اڑایا کروں گا۔ بھلے سے ہیرو آرکیٹیکٹ بنے یا پائلٹ۔ وہ اپنی بات پر خود ہی کھلکھلا کر ہنس پڑا اور وہ جواب میں مسکرا بھی نہ سکی۔

اسے اتنا سنجیدہ اور خاموش دیکھ کر وہ بھی خاموش ہو گیا اور بڑی سنجیدگی سے بولا۔

دو سال اتنا طویل عرصہ تو نہیں ہوتا کہ کوئی پورا کا پورا چینج ہو جائے۔ مگر مجھے تم بہت بدلی ہوئی محسوس ہو رہی ہو۔ لڑکی کچھ تو بولو۔ اتنی دیر سے میں ہی بولے جا رہا ہوں بات کے اختتام پر وہ شگفتگی سے مسکرایا۔ اور وہ بدقت خود کو سنبھالتی سمجھاتی اس سے بولی۔

آپ یہاں کیسے آئے کیا کسی مہم کے سلسلے میں وہ جو اس انتظار میں تھا کہ ابھی لڑکی کہے جانے پر اپنے سابقہ انداز میں روٹھے لہجے میں بولے گی میرا نام لڑکی نہیں ہے میں آئلہ ہوں، آئلہ اکرام۔ اس کے غیر متوقع جواب پر وہ کتنی ہی دیر چپ بیٹھا رہا۔

مہم ہی سمجھ لو کافی دیر بعد اس نے جواب دیا تو لہجہ بڑا گم صم سا تھا۔ وہ ایکسائیٹمنٹ اور جوش و خروش کچھ سرد پڑ گیا تھا۔

آئلہ تمہیں مجھ سے مل کر کوئی خوشی نہیں ہوئی؟ وہ اس کے چہرے پر موجود تاثرات کو سمجھ نہیں پا رہا تھا۔ جیسے وہ خوش ہونا بھی چاہتی ہے اور ہو بھی نہیں پا رہی۔ جیسے کوئی بات کوئی چیز اسے ایسا کرنے سے روک رہی ہو۔ اس کے چہرے پر موجود تاثر کو وہ بڑی آسانی سے پڑھ لیا کرتا تھا کہ یہ چہرہ بڑا سچا کھرا اور منافقت سے پاک تھا۔ مگر آج وہ اسے حیران کر رہی تھی اپنے عجیب و غریب رویے سے۔

میں آپ سے مل کر خوش کیوں نہیں ہوں گی آپ میرے محسن ہیں، آپ کے بڑے احسانات ہیں مجھ پر۔ بڑی دیر سے میز کو گھورتی سر اوپر اٹھا کر وہ بڑی ہمت کر کے راہ راست اس کی آنکھوں میں دیکھتی بولی اور فوراً ہی اپنی نظریں دوبارہ میز پر مرکوز کر دیں کہ ان آنکھوں کو وہ اپنا کوئی بھید نہیں دینا چاہتی تھی۔

www.paksociety.com

تم مجھ سے ناراض ہونا مجھے پتہ ہے اور میرا خیال ہے کہ اس ناراضگی میں تم حق بجانب ہو ۔کتنا سمجھایا تھا مجھے پیٹر نے وہ دوست میرا تھا مگر فیور تمہیں کرتا تھا۔ اس کی اس بات پر حیرت سے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تو وہ بڑی بے بسی سے مسکرا دیا۔ پتہ نہیں وہ اپنی کس غلطی کا اعتراف کر رہا تھا۔ کچھ دیر خاموشی کے بعد وہی اس سے مضطرب ہوا۔

آیلہ مجھے پانی خوش قسمتی پر یقین نہیں آ رہا۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تم دوبارہ مجھے ملوگی۔ اپنے خیال سے تو میں نے تمہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے کھو دیا تھا۔ اس روز جب میں تمہیں چھوڑ کر جا رہا تھا تو تمہاری وہ ناراض اور شکایت کرتی نظریں میرے ساتھ ہی تھی اور پھر ان نظروں نے ہمیشہ میرا پیچھا کیا۔ وہ پتہ نہیں کونسی زبان بول رہا تھا جسے وہ سمجھ نہ پا رہی تھی۔ مگر اچانک اسے محسوس ہوا کہ اس کے ہاتھ میں پہنی وہ قیمتی انگوٹھی اسے چبھنے لگی ہے۔ اپنی اس کیفیت سے گھبرا کر وہ کچھ بولنا چاہتی تھی کہ وہ بول پڑا۔

کچھ مت کہو۔ صرف مجھے سنو۔ میں تم سے سچ بولنا چاہتا ہوں۔ صرف تمہارے ساتھ میں وہ بولنا چاہتا ہوں جو میرے دل میں ہے۔ مجھے یہ بات قبول کرنے میں کوئی عار نہیں کہ یم وہ پہلی لڑکی اور آخری ہو جس نے میرے دل کے دروازے پر لگا داخلہ منع ہے کا بورڈ نظر انداز کرتی بڑے آرام سے اندر آ گئیں اس طرح کہ میں تمہیں کبھی وہاں سے نکال بھی نہ سکا۔ میں جو لڑکیوں میں بہت روڈ اور ال میز ڈ مشہور تھا ایک کمزور سی لڑکی سے ہار گیا۔ تمہیں یاد ہے نا میں نے کہا تھا مجھے ہارنے سے نفرت ہے۔ مگر میں یہ بات بھول گیا تھا کہ ہر ہر نپولین کے لیئے ایک واٹر لو بھی تو ہوتا ہے اور تم میرے لیئے واٹر لو ہی ثابت ہوئیں۔ میں تم سے ہار گیا۔ مجھے نہیں معلوم تم مجھے پہلی بار کب اچھی لگی تھیں شاید اس وقت جب تم بڑی بے چینی سے میرا انتظار کر رہی تھی اور مجھے دیکھ کر بولی تھی۔ شکر ہے آپ واپس آ گئے میں تو بہت پریشان ہو گئی تھی۔ یا شاید اس وقت جب لڑ کر خیمے سے باہر چلی گئی تھی۔ یا پھر جب پتھر پر بیٹھی مجھے بد دعائیں دے رہی تھی ۔مگر اتنا تو مجھے اس وقت بھی پتہ تھا کہ میں تم سے اپنی عادت کے خلاف بہت رعایت برت رہا ہوں مگر اپنے آپ سے بھی یہ بات قبول کرنے کے لیئے میں ہرگز آمادہ نہ تھا۔ میرا خیال تھا کہ یہ سب وقت کیفیتیا شاید ماحول کا اثر ہے جو میں تم میں اتنی دلچسپی لے رہا ہوں۔ اس کے منہ سے یہ باتیں سن کر کچھ دیر کو وہ سب کچھ بھول گئی۔ اپنی انگلی میں موجود وہ انگوٹھی بھی اسے یاد نہ رہی بس سر جھکائے اسے سنتی رہی۔

اپنی اس کیفیت کو میں نے اس وقت تک کوئی اہمیت نہ دی تھی جب تک وہ واقعہ رونما نہیں ہوا تھا۔ اس روز اپنا وہ اشتعال اور بے تحاشہ غصہ مجھے خود حیران کر گیا تھا۔ بڑی مشکلوں سے میں نے خود پر ضبط کیا تھا ورنہ دل تو میرا چاہ رہا تھا کہ میں ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا۔ ٹھیک ہے تمہاری حفاظت کی میں نے ذمہ داری قبول کی تھی مگر میرا رویہ محض ذمہ داری نبھانے والا نہیں تھا۔ اپنی اس کیفیت پر میں خود سے ہی ناراض ہو گیا تھا اور تمہیں جلد از جلد تمہاری منزل پر پہنچا کر اس کیفیت سے چھٹکارا پانا چاہتا تھا۔ میرا خیال تھا یہ وقتی ابال ہے جو وقت گزرنے کے ساتھ خود ہی ختم ہو جائے گا مگر تم سے دو جا کر میں نے جانا کہ وہ کمزور بزدل اور

www.Paksociety.com

ڈرپوک لڑکی جو میرے ہاتھ سے تھپڑ کھا کر میرے ہی گلے لگ کر آنسو بہاتی ہے اسے میں کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔ خود سے لڑتا جھگڑتا جب میں ہار مان گیا اور تمہاری تلاش میں واپس نیروبی آیا تو پتہ چلا کہ میں نے تمہیں واقعتاً کھو دیا ہے۔ اپنی کوتاہ اندیشی کے سبب۔ پھر میں جوان حرکتوں کو چیپ اور رومینٹک کہا کرتا تھا اس عرصے میں کہاں کہاں تمہیں ڈھونڈتا رہا۔ تم نے کتنی مرتبہ مجھے اپنے بارے میں بتانے کی کوشش کی تھی

اور میں نے سنن گوارہ نہیں کیا تھا۔ مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ تم پاکستان میں کہاں رہتی ہو۔ اس درخت کو میں نے گھنٹوں بیٹھ کر تکا ہے جس پر تمہارا اور میرا نام لکھا ہوا ہے۔ آیلہ کیا وہ دن زندگی میں دوبارہ کبھی آ سکتے ہیں، تم میرے لیئے کافی بنا کر لا رہی ہو، ہم ایک ساتھ جھیل کنارے بیٹھے ہیں، وہ وقت کتنا خوبصورت تھا۔ وہ جیسے کہیں کھو گیا تھا اور وہ اچانک کسی خواب سے جاگی تھی، ایک دم کرسی چھوڑ کر کھڑی ہو گئی جیسے یہاں سے بھاگ جانا چاہتی ہو۔

پلیز بیٹھ جاؤ آیلہ۔ میری ساری بات سن لو۔ میں تمہیں کسی بات کے لیئے مجبور نہیں کر رہا۔ مگر کم از کم تم میری بات سن تو سکتی ہو۔ میں نے آج تک اپنا آپ کسی کے سامنے ہیں کھولا آج تم سے کہہ رہا ہوں،۔ پلیز میری بات سن لو۔ وہ بڑی عاجزی سے بول رہا تھا اور وہ متضاد کیفیتوں کا شکار واپس بیٹھ گئی۔

محبتوں پر سے میرا یقین اٹھ گیا تھا۔ میں سوچتا تھا کہ محبت وحبت سب بکواس باتیں ہیں ان کا دنیا میں کوئی وجود نہیں۔ میرے ماں باپ نے محبتوں پر سے میرا ایمان اٹھوا دیا تھا انہوں نے سارے زمانے سے ٹکرا کر ایک دوسرے سے محبت کی شادی کی تھی۔ مگر جب میں نے ہوش سنبھالا تو مجھے ان کے درمیان کبھی محبت نظر نہ آئی۔ وہ ایک دوسرے سے بیزار ہمیشہ جاہلوں کی طرح لڑتے نظر آئے۔ پھر جب میں سولہ سال کا تھا تو انہوں نے بڑے آرام سے علیحدگی اختیار کر لی۔ میں بھی ان کے اس فیصلے کی رکاوٹ نہ بن سکا۔ اور کچھ عرصے بعد دونوں نے اپنی اپنی دنیا آباد کر لیں۔ میں اکیلا رہ گیا۔ میرے ماں باپ کو میری ضرورت نہیں تھی۔ پاپا امریکہ میں میری پڑھائی کے پیسے بھیج کر اپنی نئی بیگم اور بچوں کے ساتھ مصروف اور ماما کے پاس تو اس کے لیئے بھی وقت نہ تھا۔ میں بھری دنیا میں تنہا تھا پھر آہستہ آہستہ میں بدلتا چلا گیا۔ میں کسی بھی قسم کی محبت کو تسلیم کرنے کے لیئے تیار نہ تھا اس لیئے تمہیں اتنی شدت سے رد کر کے اپنی بے کار کی ضد لیئے بیٹھا رہا۔ مگر آج جب قدرت نے مجھے میری غلطی کی آزادی کا موقع فراہم کر ہی دیا ہے تو میں تم سے کہوں گا آیلہ میری زندگی میں آ جاؤ۔ ہم ایک ساتھ بہت خوش رہیں گے۔ میں کوئی بہت بڑا لارڈ نہیں ہوں۔ سڈنی میں میری اپنی چھوٹی سی فرم ہے۔ میں لوگوں کو گھر بنا کر دیا کرتا ہوں اور تم سے چاہتا ہوں کہ تم میرے مکان کو گھر بنا دو۔

اتنی سی بات کہنے میں اتنی دیر لگا دی اب جب سب ختم ہو گیا۔ اب آئے ہو۔ وہ اس کی بات کے جواب میں سوچ کر رہ گئی۔ اور وہ چپ اس کی آنکھوں سے گرتے آنسو دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ اسے دوٹوک انداز میں سب کچھ بتانے کا سوچ کر آنکھیں خشک کرتی اس سے کچھ کہنے والی تھی کہ تیمور اسے اس طرف آتا نظر آیا۔ اسے نہیں پتہ تھا کہ وہ غلط کہاں پر ہے کس جگہ اس

www.Paksociety.com

سے بھول ہوئی مگر اس وقت وہ خود کو مجرم محسوس کر رہی تھی ان دونوں کا مجرم۔

اور وہ بڑی غیر یقینی کیفیت میں اس شخص کو دیکھ رہا تھا جو بڑے استحقاق سے اس کی حیات کے برابر والی بیٹھتا اس سے بولا تھا۔

تمہاری فکر میں مجھ سے تو وہاں تقریریں بھی ڈھنگ سے نہ سنی گئیں۔ وہ اس کی رطف بڑے پیار سے دیکھتا بول رہا تھا اچانک اس کی نظر سامنے بیٹھے شخص پر پڑی جسے وہ آئیلہ کی فکر میں دیکھ نہیں پایا تھا۔

ہیلو۔ وہ یہ سوچ کر کہ آئیلہ کا کوئی دوست یا کلاس فیلو ہوگا خوش دلی سے مصافحہ کرنے لگا تو اس نے بھی جواب میں ہاتھ ملا کر ہیلو کہہ دیا۔ اس وقت لیلی اور دانش بھی آ گئے اور لیلی کرسی پر بیٹھتے ہی شروع ہوگئی۔

تمہاری وجہ سے ہم لوگ بھی اچھی طرح سے کچھ نہ سن سکے کہ محترمہ بور ہو رہی ہوں گی۔

جبکہ دانش خاموشی سے سامنے بیٹھے اس اجنبی کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی نگاہوں کے تعاقب میں لیلی نے بھی اس طرف دیکھا۔

تو قیامت کی گھڑی آخر کار آ ہی گئی۔ خود کو حوصلہ دیتی وہ مسکرائی اور بولی۔

یہ ہارون ہیں، اور ہارون یہ میری کزن ہیں لیلی۔ یہ ان کے شوہر دانش اور یہ میرے فیانسی تیمور لیلی نے بڑی بیساختگی سے پہلے اس شخص کو دیکھا جس کا روشن چہرہ یک دم بجھ گیا تھا اور پھر اس کے سامنے بیٹھی اس لڑکی کو جو اس کی پیاری دوست تھی۔

کون کہتا ہے یہ لڑکی بزدل ہے۔ آ کر دیکھو اس سے زیادہ بہادر کوئی ہو نہیں سکتا۔ کیا کوئی اس وقت اس کا چہرہ دیکھ کر بتا سکتا ہے اس وقت بظاہر بڑے اعتماد سے مسکراتی لڑکی کا دل اس وقت دھاڑیں مار مار کو رو رہا ہے۔ اس کی جگہ میں ہوتی تو شاید میں بھی اس لمحے حوصلہ ہار جاتی۔ میں جو سب کی نظروں میں بہت بولڈ بیہت ایکسٹرا اوڈنری ہوں میں بھی ہار جاتی، آئیلہ میری جان زندگی کے اس دوراہے پر کھڑی تم اس وقت پل صراط کا سفر طے کر رہی ہو میں جانتی ہوں۔

لیلی نے اپنی بیاختیار چھلکنے والی آنکھوں کو رگڑ کر توجہ تیمور کی جانب مبذول کر دی جو بڑی خوش مزاجی سے یارون سے مخاطب تھا۔

اور ہارون صاحب آپ کی کیا مصروفیات ہیں؟

اگر وہ کمزور لڑکی بہادری کا مظاہرہ کر سکتی تھی تو پھر اسے تو اپنے مضبوط اعصاب اور بہادر ہونے کا دعوی تھا۔ اس لیئے بڑی خندہ پیشانی سے مسکراتے ہوئے بولا۔

مصروفیات کیا بس لوگوں کو ان کے خوابوں کی تعبیر بخشتے ہیں سڈنی میں ایک چھوٹی سی فرم چلا رہا ہوں۔ آرٹسٹ آدمی ہوں جیسا گھر لوگوں کے ذہن میں ہوتا ہے میں اسے پیپر پہ لے آتا ہوں اس کے جواب پر دانش اور تیمور دونوں ہنس پڑے۔

یعنی سیدھے سادھے لفظوں میں آپ آرکیٹیکٹ ہیں دانش نے مسکرا کر کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

آپ آئیلہ کے فرینڈ ہیں تو ہمارے بھی دوست ہوئے۔ بس یہ بات ابھی طے ہوگئی کہ ہم

www.Paksociety.com

لوگ شادی کے بعد آپ کے پاس سڈنی آئیں گے۔ سڈنی کا ساحل مجھے یوں بھی بہت پسند ہے اور پھر وہیں ہم اپنا ایک گھر بنائیں گے جس کا نقشہ آپ بنائیں گے۔ کہیئے آپ کو منظور ہے ؟ تیمور بڑی بے تکلفی سے بولا تو اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

بالکل منظور ہے جناب اور آپ کے ساتھ تو میں کچھ کنسیشن بھی کروں گا ورنہ پیسوں کے معاملے میں تعلقات کا لحاظ نہیں کیا کرتا۔ وہ بھی بے تکلفی سے مسکرایا۔

لیلی اس شخص کے صبر و تحمل پر تعجب سے اسے دیکھ رہی تھی جبکہ آئلہ بڑے آرام سے مسکرا کر ان لوگوں کی باتیں سن رہی تھی۔ کچھ دیر ان لوگوں کے ساتھ باتیں کر کے وہ بڑی گرمجوشی سے خدا حافظ کہتا کھڑا ہوا۔ ایک آخری نگاہ اس پر ڈالی جو شاید اس کا تھا ہی نہیں اور وہاں سے چلا گیا۔ اس نے اسے جاتا دیکھنے کی زحمت کیئے بغیر اپنی تمام توجہ تیمور سے باتوں پر لگا دی تھی۔ لیلی کو اچانک ہی کوئی کام یاد آ گیا تو وہ ان سے ایکسکیوز کرتی وہاں سے چلی گئی۔ پندرہ بیس منٹ بعد وہ واپس آئی تو وہ تینوں کسی بات پر ہنس رہے تھے۔

رات تیمور کو ایئر پورٹ چھوڑ آنے کے بعد لیلی اس کے ساتھ ہی آ گئی تھی اور اس کے کمرے میں آ کر جو کچھ اس سے کہہ رہی تھی وہ اس کے لیئے ناقابل فہم تھا۔

لیلی تم کس قسم کی باتیں کر رہی ہو۔ وہ آخر کار تنگ آ کر بولی۔

آئلہ وہ تمہیں بہت چاہتا ہے۔ میں نے اس کی آنکھوں میں تمہاری سچی اور بے لوث محبت دیکھی ہے۔ اسے مایوس مت لوٹاؤ۔ اسے روک لو۔ لیلی کی اس بات پر وہ آپے سے باہر ہو گئی۔

وہ مجھے بہت چاہتا ہے اس لیئے میں اسے روک لوں اور کل اگر کوئی اور میری محبت کا دعویدار پیدا ہو جائے تو اسے چھوڑ کر اس کے ساتھ ہو لوں۔ لیلی بیگم یہ خود غرضی اور خودسری کے جو سبق آپ مجھے پڑھانے کی کوشش کر رہی ہیں میں انہیں پڑھنا نہیں چاہتی۔ وہ بڑے تنفر سے بولی تو لیلی نے اس کے ہاتھ عاجزی سے تھام لیئے۔

کیوں خود کو اذیت دے رہی ہو۔ تیمور بہت روشن خیال اور کھلے ذہن کا آدمی ہے میں اسے سب کچھ بتا دوں گی۔ وہ انڈر اسٹینڈ کر سکتا ہے۔ تمہارے اوپر کوئی آنچ نہیں آئے گی میں سب ہینڈل کر لوں گی۔ دیکھو آئلہ یہ زندگی صرف ایک بار ملتی ہے بار بار نہیں جو ہم اسے ضائع کریں۔ وہ اتنی دور سے تمہاری تلاش میں آیا تھا۔ اس وقت میں اس کے ہی پیچھے گئی تھی۔ وہ کتنا تھکا ہوا اور نڈھال لگ رہا تھا۔ میں نے اس کا ایڈریس اور فون نمبر لے لیا ہے۔ تم دیکھنا سب ٹھیک ہو جائے گا۔ لیلی کی اس بات پر اس نے بڑی نفرت سے اس کے ہاتھ جھٹک دیئے۔

تم اگر میری دوست نہ ہوتیں تو ابھی اس بات پر میں تمہیں تھپڑ مار دیتی۔ لیکن میں تمہارا لحاظ کر رہی ہوں۔ آج کے بعد یہ بیہودہ بات مجھ سے مت کرنا اور تمہاری اطلاع کے لیئے عرض کر دوں کہ اگر بات محبت کی ہے تو تیمور بھی مجھ سے کرتا ہے اس شخص سے کہیں زیادہ۔ تمہارے سمجھانے پر ہی میں اس راستے پر آئی تھی اور اب پلٹنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیلی بیگم یہ

www.Paksociety.com

یورپ اور امریکہ نہیں جہاں شادیاں ایک مزاق ہوتی ہیں۔ آج ایک سے کل دوسرے سے۔ یہ پاکستان ہے اور میں مشرقی لڑکی ہوں جو اپنی کمٹمنٹ مرتے دم تک نبھائے گی۔ جس کے ساتھ پیمان باندھا ہے زندگی کے آخری لمحے تک اس کی وفادار رہوں گی۔

وہ ایک کڑی نگاہ اس پر ڈال کر کمرے سے باہر نکل گئی۔

ہم ہیں آوارہ سوبسو لوگو

جیسے جنگل میں رنگ و بو لوگو

ساعت چند کے مسافر سے

کوئی دم اور گفتگو لوگو

تھے تمہاری طرح کبھی ہم بھی

رنگ و نکہت کی آبرو لوگو

قریہ عاشقی ہمارا دل

گھر ہمارے بھی تھے کبھو لوگو

وقت ہوتا تو آرزو کرتے

جانے کس شے کی آرزو لوگو

تاب ہوتی تو جستجو کرتے

جانے کس کس کی جستجو لوگو

کوئی منزل نہیں روانہ ہیں

ہم مسافر ہیں بے ٹھکانہ ہیں

اپنے سر کو سیٹ کی پشت سے ٹکاتے اس نے نم ہوتی آنکھوں سے سوچا۔

تو آخر میں نے تمہیں کھو دیا۔ ہمیشہ کے لیئے، شاید مجھ جیسے لوگوں کا یہی انجام ہونا چاہیئے جو درست وقت پر درست بات نا کر پائیں ان کے ساتھ زندگی کو یہی سلوک کرنا چاہیئے۔ کیوں میں نے اپنی زندگی کے سب سے اہم معاملے میں غفلت سے کام لیا۔ میرا خیال تھا کہ در دل پر دستک دیتی وہ لڑکی ساری زندگی میرے انتظار میں کھڑی رہے گی۔ اور جب کبھی میں یہ در وا کروں گا تو وہ کھڑی میری راہ تک رہی ہوگی۔ یہ در بدری یہ بے سکونی تو میری اپنی خریدی ہوئی ہے۔ مگر آج سوچوں تو دل میں خیال آتا ہے کہ میں ایسا تھا کیوں، کیوں محبتوں پر میرا یقین نہیں تھا۔ ماما اور پاپا آپ لوگ تو اپنی اپنی دنیا میں مگن کبھی سوچتے بھی نہ ہوں گے کہ آپ کی محبتوں سے نالاں ہو کر میں رشتوں اور محبتوں سے ایسا بیزار ہوا کہ اپنی زندگی کی سب سے بڑی بازی ہار گیا۔ جب آپ نے اپنی سترہ سالہ رفاقت کا خاتمہ بڑے سکون سے کیا تو آپ لوگوں نے ایک لمحے کو بھی رک کر میرے بارے میں نہ سوچا میں جو آپ کا اکلوتا بیٹا تھا۔ محض سولہ سال اک کم عمر۔ آپ دونوں نے بڑے آرام سے اپنے نئے ساتھی چن لیئے اور اپنی زندگی میں مگن اس بچے کو بھول گئے جو اپنا گھر بکھر جانے پر ٹوٹ گیا تھا۔

جو اپنے ماں باپ کے سائے میں ایک خوبصورت گھر میں رہنا چاہتا تھا۔ جسے اپنے گھر

سے بہت محبت تھی۔ لیکن میرے ساتھ ہوا کیا؟ میں تنہا رہ گیا۔ ساری محبتیں دم توڑ گئیں۔ ہوسٹلوں میں رہ کر آپ کی طرف سے بھیجے پیسے وصول کرتے کرتے آخر کار میں ہر رشتے سے بےزار ہو گیا۔ میرا ایمان اٹھ گیا ہر رشتے پر سے تمام محبتوں پر سے۔ یہاں تک کہ ایک ایسا وقت آیا جب آپ دونوں کو میری ضرورت پیش آئی مگر اس وقت تک میں تمام محبتوں سے بے نیاز ہو چکا تھا۔ گھر کا تصور مجھے پاگل کر دیتا تھا۔

میں جو لوگوں کو گھر بنا کر دیا کرتا تھا تمام عمر اپنے ماکن کو گھر نہ بنا سکا۔ میں یہی سوچتا تھا کہ کبھی زندگی میں شادی کرنی بھی پڑی تو وہ محض ضرورت کا رشتہ ہوگا۔ وہاں کسی محبت کو کوئی گزر نہ ہوگا۔ اس لیئے اس اچھی سی لڑکی کو بڑی شدتوں سے رد کرتا رہا۔ کیا پتا تھا ایسا کر کے میں اپنے لیئے دکھوں کا گوہر گراں خود خرید رہا ہوں۔

اور وہ ایک شخص تیمور، خوش بختی کا تاج جس لے سر پر سجا ہے کہ خدا کرے تمہیں اتنا سکھ دے، اتنی خوشیاں دے کہ تمہارے دل میں بھولے سے بھی میری یاد نہ آئے۔ تم بھول جاؤ کہ اس دنیا میں کہیں کوئی ابرون وقار احمد بھی رہتا ہے جو تمہیں ٹوٹ کر چاہتا ہے شاید اپنی زندگی سے بھی بڑھ کر۔

اپنے معمول کے مطابق ہم
آج بھی روز کی طرح یونہی
دن کے ہمراہ بے خیالی میں
وادی شام سے گزرتے ہوئے
رات کی سرحدوں کو چھولیں گے
نیند کے در کو کھٹکھٹائیں گے
لاکھ روئیں گے گڑگڑائیں گے
کاسہ چشم میں مگر اک خواب
آج کی رات بھی نہ پائیں گے

تیمور اور وہ جیولری کے ڈیزائن پسند کر کے ڈنر کرنے آگئے۔ تیمور بے حد خوش تھا اور بہت سی باتیں کرنے کے موڈ میں تھا۔ اس لیئے وہاں اچھی خاصی دیر ہو گئی۔ سردیوں کے دنوں میں رات دس بجے بھی آدھی رات لگتی تھی۔ اس نے ہی اسے وقت کا احساس دلایا تو وہ کھڑا ہوا۔ ان کی شادی کی تاریخ طے ہو گئی تھی اور پھوپھو اور تیمور ان دنوں اسے اس کی پسند کی جیولری اور ملبوسات خریدوانے میں لگے ہوئے تھے۔ پھوپھو طبیعت کی خرابی کی وجہ سے ساتھ نہ آسکی تھیں تو تیمور اور وہ اکیلے ہی چلے آئے۔ گو شادی میں ابھی تین ماہ باقی تھے مگر پھوپھو اپنے اسٹیٹس سے مجبور ابھی سے تیاریوں میں مصروف ہو گئی تھیں۔ زیور وہاں سے لیا ہے اور عروسی جوڑا فلاں سے لیا ہے وہ اسی ادھیڑ بن میں تھیں۔

سردیوں کے دن اوپر سے برستی ہوئی موسلا دھار بارش۔ روڈوں پر اچھا خاصا سناٹا تھا۔ گاڑی میں ہلکا سا میوزک لگائے تیمور اسے آئندہ مستقبل کے خواب دکھا رہا تھا۔ اسے اپنی

www.Paksociety.com

وفاؤں کا اپنی محبتوں کا یقین دلا رہا تھا۔ وہ مسکراتی اس کی بیتابیاں دیکھ رہی تھی۔

اچانک ہی گاڑی ایک جھٹکے سے رکی تو اس کا سر ڈیش بورڈ سے ٹکراتے ٹکراتے بچا۔

سامنے کا منظر دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہو گئے۔ وہ تین مسلح نقاب پوش تھے جنہوں نے روڈ پر شاید کوئی رکاوٹ کھڑی کر کے انہیں گاڑی روکنے پر مجبور کر دیا تھا۔

ہاتھوں میں ٹی ٹی تھامے وہ بڑے سفاک لہجے میں ان سے گاڑی سے اترنے کا مطالبہ کر رہے تھے۔ کوئی جائے فرار نہ پا کر وہ دونوں گاڑی سے باہر آئے۔ تیمور کے ہاتھ سے اس کی بلیک مرسڈیز کی چابیاں ایک نے چھینی اور اپنے ساتھیوں سے بولا۔

چلو جلدی بیٹھو۔ اس کا لہجہ بڑا سرد تھا۔ اس کی بات کے جواب میں ان میں سے ایک آگے بڑھ کر اس کی طرف آیا جو تیمور کے ساتھ لگی کھڑی تھر تھر کانپ رہی تھی کچھ دیر کھڑا اس کو جانچتی نظروں سے دیکھ کر اپنے ساتھیوں سے بولا۔

یار خالی خولی گاڑی لے جانے میں کوئی مزہ نہیں آئے گا۔ ایک تو یہ آسامی کچھ زیادہ ہی تگڑی لگ رہی ہے۔ پھر یہ چیز بھی اتنی بری نہیں ہے۔ کیا خیال ہے تاوان کا ہی کوئی چکر چلا لیں۔ وہ اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھام کر بولا۔ پھر اس کا چہرہ چھوڑ کر اس کی پسلی پر ٹی ٹی رکھ کر بولا۔

چلو گاڑی میں بیٹھو۔ اس نے مدد کی لیئے تیمور کی طرف دیکھا جو لاشعوری طور پر اس سے پیچھے ہٹ گیا تھا۔ وہ اونچا لمبا مرد پسینے میں نہایا خوف سے کانپ رہا تھا۔ ایک لمحے کو اس کے دل پر جیسے کوئی بجلی گری۔ اس نے بڑی ہمت کر کے تیمور کی طرف بھاگ کر جانا چاہا تو اس آدمی نے اس کے منہ پر تھپڑ مار کر ایک زوردار دھکا دے کر گاڑی میں دھکیلنا چاہا تو وہ پوری قوت سے چلائی۔

تیمور ہیلپ می۔ وہ آدمی اسے گاڑی میں دھکا دے کر بٹھا رہا تھا۔ اور وہ مچل مچل کر خود کو چھڑا رہی تھی۔ اور تیمور دور کھڑا یہ سب دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے دیکھا ان میں اسے ایک نے ایک ہاتھ تیمور کے جڑا تو وہ لڑکھڑا کر گر گیا۔

اگر خیریت چاہتے ہو تو فورا یہاں سے چلے جاؤ اور اگر مرنے کا زیادہ ہی شوق ہے تو۔

اس شخص نے اپنی بات ادھوری چھوڑ کر تیمور کو ایک اور پنچ مارا تو وہ جو بمشکل کھڑا ہوا تھا دوبارہ گر پڑا۔ وہ شخص بدستور تیمور کو گن پوائنٹ پر لیئے کھڑا تھا۔

پھر آیلہ نے جو کچھ بقائمی ہوش و حواس دیکھا وہ اس کے لیئے ناقابل یقین تھا وہ اس کی عزت کا رکھوالا اسے چھوڑ کر اس کی طرف دیکھے بغیر اندھا دھند وہاں سے بھاگتا چلا گیا۔ اور وہ جو کچھ دیر پہلے خوف سے کانپ رہی تھی مگر یہ بھی پتہ تھا کہ میرا محافظ میرے ساتھ ہے جو مجھ پر کوئی آنچ نہیں آنے دے گا اسے جاتا دیکھ کر ایک لمحے کو گنگ سی ہوئی تھی۔ اگلے ہی پل پتہ نہیں اس میں اتنی طاقت کہاں سے آ گئی اور اس نے پوری قوت سے اس کو دھکا دے کر اس کی گرفت سے آزاد ہو گئی۔ وہ شاید اس کے نازک سراپے سے اس بہادری کی توقع نہیں کر رہا تھا۔ یہ خیال ہو گا کہ جس کا مرد اتنا کمزور ہو وہ عورت کیا ہو گی۔ اپنی اس غفلت سے وہ مار کھا گیا اور اپنی وہ اپنی تمام تر ہمت یکجا کر کے وہاں سے بھاگنے لگی۔ وہ شاید اسے مارنا نہیں چاہتے تھے

www.Paksociety.com

آخرانہیں اس کی جان کے عوض کروڑ دو کروڑ وصول کرنے تھے اس لیئے اس پر فائر کرنے کے بجائے گاڑی میں بیٹھ کر اس کے پیچھے آنے لگے۔ اپنے پیچھے گاڑی کی ہیڈ لائٹس نظر آئیں تو وہ اس تنگ سی گلی میں مڑ گئی۔ قدرت اس پر شاید مہربان تھی جو اس وقت وہ تمام علاقہ شاید بجلی چلے جانے کی وجہ سے تاریکی میں ڈوب گیا تھا اور وہ اسے گلی میں مڑتا نہیں دیکھ سکے تھے۔ یا خدا نے اس لمحے ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا تھا اور وہ گاڑی آگے بڑھا لے گئے تھے۔ اس تنگ سی اندھیری گلی مین ایک درخت کے تنے سے ٹیک لگائے وہ بارش میں بھیگ رہی تھی۔

پتا نہیں اسے اس درخت کے پیچھے چھپے کتنی دیر گزر گئی۔ مگر وہ احتیاطاً وہاں سے نہ نکلی کہ شاید وہ باہر گھات لگائے بیٹھے ہوں وہ لٹیرے ہو سکتا ہے ابھی بھی یہیں ہوں۔ مگر وہ شاید اس کی تلاش میں اس طرف آئے ہی نہیں تھے۔ یا انہوں نے اس کی جاں بخشی کا سوچ کر خالی گاڑی پر اکتفا کر لیا تھا اس نے دوبارہ اپنے آس پاس کسی گاڑی کے رکنے کی آواز نہیں سنی۔

بہت دیر بعد جب اس کے دل کو اطمینان ہو گیا کہ وہ جا چکے ہیں تو وہ ڈرتے ڈرتے اس گلی سے باہر نکلی۔ پورا علاقہ لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے ہنوز اندھیرے میں ڈوبا تھا وہ طویل اور اندھیری سڑک اس وقت بالکل ویران تھی۔ اچانک بجلی زور سے چمکی تو ڈر کے مارے اس کے منہ سے گھٹی گھٹی چیخ نکل گی۔ پھر اس نے دیکھا اس اندھیرے مین ایک شخص اس کی رطف بڑھ کر آیا اور بڑی مشکلوں سے اسے باہنوں میں لے کر اس کا آنچل اس کے سر پر ڈالتا بولا۔

بڑی مشکلوں سے میں نے خود پر ضبط کیا تھا ورنہ دل تو میرا چاہ رہا تھا کہ ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں، اور وہ اس سنسان سڑک کے بیچ و بیچ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

رات کے بارہ بج رہے تھے اور بھابھی اس کے انتظار میں جاگ رہی تھیں۔ اب تو کچھ پریشان بھی ہو گئی تھیں۔ کہ وہ اب تک واپس کیوں نہیں آئی۔ اس وقت گیٹ پر بجنے والی بیل نے انہیں اطمینان دلایا۔ آیلہ اور تیمور کو سخت سست سنانے کے خیال سے گیٹ کھول کر باہر دیکھا تو وہ اکیلی بارش میں بھیگتی باہر کھڑی تھی۔

کیا ہوا؟ تم اکیلی آئی ہو۔ تیمور کہاں ہے؟۔ وہ اس کے لٹے لٹے انداز پر سخت خوفزدہ ہو کر پوچھ رہی تھیں اور وہ ان کی بات کا جواب دیئے بغیر اندر داخل ہو گئی۔

آیلہ کیا ہوا تم مجھے بتاتی کیوں نہیں ہو تیمور کہاں ہے۔ تم لوگ کہاں رہ گئے تھے میرا تو پریشانی کے مارے برا حال تھا۔ وہ تو شکر ہے امی ابو کی آنکھ نہیں کھلی ورنہ اب تک تم لوگوں کے واپس نہ آنے پر وہ لوگ مجھ سے بھی زیادہ پریشان ہو جاتے۔ وہ اسے جھنجھوڑ کر پوچھنے لگیں۔ مگر وہ کسی بت کی طرح خاموش تھی۔ بھابھی پتہ نہیں کیا کیا پوچھ رہی تھیں اسے کوئی آواز نہیں آ رہی تھی۔ ہر اس نے انہیں چیختے سنا۔

آیلہ تمہارے ساتھ کیا ہوا ہے خدا کے لیئے مجھے بات دو ورنہ میرا نروس بریک ڈاؤن ہو جائے گا۔ ان کی چیخ پر وہ اپنے حواسوں میں واپس آئی۔ اور بڑے سکون سے اپنے ہاتھ سے وہ قیمتی ہیرے کی رنگ اتار کر بھابھی کے ہاتھ میں پکڑاتے بولی۔

بھابھی اسے پھوپھو کے پاس بھجوا دیں۔

پھر ان کے مزید کچھ پوچھنے سے پہلے وہ اپنے کمرے میں گھس گئی۔وہ اس کی حرکتوں کا مطلب سمجھے بغیر کچھ دیر تو وہیں گم صم کھڑی رہیں۔پھر دو ٹوک انداز میں اس سے بات کرنے کا سوچ کر اس کے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتے انہوں نے سنا وہ کسی سے فون پر کہہ رہی تھی۔

ہارون میں تمہاری بانہوں میں آنا چاہتی ہوں۔تم زندگی بھر کے لیئے میرے محافظ بن جاؤ اور دیکھو اس بار آنے میں دیر مت کرنا، میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔فون رکھ کر مڑی تو بھابھی نگاہوں میں سخت بے اعتباری اور ناراضگی لیئے کھڑی تھیں۔وہ سکون سے اٹھ کر ان کی طرف بڑھی۔انہیں تمام بات بتانے کے لیئے کہ اسے اپنے فیصلے پر نہ پچھتاوا تھا نہ شرمندگی۔یہ فیصلہ کسی محبت بھرے دل کا نہ تھا جو وصال کی آرزو میں تڑپتا مچلتا آخر کار دنیا کے رسم و رواج سے ٹکرا گیا ہو۔

یہ فیصلہ کسی نئے زمانے کی الٹرا ماڈرن پڑھی لکھی لڑکی کا بھی نہ تھا جو اپنی خوشیوں کے لیئے بڑی خود سری اور سرکشی دکھاتی ہے کسی کی بھی پرواہ کیئے بنا اپنی زندگی خود جینے کی خواہش کرتی ہے۔اپنے راستے میں آنے والی ہر رکاوٹ کو کک مارتی آگے بڑھ گئی تھی۔یہ فیصلہ اس لڑکی کا تھا جو مشرق کی بیٹی تھی۔محبت جس کا مسئلہ نہ تھا۔دولت، اونچے اونچے محلات اور قیمتی گاڑیاں بھی جس کے لیئے اہم نہ تھے اس کے لیئے اہم تھا اس کی عزت و ناموس کا تحفظ اور یہ تحفظ فراہم کرنے کے لیئے اسے ایک محافظ درکار تھا۔جو اس کا سائبان ہو۔جو خود موسموں کی تمام سختیاں اپنی ذات پر جھیل لے مگر اس پر آنچ نہ آنے دے۔جو کڑی دھوپ میں اس پر شجر سایہ دار بنے۔جس کے ہوتے وہ سکون سے آنکھیں موند سکے۔جو اس کی طرف کسی کو میلی آنکھ سے دیکھنے کی اجازت نہ دے۔جو اس کی طرف اٹھنے والے ہر ہاتھ کو توڑ کر رکھ دے اور ایسے شخص کے ساتھ اسے کسی جنگل میں رہنا پڑے تو رہ لے گی۔وہ اسے کسی صحرا میں رکھے وہ خوشی خوشی رہے گی۔وہ اسے کسی چھوٹے سے جھونپڑے میں رکھے وہ اس پر فخر کرتی اپنی تمام عمر وہاں بتا دے گی مگر کسی بے غیرت آدمی کا ساتھ اس مشرقی لڑکی کو قبول نہ تھا۔

سو وہ اپنے فیصلے پر بہر مطمئن تھی۔

اور وہ اس کا محافظ اس کا رکھوالا اور اس کا سائبان آنے ہی والا تھا۔

ختم شد.................. The End

www.Paksociety.com